

اَدْوَنُ مَكْتَبَہ رَوْضَةُ الْقِيُومِیَّة

مُصَنَّفُہ
جناب صاحبزادہ بزرگوار حضرت النسا خواجہ کمال الدین شیخ محمد حسن معصوم مخدومی

یہ کتاب متطابحہ حضرات قیوم ربیعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات میں ایسی جامع اور مکمل ہے کہ اسکی مثل اور کوئی کتاب نہیں کتابت کے چار حصے ہیں ہر حصہ میں ایک ایک قیوم کے حالات تفصیل سے بیان کیے ہیں۔ دکن اقل در احوال حضرت خزینۃ الرحمۃ محبوب سبحانی شہباز لاسکانی امام بانی عہدہ والفتانی قیوم اول رحمۃ اللہ علیہ مع احوال جملہ فرزندان خلفائے آنجناب تفصیل ہر سال قیومیت و مکاشفات و کرامات و حادثات زمانہ و واقعات سلطنت وغیرہ پر مرقن دوم در احوال حضرت عروۃ الوثقیٰ معصوم ثانی قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ مع احوال جملہ فرزندان خلفائے آنجناب تفصیل ہر سال قیومیت و مکاشفات و کرامات و حادثات زمانہ و واقعات سلطنت وغیرہ پر مرقن سوم در احوال حضرت امام حزب اللہ حمید اللہ قیوم ثالث خواجہ محمد نقشب ثانی علیہ الرحمۃ مع احوال جملہ فرزندان و خلفائے آنجناب تفصیل ہر سال قیومیت و مکاشفات و کرامات عالیہ مع واقعات و حادثات سلطنت وغیرہ پر مرقن چہارم در احوال حضرت پیر گیمبر قیوم زمان خلیفہ اللہ سلطان الاولیا قیوم رابع خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ مع احوال جملہ فرزندان و خلفائے آنجناب تفصیل قیومیت و مکاشفات مع واقعات و حادثات سلطنت وغیرہ پر

اس کتاب کو ہر نایاب کو بڑی تلاش و تجسس کے بعد ہم پہنچا کر اردو ترجمے کر کے چھپوایا گیا ہے امید ہے کہ عاشقان و دربار مجددیہ اور دلدادگان سرکار معصومیہ خاکبوسان حضرت حزب اللہ فدایان بارگاہ خلیفۃ اللہ اسے حزب جاں بنائیں گے۔ خوشخوار اعلیٰ کاغذ قیمت جلد اول ہر دو حصہ پتہ، جلد دوم ہر دو حصہ پتہ، جلد سوم المشاعر

اللہ والے کی قومی کان ملک چین الدین ملک فضل الدین محمد کزئی نقشبندی
واللہ سالہ اسرار تصوف بازار کشمیری۔ لاہور

اس کتاب کے متعلق حقوق مروجہ جابرٹ نمبر ۴۹۱۴ کے تحت کتاب خانہ کی طرف محفوظ ہیں

مجلد تصوف نمبر ۶۱

اردو ترجمہ کتاب

حضرت القدس

دفتر دوم

مترجمین مابین الدین سرسندی حضرت علامہ علیہ السلام بانی مکتبہ النشانی
حضرت شیخ احمد قادری سرسندی نقشبندی مجددی علیہ السلام

جس کا

مولانا عرفان احمد خاں صاحب انصاری قادری حقیقی نے مولانا احمد حسین خاں صاحب
نقشبندی مجددی قادری امر وہی کے ایما سے ترجمہ فرمایا

جس کو

مفتی محمد امجد علی صاحب الدین راج الدین کبیری تاجران کبیری

مترجمین نقشبندیہ

بازار کشمیری

لاہور

بصرف رکتیہ اعمار اور دوزخ کے راکتیاہیت صحت صفائی کے ساتھ

طالبان دربار مجدد نقشبندیہ کیلئے

مستوفی عالم دین کا حوہر مہتمم حضرت علامہ دارالعلوم دیوبند

بیان آخر غلام

الحمد لله رب العالمین

حضرت اقدس

دستور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمد و ثناء

مقدس بارگاہوں کی پاک تعریفیں اور محبت کی معتدل ہواؤں کی بزرگ
پاکیں اس بلند بارگاہ کے لئے مخصوص ہیں۔ جس نے عالم نیرنگ کو پردہ عدم سے میدانِ
میں جلوہ گر فرمایا اور اپنی انہی اور قدیم صفتوں کا اس مخدوئی حادث کو منظر بنایا یہی نہیں
بلکہ عدم کا طلسم توڑ کر اس کو موجود اور اپنی صفات و شہیون کا آئینہ کیا اور اس سے انبیا
و اولیا کو پیدا کیا۔ جو خلقت الٰہیت و رہنمائی کا ذریعہ ہوئے۔ انہی کی وساطت سے
اپنے فیضان و برکات کا عالم پر نزول فرمایا۔ پھر ان کو اپنی خلعتِ خلافت اور خطابِ نبایت
سے سرفراز اور ان کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ کے نام سے ممتاز فرمایا ان سے بیعت کرنے کو اپنی
بیعت کے اسم سے اعزاز بخشا۔ وہ عجیب و غریب امور جو طاقتِ بشری سے ناممکن ہیں۔
ان کے یدِ بیضا سے ظاہر اور ہویدا فرمائے۔ کچھ عجیب کار و بار ہیں کہ خاک نے کیسی بلی پیدا
کی اور عدم نے قدم کی طرف کتنا عروج حاصل کیا۔ یہ سب محبتِ الفت کے کارخانے ہیں۔ اور
کل حشر ہی کی بود و نمود ہے۔ کہ مشیتِ اَحِبِّیَّتِ اَنْ اُحَرِّفَ اِیْجَادِ اَفْرَادِ کائنات
کا باعث ہوئی۔ اور حقیقت کو لاک لِمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَکَ اِیْ کَوْنِ عَالَمِ کَا سَبَبِ شَبْرِی

تصویر ایامی بنیاد برکتانوسکا لاجو سلسله

ادوز جبر کتابت معارفین

یعنی مجبور و ملفوظات حضرت خدیجہ قطب الاقطاب حضرت یسار الدین ذکر الہمتانی اور حضرت بابا فرید الدین
و حضرت مخدوم جانیان جہاں گشت اور حضرت محبوب الہی نظام الدین قس اللہ سرہ کی زبان مبارک سے
ہیں۔ غرض کما غذا علیہم چھپ کے تیار ہے۔ خیمہ منت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اد و ترجمه هشت شتر المطحفره خواجگان نقشبندی

یعنی بزرگان عالم نقش بند تیر کے ہشت ستر و ثلث قابل دیدن سوچا اور خوش قسم علی درجہ بلکہ ہفت
پر طبع ہو گیا ہے۔ قیمت

اول و دوم سال انقضا شد

اس سال میں نقشہ بند پیر تقیہ کے ذکر اور مضاف قبلی مرقبہ وغیرہ کا بیان ہے اور اس کے ساتھ طریق مرقبہ
بھی بتایا گیا ہے اور دل کا نقشہ دکھلا کر ہر ایک لطیفہ کا مقام کھلایا گیا ہے طالب مولائیکہ نے نسبت غیر ترقیہ
ہے قیمت ۴۲

از ترجمه کتاب نفیاء الی کائنات

یہ منظر کتاب حضرت مولانا عبدالحق صاحب دہلی شہید مدظلہ کی اعلیٰ تصنیفات میں ہے حضرت موصو
کی تصنیف کسی تحریر کی محتاج نہیں اس میں اکثر اولیاء و عارفان باطن کا جو اولیاء اللہ میں سے بڑی
ذکر ہے۔ - - - - -

ادو ترجمہ کنسے بس جان

یہ کتاب حضرت شاہ ابوالمعالی قادریؒ کی تصنیف سے ہے ! یہ سب صحیح نقلاً ہے میں (۱) حقائق (۲) میں احادیث
ت (۵) میں کفر و شرعیات ہی چھپتا ہے اور موت
نصوف کو کش پیر میں بیان کیا گیا ہے + قلمست - - - - - ۴

دیباچہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بعد حمد و صلوٰۃ کے چندہ خاکسار بے مقدار و روزگار بدما لدا بن
شیخ اسراہیم سرہندی ارباب بعیرت کی خدمات میں ظاہر کرتا ہے کہ جب دفتر اول
کتاب حضرات القلادس جو کہ بذکر حالات مشائخ سلسلہ عایقہ شہید حضرت یحییٰ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تا بذکر مقامات حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہ سلسلہ ترتیب پایا
اور اس میں حضرت خواجہ کے صاحبزادوں اور بعض مریدوں کے حالات بھی مختصر بیان
کئے گئے ہیں، ختم ہو گیا۔ اب دفتر دوم کو شروع کرتا ہوں جو میرے پیر و سنگھ
قدس سرہ تعالیٰ امر ارادہ العزیز کی کرامات و درجات و کمالات و احوال و اقوال و اعمال
پر مشتمل ہے۔ اس کتاب طباطبائی تصنیف کا باعث اصلی آنجناب کے مناقب بیان کرنا
اس کے ساتھ آپ کے صاحبزادوں اور بعض خلفاء اور مشہور ترین مریدوں کے حالات کا تذکرہ
شامل کر دیا گیا۔ چونکہ یہ کتاب بارہ حضرات پر مشتمل ہے اور دفتر اول حضرت اول
پر ختم ہو گیا۔ باقی گیارہ حضرات اس دفتر میں بیان کئے جائینگے۔ اور حضرت ثانی سے
اس کا آغاز کیا جائیگا۔

یہ دفتر بحکم خذوا العلم من افواء الیرجال روایات ثقات و صحابہ غانی
و درجات سے اخذ کر کے جن کی اسناد میں کسی طرح کا شک و شبہ کو رہتا نہیں ہے جمع
کیا گیا ہے۔ اور اس بارہ میں بے حد احتیاط کی گئی ہے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی قَرِیْبُ التَّوْفِیْقِ
وَمِنْهُ اَلَا یَسْتَعَاذُہُ وَعَلِیْہِ الشُّکْلَانِ۔ اللہ تعالیٰ توفیق کا مالک اور کسی
سے مدد اور اسی پر بھروسہ ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرت دوم

بیان میں حالات و مقامات شیخنا و امامنا و قبلتنا قطب الاقطاب غوث شیخ و شہاب
محمد الفنا فی فائز حجت رحمانی بحر کسری البتہ زینت سلسلہ نقشبندیہ
وہیل عرفا و محققین ختم علماء و اسخین شیخ الاسلام و مسالین حضرت شہید احمد
قاروقی سرہندی نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہے :-

آپ کا انتساب طریقہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہ سے ہے
آپ خلفہ حضرت خواجہ میں سب سے زیادہ عالم اور کامل تھے۔ بہت سی مخلوق جو دریائے
غفلت میں ڈوبی ہوئی تھی۔ آپ کی طفیلی سے ساحل دوام حضور پر پہنچی۔ اور دشت گمراہی
کے سرگردان آپ کے توسط سے شاہ راہ ہدایت پر آئے فیضا و علما اطراف بنا دے آپ کی
خدمت میں موردِ مباح کی طرح دوڑ کر جمع ہوئے۔ اور مشائخ وقت نے اپنی مشیخت ترک
کر کے آپ کی پاک صحبت اختیار کی۔ اولیاء عصر آپ کی اطاعت کو قربِ عمدی جانتے
تھے۔ اور بادشاہ قیصر سب پر واز و وار آپ کے واز و شیفہ تھے آپ اپنے وقت کے
قبلہ روزگار اور کعبہ دیار تھے۔ وصول فیض ہدایت اور حصول فضل و رحمت شریعہ
غرب اور جنوب سے شمال تک تمام عالم کے لئے آپ کے وقت ظہور سے ہو رہا ہے۔
اور قیامت آپ کے توسط سے ہوتا رہیگا۔ آپ کا افاضہ آپ کی توجہ کا منتظر اور آپ کا
افادہ آپ کے ارادہ کا امیدوار نہیں ہے۔ بلکہ نور آفتاب ظہور یا ہتاب کی طرح تمام
افراد کائنات پر بالتفصیل تابان و درخشان ہے۔ آپ کی مثال میرے محیط کی ہے کہ
اپنے حال پر قائم ہے۔ اس کی روانی توجہ متوجہ و حواس مخلص پر موقوف ہے اگر دیا
چاہے کہ کسی فرد خاص یا جماعت پر اپنا افادہ فیضان کرے۔ تو اس کی بخشش میں کس کو
کلام ہو سکتا ہے۔ ایک لمحہ میں الامال کر دے گا۔ آپ کا معاملہ بس عقل و فہم سے باہر ہے
عقل ناقص کی وہاں سائی نہیں ہے۔ وفات حضرت محبوب فی الجلال علیہ علیہ آرا بتیقا
سے ہزار سال کے بعد ہوجہ کمال تہلیل حضرت سرور دو عالم کے وراثت حاصل ہوا ہے
مَثَلُ اَمِيْنٍ كَمَثَلِ الْمَطِيْرَا يَنْدُرِي اَوْ لَوْ لَمْ خَيْرٌ اَمْرٌ اَخِيْرٌ لَمْ يَرِ مَمْت

کی مثال بارش کی سی ہے۔ نہیں معلوم کہ اُس کا اول بتر ہو گیا آخر آپ کے وجود و معبود کی طرف مشعر ہے کیونکہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہزار سال کے بعد آپ پیدا ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر صدی میں ایک مجدد آئیں گے جو میرے بعد تین کو از سر نو زندہ کرے گا۔ مجدد صدی اور مجدد ہزار میں سوا ہزار بلکہ زیادہ کا فرق ہے۔ ہزار سال چاہئے تاکہ ایک نو ہر وجود میں آسکے۔

ہزار سال بایک کتاب یقین شاخ ہمت تو چوں گے بار آید
بہر قرآن بہر قرن چوں قوی ہو روزگار چوں تو کس روزگار آید

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرتو بعد ہر صدی کے لباس قطبِ وقت میں ظہور کرتا ہے اور ارشاد و ہدایت فرماتا ہے۔ مگر کسوتِ قطبِ الاقطاب میں کہ ہزار سال تک اس کی طینت کی تحیر کی باقی ہے اور ماوربہ تینتیس اور دس سال تک شکم میں رکھتی ہے۔ اور دائرہ قضا میں لاکھ ساٹھ ہزار دن تک کنار ہدایت میں تربیت فرماتا ہے اور مشاطہ ازل بارہ ہزار ماہ تک زیورِ ظاہر و باطن سے اُس کو غلّی و مزین کرتی ہے اور زیستِ معنوی و معنوی سے آراستہ اس لئے اس کا ظہور اتم و اکمل ہوتا ہے اور تجدید اس صورت میں کہ وہ بالکل حقیقت اور معنی کا ظہور ہے۔ سب مخلوق کو عام اور شامل ہو سکتی ہے۔

نہے دولت باور روزگار کہ نور چنیں پروردور کنار

ترجمہ۔ کیا دولت باور روزگار کو محال ہو گئی کہ ایسا نور پرورش کرتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ کارخانہ رحمت و خزانہ فضل و جہان آنحضرت کے حوالہ کیا

گیا۔ اور بارگاہ رب العالمین سے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے خطابِ نطق و مآذِ سلطنت لایا کہ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ آیا۔ اور اس کے بعد آپ کے اسمِ محمد نے اسمِ احسان پر توڑا (صلی اللہ علیہ وسلم) قطعہ۔

تو خازنِ گنجِ رحمت مولائی ہنگامِ نثارِ مشاطہ محسنِ مہربانی

بعد از ہزار ہجرتِ حرفِ نیت پیدا ان سے حسابِ اولِ آخر در جہانِ مہربانی

تو جس سے آپ عزیز اور گنجینہ رحمت الہی کے ہیں۔ بوقتِ نثار ہونے دین و دشن کے حسن کے، حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہزار سال کے بعد آپ کا ظہور ہے۔ دیکھو یہ اللہ تعالیٰ کی اول و آخر کی رحمتیں۔

آپ کی ازلی نام علم الہی میں عکس مل جاتا ہے۔ آپ عجوبہ روزگار اور خلاصہ عطیات پروردگار تھے۔ خدا کی بے شمار صنعتوں نے آپ جیسا بوجوب پیدا کیا۔ مندرجہ مختصر کی اس سے بہتر اور کیا دلیل ہوگی۔ کہ اسرار مقطعات قرآنی کے اپنے محبوب کے ساتھ راز بے گانی ہیں۔ جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے آپ کے باطن پر ظاہر کئے گئے۔ اس خبر کو کارخانہ ہستی کی منقبت اس گرفتار خود پرستی سے کیا ہو سکتی ہے۔ اور محبت اُس کہ خدا کے برابر وجود کی اس گرفتار ہستی سے کب ممکن ہے۔ آپ کے اطوار و اسرار و مقامات و کرامات بارش کے قطروں اور آسمانوں کے ستاروں سے زیادہ ہیں۔ قمر طاس عالم اس کے لئے کارآمد نہیں ہو سکتے۔ اور دریائوں کی سیما ہی اور درختوں کے قلم اُس کے لئے کفایت نہیں کر سکتے۔ جو صد انسان اُس کے تصور کی تاب نہیں لاسکتا ہے

از کتاب جن اور جزویت اوراق فلک در کتاب نقطہ یک نیست الا کتاب
وصف یک نقطہ حالش تو تست زشت تا سرانجامت نویسد نہ نفرستے مسلم
تجہ۔ ہفت آسمان آپ کے محاسن کی کتاب ایک جزو ہیں۔ اور آفتاب کی اُس کے
ایک نقطہ سے زیادہ حیثیت نہیں ہے۔ آپ کے حالات کا ایک نقطہ نہیں کہا جاسکتا
یہاں تک کہ بالکل قلم فرسودہ نہ ہو جائے۔

اس پر بھی میں کوشش کرتا ہوں اور بچانے کی فکر پر اور بعض خزن کے
خوشہ پر اور بچانے گلستان کے پھول پر اور بجائے خزانہ کے ایک جام پر انکار کے محقق
لکھتا ہوں۔ سنو سنو

آپ کا نسب

آنجناب کا نسب امیر المومنین امام الاعلیٰ بن حضرت عمر فاروق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ تک اس طرح پہنچتا ہے۔ کہ آپ صاحبزادے شیخ عبد الاحد کے ہیں۔ اور وہ فرزند
شیخ زین العابدین بن شیخ عبد الحمی بن شیخ محمد بن شیخ حبیب الدین بن امام رفیع الدین
بن شیخ نصیر الدین بن شیخ سلیمان بن شیخ یوسف بن شیخ اسحاق بن شیخ عبد اللہ بن
شیخ احمد بن شیخ یوسف بن شیخ شہاب الدین بن معروف بن فرخ شاہ کابلی بن شیخ نصیر الدین بن

شیخ محمود بن شیخ سلیمان بن شیخ مسعود بن شیخ عبداللہ واعظ بن شیخ عبداللہ وعظ
اکبر بن شیخ ابو الفتح بن شیخ اسحاق بن شیخ ابراہیم بن شیخ ناصر بن شیخ عبداللہ بن سیدنا
امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ۴

انتساب پنجاب سلسلہ چشتیہ

ان پنجاب رضی اللہ عنہ کا انتساب سلسلہ چشتیہ میں اپنے مجدد مود والد شیخ عبداللہ
سے ہے۔ اور اُن کو شیخ رکن الدین سے اُن کو اپنے والد ماجد قطب عالم شیخ عبدالقدوس
غزنوی گنگہی حنفی سے جو نسباً و ذہباً حنفی ہیں اُن کو اُن کے شیخ محمد سے ان کو اُن کے
والد شیخ احمد عارف سے اُن کو اُن کے والد اور شیخ شیخ احمد عبدالحق سے۔ اُن کو شیخ
جلال الدین پانی پتی سے ان کو شیخ شمس الدین ترک پانی پتی سے اُن کو حضرت شیخ
علاء الدین علی احمد صاحب از سے ان کو حضرت شیخ فرید الدین مسعود اجداد ہی مشہور بہ گنج شاکر
سے ان کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکل دہلوی سے ان کو حضرت خواجہ معین الدین
سنجری جیمیری رضی اللہ عنہ سے ان کو حضرت شیخ عثمان برہنہ سے ان کو حضرت شیخ
حاجی شریف ندنی سے ان کو حضرت شیخ مود و چشتی سے اُن کو حضرت ابو یوسف چشتی
سے ان کو حضرت شیخ ابو محمد چشتی سے ان کو حضرت شیخ ابو احمد چشتی سے اُن کو حضرت شیخ
ابو اسحاق شامی سے اُن کو شیخ جمشاد علودینیوری سے اُن کو حضرت شیخ ابو یوسف بصری
سے ان کو حضرت شیخ خدیفہ مرعشی سے ان کو حضرت شیخ ابراہیم اوہس سے اُن کو حضرت
فضیل بن عیاض سے اُن کو حضرت شیخ عبدالواحد بن زید سے ان کو حضرت شیخ حسن بصری
سے اُن کو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کو حضرت رسالت پناہ سر عالم
صلی اللہ علیہ وسلم سے ۴

انتساب پنجاب سلسلہ قادریہ

سلسلہ قادریہ میں آپ کے انتساب آپ کے والد ماجد سے تھا اور ان کو حضرت
شیخ رکن الدین مذکور سے ان کو حضرت سید ابراہیم معین الحسنی اللایرجی قادری سے ان کو
حضرت شیخ بہاء الدین انصاری حسنی قادری سے ان کو حضرت شیخ احمد محی الدین قادری

سنان کو اپنے والد حضرت سید موسیٰ قادری رحمہ سے ان کو ان کے والد حضرت سید
عبدالقادر رحمہ سے ان کو ان کے والد حضرت سید حسن رحمہ سے ان کو ان کے والد حضرت سید
فخر الدین ابو نصر رحمہ سے ان کو ان کے والد حضرت سید ابو صالح رحمہ سے ان کو ان کے والد حضرت
سید عبدالرزاق رحمہ سے ان کو ان کے والد حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقدوس حبیب الدینی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۵

انجن کے سبقت قادریہ میں اس کے والد حضرت شاہ کمال کھنسل رحمہ کے
قبول نظر ہونے کی وجہ سے حضرت شاہ سکندر زبیر شاہ موصوف رحمہ سے ان کے والد
ہے حضرت شاہ کمال نے باوجود اپنے صاحبزادے تاج محمد کی موجودگی کے خلافت حضرت
شاہ سکندر کو عطا فرمائی تھی حضرت شاہ کمال رحمہ اللہ علیہ کو حضرت شیخ انیس سے انتساب
ان کو حضرت سید گدار حسن قشاقی رحمہ سے ان کو حضرت سید شمس الدین یوسف رحمہ سے ان کو حضرت
سید ابوالفضل رحمہ سے ان کو حضرت گدار حسن اول رحمہ سے ان کو حضرت سید ابو حسن رحمہ سے
ان کو حضرت سید شمس الدین یوسف رحمہ سے ان کو حضرت سید عقیل رحمہ سے ان کو سید والدین رحمہ سے
ان کو حضرت سید عید بنو ابی سنان رحمہ سے ان کو حضرت سید عرف الدین رحمہ سے ان کو حضرت سید
عبدالرزاق رحمہ سے ان کو اپنے والد ماجد حضرت غوث الثقلین عبدالقادر حبیب الدینی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے ان کو ان کے والد ماجد حضرت سید ابو صالح رحمہ سے ان کو ان کے والد ماجد
حضرت سید عید بنو ابی سنان رحمہ سے ان کو ان کے والد حضرت سید عید بنو ابی سنان رحمہ سے
ان کو ان کے والد حضرت سید محمد رحمہ سے ان کو ان کے والد حضرت سید داؤد رحمہ سے
ان کو ان کے والد حضرت سید موسیٰ ثانی رحمہ سے ان کو ان کے والد حضرت سید عبداللہ رحمہ سے
ان کو ان کے والد حضرت سید موسیٰ رحمہ سے ان کو ان کے والد حضرت عبداللہ رحمہ سے
سید العباس رحمہ سے ان کو ان کے والد حضرت سید عثمان رحمہ سے ان کو ان کے والد حضرت عبداللہ رحمہ سے
حسن علیہ السلام سے ان کو ان کے والد حضرت علی المرتضیٰ رحمہ سے ان کو ان کے والد حضرت محمد سے ۶

انتساب انجناب و مصفا

انجناب رضی اللہ عنہ نے مصافحہ حضرت حاجی عبدالرحمن بدخشی کابلی مشہور حاجی
رمزی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا انہوں نے حضرت حاجی سلطان ادبھی رحمہ سے کیا تھا جنکی

عمر ایک سو ولس برس کی ہوئی تھی۔ انہوں نے حضرت شیخ محمود سہروردیؒ سے انہوں نے حضرت شیخ سعید معین صہبائیؒ سے انہوں نے حضرت سالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف مصافحہ حاصل کیا ہے۔ اس کی تفصیل کتاب سنن ابی داؤدؒ میں بیان کی گئی ہے۔

انتسابِ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ طریقِ نقشبندیہ

سلسلہ علینقشبندیہ میں آنجناب قدس اللہ تعالیٰ سرہ کے انتساب کی تفصیل اس کتاب کے دفترِ اول سے آغاز میں مفصل بیان کر دی گئی ہے۔ مگر یہاں بھی مجملہ بیان کے لئے اس نظم پر اتفا کیا جاتا ہے:-

شجرہ منظر

از و سید سلمان حسن بن ہر	رسید فیض بصریق زراعتِ مختار
از و سجتانی دزو بوعلی سرایا	از و بقاسم جعفر ابو یزید از و
از و فتویٰ ست برایتی بزرگوار	از و ست یوسف زو عجز وانی و عار
یہاں تک وین نقشبندیہ مبار	از و ست حضرت بابا پس است امیر کلال
از و بنو اجمہ عیسیٰ بنت و آفہ امرا	عقیق ابی یوسف چرخ است و گر
از و بنو اجمہ باقی ست معہ ان اتوار	از و ست ابو درویش خواجہ مکنگی
کہ بہت بانی این اہم نسب اسرار	از و امام زمان قطب نقشبندیہ احمد

ولادتِ طفولیت و تعلیم آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قدس سرہ کی ولادت باسعادت ماہ شوال ۵۸۰ھ ہجری میں بندہ معظمہ سہروردیؒ سے تھا اللہ سبحانہ عن امانت میں واقع ہوئی جب آپ بن تعلیم کو پہنچے تو ایک کتب میں آپ کو داخل کیا گیا۔ مدت قلیل میں آپ نے حفظ قرآن مجید ختم فرمادیا۔ اور اپنے والد شیخ عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تحصیل علوم میں مشغول ہوئے۔ اکثر علوم آپ نے اپنے والد کے پاس حاصل فرمائے۔

اس کے بعد آپ سیانکوٹ تشریف لائے۔ اور مولانا اکمل کشمیریؒ سے

آپ کے زمانہ کے محقق و متق اور اپنے وقت کے علامہ و عابد و زاہد تھے معقول کی بعض کتابیں عرب میں مولانا کی قابلیت مشہور تھی۔ کمال تحقیق و تدقیق کے ساتھ ختم فرمائیں۔ حدیث شریف کی بعض کتابیں مولانا یعقوب کشمیری علیہ الرحمۃ سے جو شیخ حسین ازہری کبریٰ ۷۴ کے خیمہ تھے، پڑھیں۔ اور جرین مختارین میں اکابر سے سند حدیث حاصل فرمائی۔ اور سلسلہ علیہ کردیہ میں مولانا نے موصوف سے بیعت کی۔ سترہ سال کی عمر میں تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہو گئے۔ اور اس وقت میں اکثر علوم کی تفسیر مائی تحصیل علوم سے فارغ ہونے کے بعد اپنے والد ماجد کے حضور میں درس علوم میں مشغول ہو گئے۔ ابتداً مطالعہ سابق میں بعض قافق علوم ظاہر ہوتے تھے۔ تو آپ ان کو حوشی کتب پر تخریر فرماتے تھے۔ کتب تفسیر حدیث و صحیح مسند وغیرہ کے درس دینے کی اجازت اور حدیث مسلسل بالاولیٰ لیت الرحمن یرحمہم الرحمن ارحمہم من فی الارض یرحمہم من فی السماء کی اجازت صرف ایک اسطر سے قدوة المحققین و زبدۃ المحدثین شیخ عبد الرحمن سے جو ایک بڑے محدث اور علامہ زمانہ تھے، آپ کو حاصل تھی۔

ذکر تصانیف آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابتداءً تحصیل علوم ظاہر میں آپ نے عربی و فارسی میں متعدد درسلے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ تخریر فرمائے۔ چنانچہ رسالہ تکمیلیہ اور رسالہ اثبات نبوت اور رسالہ رد متبعانہی رسائل میں سے ہیں۔ آپ کی زبردست قابلیت علمی اس وقت سے بخوبی ظاہر ہو سکتی ہے۔ کہ علامہ ابو الفضل نے قرآن مجید کی تفسیر بے نقط کا ایک دورانی تخریر کیا تھا۔ اور علماء ہندوستان مثل مولانا جمال لاہوری تلوی وغیرہ کے اس کی مجلس میں حاضر رہتے تھے۔ اتفاقاً ایک مقام پر تخریر تفسیر سے مجبور ہو گئے۔ ابو الفضل نے حضرت کو تکلیف دی کہ علماء اس مقام پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اور مجبوری کے معذرت ہیں اگر آپ اس مقام کی تفسیر بے نقط جو معنی تحت النقطہ کو شامل ہو۔ تخریر فرمائیں۔ تو نہایت اسان ہو گا۔ ہم اس بارہ میں حیران ہیں۔ حضرت قدس سرہ نے قلم برداشتہ اس مقام کی تفسیر جس میں ساری مجلس حیران تھی حروف بے نقط میں کمال

تفصیل بیان و تحریر متناصد و ذکر قصص و شان نزول کے ساتھ کہ عقل و فہم اس کے تصور سے کوتاہی کرتی ہے۔ تحریر مستثنیٰ۔ اور اس کے بعد ہر روز تفسیر بے نقطہ تحریر فرمایا کرتے تھے۔ شیخ ابوالفضل اور تمام علماء و فضلاء متحیر ہو گئے۔ اور حضرت سیرکمان تبرک کا اعتراف کیا۔ تفسیر کو رکاز زیادہ تر حضرت کی اعانت سے انجام پایا۔ یہ واقعہ حضرت کے زمانہ ارشاد سے قبل کا ہے۔

احاصل حضرت قدس سرہ نے تحصیل و تدریس کے بعد اپنے والد ماجد کی وصیت اختیار فرمائی اور کمالات باطنیہ کا اکتساب اور انوار سلسلہ قادریہ حشمتیہ کے تہاں والد بزرگوار کے پاس سے فرمایا۔ آپ کے والد ماجد نے آخر وقت میں اپنے تمام جہاں میں سے خزانہ خلافت حضرت ہی کو عطا فرمایا اور اپنا جانشین مقرر کیا۔ حضرت نے اپنی بعض تصانیف میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ اس فقیر کو نسبت فرمیتے کہ کاشقہ اپنے والد بزرگوار سے حاصل ہوا تھا۔ فقیر کے والد نے اس نسبت کو ایک بزرگ سے جو جذبہ قوی سے متصف اور خوارق میں مشہور تھے، حاصل کی تھی۔ ان بزرگ سے مراد حضرت شاہ کمال کی تحصیل قادری ہیں۔

دوسرے مقام میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ فقیر کو توفیق عبادات باللہ خصوصاً اداء صلوٰۃ نافذ میں اپنے والد سے مدد پہنچی ہے ان کو یہ سعادت ان کے سلسلہ حشمتیہ کے شیخ یعنی شیخ عبد القدوس حنفی غزنوی گنگوہی سے حاصل ہوئی تھی۔

عزم سفر حج حضرت ایشان ملاقات با حضرت خواجہ

آپ ہمیشہ زیارت بیت اللہ اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بیقرار رہتے تھے۔ مگر اپنے والد ماجد کی خدمت اور تحصیل کمالات کی وجہ سے اس شوق کو پورا نہ فرما سکتے تھے۔ جب آپ کے والد بزرگوار کا سخت لہجہ ہجری میں وصال ہو گیا۔ تو پھر اس شوق نے غلبہ کیا۔ اور بجز یہ کہ تفسیر کے ساتھ اس سفر مبارک کے لئے روانہ ہوئے۔ اور کسی کو اس ارادہ کی اطلاع نہ دی۔ جب آپ پہلی پہنچے تو شیخ کشمیری جیسے جو حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہ کے مخلص تھے، ملاقات ہوئی۔ انہوں نے برسبیل تذکرہ حضرت خواجہ کے مناقب فضائل و کمالات بیان کئے۔

چونکہ آپ کو بھی اس نسبت عزیز الوجود کا تکرار سے ہشتیاق تھا۔ اور اپنے والد ماجد کو بھی اس طریقہ علیہ کا شائق دیکھا تھا۔ اس لئے غالب شوق سے بے اختیار ہو کر حضرت خواجہ قدس سرہ کی ملازمت کے لئے روانہ ہوئے تاکہ حضرت سے ذکر اور مراقبہ حاصل کر کے اس کو راہِ حرمین میں شریک بنائیں حضرت خواجہ نے ملاقات ہوتے ہی فرمایا کہ آپ یارتِ بیتِ اللہ کے لئے جا رہے ہیں۔ اگر چند روز یہاں مقیم رہیں تو ممکن ہے کہ جس چیز کو آپ وہاں طلب کریں گے میں چاہیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ صرف تین دن یہاں مقیم ہو اگر اس کے بعد بھی ارادہ سفر مصمم ہے تو روانہ ہو جانا۔ آپ نے اس بات کو قبول فرمایا حضرت خواجہ قدس سرہ کی عادت قیدی یہ تھی کہ جو طلب آپ کی خدمت میں آتے تھے وہ ایک مدت میرا درویشہ و از تک آپ کی خدمت میں آمد و رفت رکھتے تھے اور طریقہ کی خواہش کرتے۔ آپ ان کو طریقہ نہ بتلاتے۔ بلکہ نصیحت کرتے تھے۔ کہ تسلل کر دو اور خیال و افعال کے حقوق پورے کرو۔ اُس کے بعد بھی اگر ان میں طلب کی سچائی باخظ فرماتے تو استخاروں کے بعد یہ طریقہ فرماتے مگر حضرت نے آنجناب کے لئے اپنی اس وضعِ قدیمی کو ترک فرمایا اور تصرفِ باطنی و اخلاقی ظاہری سے آپ کو اسیرِ دام کیا۔ اور طریقہ کی تعلیم دی۔ ہر روز بلکہ ہر وقت آپ کا کام ترقی پذیر رہتا تھا۔ دربروں کا سامانِ ماعتول میں پورا ہوتا تھا۔

گلے بردہ نریں و ہیزہ پست ہاں درگاہِ والا دستِ ہر دست

ترجمہ اس پست و ہیزہ سے ایک پھول درگاہِ بندہ میں باخضولِ تھلے گئے +

تھوڑی مدت میں آپ مقصود سے وصل ہو گئے اور اپنے ہم عصروں میں فائق ہو گئے۔ اور مراتبِ کمال تکمیل و قطبیت و فردیت الی ماشاء اللہ تعالیٰ پر فائز ہوئے۔ آپ نے اپنے محفلِ حالات ابتدائی ایک مکتوب میں جو طریقہ کے بیان میں ہے اس طرح ذکر فرماتے ہیں :-

مکتوب

فقیر کے دل میں جب اس رستہ کی طلب پیدا ہوئی تو عنایتِ خداوندی جل و علا راہنمائی اور ولایتِ پناہ حقیقت آگاہ اس طریقہ کے رہبر جس کے ابتدا میں ہی انتہائی

مقامات حاصل ہو جاتے ہیں۔ اس سہستہ کے ناکت مراتب لایت نامک پنچا، سہ سہ پندرہ کی تائید کرنے والے ہمارے شیخ اور امام حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہ کی خدمت میں پنچا یا جو خانوادہ نقشبندیہ کے خلیفہ اکبر تھے حضرت نے فقیر کو ذکر سہ ذات جل شہاد کی تعلیم دی جس سے بڑا لطف اور لذت مجھے حاصل ہوئی۔ اور کمال شوق کی وجہ سے بڑی زاری پیدا ہوئی۔

ایک روز کیفیت بے خودی جو اکابر طریق کے پاس ایک مقبرہ چیز ہے اور اس کی تعیبت کہا جاتا ہے ظاہر ہوئی اس بے خودی میں ایک دریا کے محیط نظر پڑا جس میں عالم کی صورتوں اور شکلوں کو سایہ کی طرح میں پاتا تھا۔ یہ بے خودی رفتہ رفتہ غالب ہو گئی اور دیر دیر تک کبھی ایک پہر اور کبھی دو پہر تک رہنے لگی اور کبھی ساری رات غالب رہتی تھی۔ میں نے کیفیت حضرت خواجہ کی خدمت مبارک میں عرض کی جو حضرت نے فرمایا کہ کسی قدر فنا حاصل ہوئی ہے۔

آپ نے اور ذکر کرنے سے مجھ کو منع فرما دیا۔ صرت اس کی آگاہی کے لئے حکم دیا۔ دو دن کے بعد مجھ کو فنا کے صفت سلاسی حاصل ہوئی۔ میں نے کیفیت بھی آپ سے عرض کی تو فرمایا کہ اپنے کام میں مشغول رہو۔ اس کے بعد فنا سے فنا حاصل ہوئی میں نے جب اس کو عرض کیا تو فرمایا کہ کیا تم عالم کو ایک دیکھتے ہو اور واحد و منقزل پاتے ہو میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بات فنا میں معتبر ہے۔ کہ باوجود یہ کہ اتصال بے شعوری حاصل ہو۔ چنانچہ یہ فنا اسی رات مجھ کو حاصل ہوئی تھی۔ اس کیفیت کے علاوہ میں نے یہ بھی آپ سے عرض کیا کہ میں اپنے علم کو حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ حضور ہی پاتا ہوں۔ اس کے بعد ایک اور جو تمام ہشتیا کو محیط تھا۔ ظاہر ہوا میں نے اس کو حق جل مجدہ سمجھا۔ وہ درسیہ رنگ کا تھا۔ میں نے یہ واقعہ بھی عرض کیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ حق جل شہاد پر وہ نور میں ظاہر ہوا ہے۔ اور یہ انبساط جو اس نور میں معلوم ہو رہا ہے علی بن یسید ذات جل شہاد کے اشیاء متعددہ کے ساتھ متعلق ہونے کے جواباً فرمایا ہے۔ واقع ہوئی ہیں منبسط معلوم ہوتا ہے۔ پس اس انبساط کی نفی کرو۔ اس کے بعد سے وہ نور سیاہ جو منبسط ہوا تھا منقبض ہونا شروع ہوا اور مختصر ہوتے ہوئے ایک نقطہ رہ گیا۔ حضرت خواجہ قدس سرہ نے فرمایا اس نقطہ کی بھی نفی کرو اور حیرت میں آؤ۔ میں نے

میں حضرت قدس سرہ کی خدمت میں گیا اور اپنا حال عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ تمہارا حضور ایسی صفات نہیں ہوتا ہے۔ اپنے کام میں مشغول رہو تاکہ موجود کی تیز ہجوم سے ظاہر ہو جائے۔ میں نے فلسفہ ص کی عبارت جو عدم تیز کی منظر قلمی پڑھی حضرت نے فرمایا کہ شیخ نے کامل کا حال بیان نہیں کیا ہے۔ عدم تیز کی نسبت صرف بعض سالکین کے لئے ثابت ہوئی ہے۔ میں حسب ارشاد اپنے کام میں مشغول ہو گیا حضرت حق سبحانہ نے حضرت خواجہ قدس سرہ کی توجہ شریف سے دور در کے بعد موجود اور موہوم میں تیز ظاہر کر دی پس میں نے موجود حقیقی کو موہوم خیالی سے ممتاز پایا۔ اور صفات فعال و آثار جو موہوم سے صادر ہوتے ہیں ان کو حق سبحانہ سے پایا۔ اور ان صفات فعال کو بھی موہوم محض پایا۔ اور خوارج میں سولہ ایک موجود محض کے اور کچھ نہ دیکھا۔ میں نے یہ حالت حضرت سے عرض کی آپ نے فرمایا کہ مرتبہ فرق بعد الجمع ہی ہے۔ اور کوشش کی انتہا بھی یہیں تک ہے۔ اور اس کے بعد جو کچھ جس کی استعداد میں رکھا گیا ہے ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس مرتبہ کو تائید طریقت نے مقام تکمیل کہا ہے۔ چنانچہ انجنا بقدس سرہ وطن الموت سے تین مرتبہ حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

پہلی دفعہ میں حضرت خواجہ قدس سرہ نے دولت کمال و تکمیل کے حصول اور مدارج قرب نہایت میں ترقیات کی آپ کو خوشخبری عطا فرمائی۔ جس کا بیان اوپر گذر چکا ہے۔

دوسری دفعہ میں طالبان حق کے ارشاد و افادہ کی اجازت دی اور خلعت خلا عنایت فرما کر رخصت فرمایا اور اپنے چہیدہ صاحب کی ایک جماعت آپ کے ہمراہ کی۔ اور ان کی تربیت آپ کے سپرد فرمائی۔

تیسری بار جب انجنا ب حضرت کی خدمت میں پہنچا اور حضرت نے آپ کی تشریف دہی کی خبر کو سماعت فرمایا۔ آپ کے استقبال کے لئے قلعہ فیروزی سے جو ایک مسکن مبارک تھا۔ پیادہ پارواز ہوئے۔ باور دروازہ کاہلی پر آپ کے استقبال فرمایا اور نہایت اعزاز و اکرام سے آپ کو اپنے ہمراہ لے گئے جب مجلس منعقد ہوئی۔ تو حضرت خواجہ قدس سرہ نے انجنا ب کے سوال کیا کہ سید الطائف قدس سرہ العزیز نے کہا ہے

کہ اگر ہم سے حضرت ابوسعیدؓ دعاؤں کے مسئلہ کا مطالبہ کیا جائے تو ہم ہلاک ہو جائیں گے کیونکہ خزانہ کا مسئلہ کا بھی کاغذ ہے کہ وہ چڑھتا ہے وقت دو ٹانگوں کے درمیان وقت میں غفلت یا دغہ اسے نہیں کرتے تھے یہ

مشغول ہے کہ جب خزانہ کے آخر وقت ان سے دریافت کیا گیا کہ تمہاری آرزو کیا ہے انہوں نے کہا کہ میں اپنی غفلت پر حسرت کرتا ہوں۔ اس کا آپ نے طیب بیان فرمایا کہ خزانہ کی آرزو بظاہر و باطن حضورؐ بائیکہ کی تھی اور وہ اس کے سوا کو غفلت جانتے تھے۔ چونکہ اس حضورؐ کا دوا می حصول ناممکن تھا۔ اس لئے وہ اس پر فوس کرتے تھے۔ اب یہ کہنا کہ وہ ٹانگوں کے سینے کے بیچ میں ان کو غفلت نہ ہوتی تھی۔ اس سے مراد صرف حضورؐ بائیکہ ہے۔

الحاصل اس مرتبہ حضرت خواجہؒ نے آپؐ کو اہرام و احرام حد سے زیادہ فرمایا کہ جب حضرت خواجہؒ اپنی سیک سے اٹھتے تو بلور رجعت منقری کے یعنی اٹھنے پاؤں جیتے کہ مبادا آپؐ کی وفات نشت نہ ہو جائے۔ رستہ چلنے میں بھی حضرت کا یہی حال تھا اور طلبین و حاضرین سے بھی یہی ارشاد تھا کہ ان کے سامنے میری تعلیم ہرگز نہ کرنا۔ اور اپنے تمام مریدوں کو آپؐ کے حوالے اور شیخ و ارشاد کا معاملہ بائیکہ آپؐ کے سپرد فرمایا اور اپنے فرزندان گرامی کو ہمتور بچھے تھے طلبہ و مکران کے بارہ میں آپؐ توجہ کی خواہش فرمائی۔ چنانچہ دو نو خادم زادوں کے حالات و فتنہ اول میں بیان کی جا چکے ہیں۔ بعض اصحاب حضرت خواجہؒ کے حضور میں باقی رہ گئے تھے ان کے بارہ میں بھی تربیت غائبانہ کی آپؐ سے خواہش فرمائی۔ اور ارشاد ہوا کہ مقصود ہماری پیرگی مٹی سے صرف آپؐ کی طور تھا۔ اسی لئے ہم نے آپؐ کی شیخت کو ترک کر دیا۔

آجنگاہ حسب حضرت جناب خواجہؒ سہرند شریف لائے اور تربیت سالکین میں مشغول ہوئے۔ چنانچہ آپؐ نے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے :-

خواجہ بخش۔ حضرت خواجہؒ نے جب مجھ کو کامل اور مکمل جان کر تعلیم طریقہ کی اجازت عطا فرمائی۔ اور طلبہ کی ایک خدمت میرے حوالہ کی تو مجھ کو اس وقت اپنے کمال تکمیل میں ترقی تھا تو حضرت نے فرمایا کہ اس میں تردد نہیں کرنا چاہئے کہ اس شاخین کے کمال میں ترقی لازم آتا ہے۔ پس میں نے آپؐ کے حسب ارشاد تعلیم طریقہ شروع

کی۔ اور سانکوں کے برسوں کے کام گھڑیوں میں انجام پاتے ہوتے ظاہر ہوئے۔ اس
اشنا میں پھرنے والے اپنی نسبت میں کمی محسوس ہونے لگی تو میں نے ان لوگوں کو جو میرے
کلمات پر فخر کیا کرتے تھے جمع کر کے ان سے اپنی اس کمی کا حال بیان کیا اور ان سے
خصت چاہی۔ مگر انہوں نے میرے اس کہنے کو تواضع پر محمول کیا اور وہ مجھ سے
برگشتہ نہ ہوئے۔ ٹھوڑی مدت میں اللہ تعالیٰ نے میرے وہ احوال جن کا منتظر تھا جو کہ
عطا فرمائے۔ فقط ۛ

آنجناب اپنے احوال و کمال اور ارباب صحبت کی ترقیات اور پیرو بھائیوں
کے حالات کا جنکی تربیت آنجناب کے سپرد فرمائی گئی تھی۔ عرضداشت کے ذریعہ
حضرت خواجہ کی خدمت میں اظہار کیا کرتے تھے چنانچہ وہ عرائض آپ کے مکتوبات
قدس آیات کے ذریعہ اول میں موجود ہیں۔ ملاحظہ کی جائیں ۛ

حضرت خواجہ قدس سرہ کے ساتھ جو اصحاب موجود تھے ان کے حالات بھی حضرت
خواجہ آپ سے دریافت کرتے تھے اور آپ اپنے کشف صحیح صریح سے ان میں سے ہر ایک
حالات سہرندی سے حضرت خواجہ کی خدمت میں لکھا کرتے تھے اور ان کی ترقی
کے لئے توجہ غائبانہ اپنی توجہ کو مصروف فرماتے۔ عجیب نادر و درہن تھی اور عجیب ترقی
ہمت و تصفیت تھی ۛ

الحاصل جب آپ کے ارشاد کا شہرہ تمام عالم میں شائع ہوا اور آپ کی ہمت
کا چرچا ہر مسکون میں پھیل گیا اور آپ کی نسبت ہفت قسیم عالم میں کی گئی اور
بمصدق آیت کہ میرا ذکر آج کل نصرت اللہ والفقیر ذکر آیت الناس یدخلون
فی دین اللہ اقلوا کجاہ جب خدا کی مدد اور اس کی نصرت نازل ہو اور نہ اس کے دین
میں تو لوگوں کو جو حق و باطل ہوتے دیکھے، دور و دراز کی مخلوق نے آپ کی سلیب
مبارک خوابوں میں دیکھا۔ اور انبیاء عظام و اولیاء کرام سے اشارات اور شائیں
آپ کی صحبت شریف کی ترغیب کے شائیں۔ تو لوگوں کی چاہتیں اور گردہ پکی
خدمت کے حصول کے لئے دوڑے۔ اور آپ کے متعلق جو شائیں خواب میں سنتے تھے۔
بعینہ دیکھتے ہی آپ کی صحبت میں آنے کے بعد پاتے تھے۔ اس لئے ہر شخص آپ کا
مستفاد اور کامل مطیع بن گیا ۛ

چونکہ خوارق و عادات اور کرامات و کشف قلوب اور مشرق غیوب کی نیل کی طرح لگتا رہا آپ کے پاتے تھے اور اپنے نظریہ اور باطن میں آپ کے تصرفات و تہذیب سے آثار بے شمار ہمسرے کرتے تھے اس لئے ہر شخص آپ کی صورت زمینی کا عاشق ہو گیا تھا۔ آپ کے دربار میں شیخو شاہیت ادب اور انکسار سے نقش دیوار کی طرح آپ سے دور کھڑا رہتا تھا۔ آپ کے ساتھ ہم کلامی کی کسے تاب تھی اور ہمسری کا کس میں پارہ تھا۔ گویا خدا کے دوستوں اور حق پرستوں کے گرد کا ایک مجمع منعقد تھا کہ جن کی مثال مفہیم روئے زمین میں نہ تھی۔

اگر ان طالبان حق اور سالکین حق میں سے کسی کو کوئی شخص مدیکھتا تو بے اختیار اس کی زبان سے نکلتا کہ بے شک یہ کوئی فرشتہ ہے۔ ان کا طریق بعینہ صحابہ کبار کا طریق اور ان کا لباس بالکل صحابہ سیدالاربعہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالکل مطابق تھا۔ ایک بڑا عمامہ ان کے سر پر اور سواک گوشہ دستار سے بندھی ہوئی اور اس کا کنارہ دونوں کندہ ہوا کئی بیچ میں پڑا ہوا اور قمیص کا گردہ بان دونوں کندہ ہوں کی طرف سے شوق اور ازار شحموں کے اوپر بیکر وسط پینڈلی تک اور کفش پاؤں میں اور عصا ہاتھ میں سجادہ کندھے پر کثرت سجود کے نشان پیشانی پر پڑے ہوئے انوار کی چمک ہویدا رخساروں کی روشنی نوریت باطن کی دلیل رہتی تھی۔ تمام رات قیام یا مراقبہ میں بسر کرتے اور تمام دن پابند تھے۔ نماز صبح اور ظہر کے بعد کا حلقہ حضرت کی مجلس مقدس میں منعقد ہوتا تھا۔ اس میں حاضر ہو کر مستغرق رہتے اور رات دن ان کا کام وضو یا نماز یا مراقبہ یا تلاوت قرآن تھا۔ نماز کے وقت پاکیزگی مکان و لباس کا خیال از حد رکھتے تھے۔ گویا کہ یہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا "لَا یُذْیَرُ اَوْ لَھُمْ خَیْرٌ اَمْ اَیْھُمْ" یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ بری امت کا اول بہتر ہے یا آخر۔ آنجناب علیہ الرحمۃ اور ان کے اصحاب اور مریدوں کی شان میں وار و ہوتی تھی۔

ایک بار آنجناب نے اپنے براہر حقیقی شیخ محمد مودود کو تحریر فرمایا تھا کہ اے براہر! اہل اللہ کا ایسا اجتماع اور محبان خدا کا ایسا مجتمع نظارہ جہاں آج سہرہ میں ہے۔ مگر تمام عالم میں اس کی مثل تلاش کر دے تو جی اس دولت کا دو سوال حصہ بیکہ ایک شے بھی حاصل ہونا غیر متوقع ہے۔ تم نے اس دولت کو مفت پر بد کر دیا اور لا کوئی

طرح نفیس موتیوں کے عوض جوڑ و مویر پر قناعت خست یا کر لی۔ نہایت شرم کا مقام ہے

حضرت سوم

اُن درجات کے بیان میں جو آپ کے ظہور سے قبل احد بعد خدا کے بہترین بندوں
نے بیان فرمائے! اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو

درجہ۔ علامہ سیوطی نے کتاب جمع الجوامع میں ایک حدیث روایت کی ہے کہ
فرمایا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گمیری امت میں ایک شخص ہو گا جس کو صلہ کہا
جائیگا اُس کی شفاعت سے ایک کثیر تعداد میری امت کی جنت میں داخل ہوگی۔
یہ حدیث گویا آنجناب کے وجود مسعود کی مشعر ہے۔ کیونکہ آپ علما و موفین میں
صلہ تھے آپ نے مسئلہ وحدت الوجود میں فریقین کے اختلاف کو رفع کر کے لفظی قرار دیا۔
چنانچہ اس مسئلہ کی تحریر کے بعد آپ نے خود تحریر فرمایا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ صِلَۃً
بَلِیْغًا اَلْبَحْرَیْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی کا ہزار ہزار شکر ہے جس نے دو دریاؤں میں مجھے صلہ بنا دیا
آنجناب کو حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشارت دی۔ کہ
قیامت میں اتنے ہزار آدمی تیری شفاعت سے بچنے جائیں گے۔

نفس حدیث اور مضمون بشارت آنجناب پر بخوبی صادق آتا ہے۔ اس مرتبہ
ہزار سال میں کوئی شخص لقب مجد و الف ثانی سے ملے گا نہ ہو سکا۔

درجہ۔ مقامات شیخ الاسلام شیخ احمد جام قدس سرہ میں نے دیکھا ہے
انہوں نے فرمایا کہ میرے بعد سترہ آدمی میری مثل اور میرے ہم نام ظاہر ہو گئے۔ اور
اُن میں کا اخیر شخص نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہزار سال کے بعد ظاہر ہو گا
اور وہ سب زیادہ بزرگ ہو گا۔

درجہ۔ شیخ ظہور الدین فرزند حضرت شیخ احمد جام قدس سرہانے کتاب
رمونہ العاشقین میں لکھا ہے کہ اُن کے والد شیخ الاسلام کے ہاتھ پر ان کی عمر
چھ لاکھ آدمیوں نے توجہ کی لوگوں نے اُن کے والد سے پوچھا کہ ادب اللہ کے حالات
ہم نے سنے ہیں اور کتابوں میں بھی دیکھا ہے مگر جو حالات کہ آپ نے ظاہر ہوئے ہیں۔
وہ اور کسی ولی سے نہیں ظاہر ہوئے۔ اس کی کیا وجہ ہے! انہوں نے فرمایا کہ دنیا میں

کی حیرت انگیز باتیں ہم کو معلوم ہوئیں ہم نے ان کو پورا ہی نہیں کیا۔ بلکہ اس پر اور زیادتی کی۔ اس لئے خدا سے پاک نے جو کچھ ان کو متفرق طور سے دیا تھا وہ مجھ کو تنہا عطا فرمایا اور ہر چوتھی صدی میں ایک میرا ہشام (احمد) پیدا ہو گا۔ اور حق تعالیٰ کی عینیں اس کے حال پر ایسی ہوں گی کہ تمام خلق قبول کرے گی۔ ہذا امن فخص رقی اور یہ شہر نقائے کا فضل ہے +

میرے خیال میں یہ کلام آنجناب قدس سرہ کے وجود مسعود کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ کیونکہ شیخ احمد جام قدس سرہ کی وفات چھٹی صدی میں ہوئی اور ہمارے حضرت قدس سرہ کی ولادت ۹۷۰ ہجری میں ہوئی +

درجہ - ایک بزرگ نے نقیر (مولف) سے نقل کیا کہ شیخ خلیل الشہید خانی کے بعض سائل میں میں نے دیکھا ہے کہ سلسلہ حضرات خواجگان سے ہندوستان میں ایک بزرگ پیدا ہوئے اور اپنے وقت میں بے نظیر ہوئے۔ افسوس کہ میری حیات ان کے زمانہ تک نہ گزری ہوگی +

قطب المتحققین حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہ فرماتے تھے کہ جب ہمارے حضرت مخدوم مولانا خواجہ گیلانی مکنٹی قدس سرہ نے ہم کو حکم دیا کہ ہندوستان جاؤ۔ وہاں سلسلہ شریعتہ تم سے رواج پائے گا۔ میں نے اپنے کو اس خدمت کا اہل نہ پا کر غدر کیا حضرت نے استخارہ کا حکم دیا میں نے استخارہ کیا۔ اور اس میں یہ معلوم ہوا کہ ایک طوطی ایک شاخ کے سر پر بیٹھی ہے میں نے دل میں نیت کی کہ اگر یہ طوطی اس شاخ سے اڑ کر میرے ہاتھ پر بیٹھ جائے تو ضرور اس سفر میں مجھے کامیابیاں ہوں گی۔ بمغرب اس خیال کے طوطی اڑی اور میرے ہاتھ پر آکر بیٹھ گئی۔ میں نے اس کی منقار کو اپنے منہ میں لیا۔ اور اس نے میرے منہ میں شکر ڈال دیا۔ میں نے اس واقعہ کی تعبیر اس طرح لی کہ طوطی چونکہ ہندوستان کا پرندہ ہے۔ اس لئے کوئی بزرگ ہند کے ہم سے متوصل ہوئے۔ اور معارف اسرار سے پیدا ہوئے۔ اور ہم کو بھی اس سے فائدہ پہنچے گا۔ میں نے یہ واقعہ اور تعبیر خوب لانا ہی بیان کی۔ مولانا نے فرمایا کہ اس کی تعبیر یہی ہے جو تم کو معلوم ہوئی ہے۔ ایک عالم سے بزرگان طریق اس بزرگ کی تشریف فرمائی کے منتظر ہیں۔ جلدی کرو اور اس بزرگ کو پاؤ اب معلوم ہوا کہ وہ بزرگ تمہارے دامن سے پرواز کر گیا +

حضرت خواجہ قدس سرہ نے ختم کلام کے بعد ہمارے حضرت قطب لائق خطاب خطاب کر کے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ اقدار بشارت تم سے خلق ہے چنانچہ حضرت خواجہ کے تعبیر کے مطابق انجام کا رنظا ہر ہوا +

درجہ۔ حضرت خواجہ قدس سرہ ہمارے حضرت سے فرماتے تھے۔ کہ جب حق مولانا خواجگی اٹھگی قدس سرہ کی خدمت سے مراجعت کرنے کے بعد ہمارا قیام تھا ہے وطن سہرند میں ہوا تو ہم نے واقعہ میں دیکھا کہ ہم سے کہا جا رہا ہے کہ تو ایک قلعہ کے پڑوس میں اتر ہے۔ اور اس قلعہ کا خلیہ بھی بیان کیا گیا۔ صبح کو ہم شہر کے مشغ اور گوش نشین فقر کی ملاقات کے لئے گئے۔ کسی کی صورت اس خلیہ کے مطابق نہ تھی۔ اور قطبیت کے علامات و آثار کسی میں نظر نہ آئے۔ ہم نے خیال کیا کہ اہل شہر میں کسی کی قابلیت قطبیت کی ہوگی۔ اور اُس کا ظہور اس کے بعد ہوگا۔ جب ہم سے ملاقات ہوئی تو وہ خلیہ تھا ہے خلیہ کے مطابق نظر آیا۔ اور قطبیت کے علامات بھی تم میں پائے گئے +

درجہ۔ جب آنجناب حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ایک مرتبہ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے آپ سے فرمایا کہ جب ہم تھا ہے شہر میں مقیم ہوئے تو ہم نے اپنے اقدار میں دیکھا کہ ایک مثل رنظیک کشیدہ روشن ہے۔ اور اُس سے تمام عالم الارض تارغرب روشن ہو گیا ہے اور اُس کی روشنی نقطہ بنظر بڑھتی جاتی ہے۔ خلق خدا نے اُس مثل سے بہت چراغ روشن کئے ہیں۔ میں اس واقعہ کو تمہارے معاملہ سے شعلق پاتا ہوں +

درجہ۔ حضرت خواجہ قدس سرہ نے آپ کی ابتداء حضوری کے زمانہ میں ایک بزرگ کو ایک مکتوب میں لکھا تھا کہ آج ہمارے پاس ایک بزرگ شیخ احمد سہرندی مقیم ہیں۔ وہ کثیر علم اور قوی عمل ہیں۔ چند روز فقیر نے اُن کے ساتھ نشست و برخاست کی اُن کے روزگار و لغات میں عجیب چیزیں نظر آئیں۔ امید ہے کہ اُن کی ذات ایک آفتاب بنے اور تمام عالم اس سے روشن ہو جائیگا۔ الحمد للہ کہ اُن کے احوال کا مد کا مجھے یقین ہو گیا ہے۔ اُن بزرگ کے برادر اور اقربا بھی ہیں۔ اور وہ سب کے سب طبقہ علماء و صاحبین سے ہیں اُن میں سے بعض کی صحبت کا فقیر کو اتفاق ہوا قیمتی موتی نظر آئے اور عجیب ہستند اور رکھتے ہیں۔ ان کے صاحبزادے بھی طفاں

ہیں۔ مگر اسرار الہی ہیں۔ بحاصل اُن کی مثال درخت پاکیزہ کی سی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی عمدہ پرورش فرمائے +

درجہ۔ حضرت قدس سرہ نے آنجناب کے بارہ میں فرمایا ہے کہ ہم نے اس تین چار سالہ مدت میں شیخت کی خدمت منجی نہیں دی۔ بلکہ کھیل کرتے رہے مگر خدا کا شکر و احسان ہے کہ ہماری یکھیل اور دکانداری بیکار نہ گئی کیونکہ آچھی بزرگ ہم کو مل گئے +

درجہ۔ حضرت خواجہ قدس سرہ نے آنجناب کے بارہ میں فرمایا کہ ہم اس تحکم کو بخارا و سمرقند سے لائے اور زمین برکت آئین ہند میں اُس کی کاشت کی۔ طالبان طریق کے ساتھ ہماری سرگرمی اُسی وقت تک تھی۔ جب تک کہ آپ کا معاملہ انتہا تک نہ پہنچا تھا۔ جب ہم آپ کے کام سے فارغ ہو گئے تو ہم نے اپنے کو کار و بار شیخت سے الگ کر لیا۔ اور طالبوں کو آپ کے حوالہ کر دیا +

درجہ۔ حضرت خواجہ قدس سرہ نے ایک مکتوب آنجناب کے نام لکھا تھا اسے آنجناب کی جلالیت و درویشی بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔ وہ مکتوب یہ ہے:-

خدا سے پاک تم کو مرتبہ کمال و اکمال تک پہنچائے۔ یہ کہنا کہ بزرگوں کے پیار میں زمین کا حصہ ہوتا ہے، کوئی تکلف نہیں ہے حقیقت حال یہی ہے جو بھی گئی پیر انصاری قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں شیخ خرقانیؒ کا مرید ہوں لیکن اگر خرقانی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت زندہ ہوتے تو یاد و جوہر شیخ ہونے کے میری مریدی اختیار کرتے۔ جب کہ اُن کا ملین بے صفتوں کا یہ حال ہے تو پھر ہم گرفتار آثار صفا کس شمار میں! اور کیوں جان فدائی اور آپ کی طلب گاری نہ کریں۔ اور ہم جاں میں جہاں سے خوشبو آئے۔ کیوں اس کے پیچھے نہ جائیں۔ ہمارا یہ توقف اور شستی استغنا اور لاپرواہی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ منتظر کرم و احسان ہے +

گر طمع خواہد زمین سلطان دیں خاک برفرق قناعت بعد از بس اگر دین کا پادشاہ پوچھے کہ کیا چاہتے ہو۔ تو اُس کے بعد پھر قناعت کا کیا موقع ہے +

حقیقت احوال یہی ہے جو بھی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہدایت کا مدد عطا فرمائے۔

اور عجیب پندار سے نہایت ہی محنت سے +

بقیہ تقصیر یہ ہے کہ جناب سیادت پناہ میلہ صالِح نیشاپور سی سیدتہ نے انہماک طلب کیا ہے چونکہ وقت اس کی مقتضی نہیں ہے۔ اس لئے انکی تفسیح اذکار کرنا شاید نام سے دور ہے پس ان کو آپ کی صحبت میں بھیجا جاتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ بقدر استعداد و حصہ دیں گے۔ توجہ اور رخصتِ کامل ان کے حال پر مہذول کھڑے درجہ۔ نیز حضرت خواجہ نے آنجناب علیہ الرحمۃ کو لکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ فقرا و مساکین و رماندہ کو اپنے برگزیدہ بندوں کے طفیل میں درمائی تک پہنچائے۔ میں ایک سے حالات نیاز مندی کو آپ کی درگاہ ولایت پناہ میں عرض نہ کر سکتا تھا۔ اسی ایک کلمہ سے خواستگار ان مصادیق مائل ہو سکیں گے۔ خدا کا شکر ہے کہ ایسی صورت خود پیدا نہیں ہوتی ہے۔ اور کیا لکھا جائے۔ درویشوں کے حالات آپ کی درگاہ میں لکھنا نہایت بے ادبی اور اذغاعِ صوریہ کا اظہار نہایت بجا ہے۔ بحاصل ہم کو خود اپنی حد معلوم کرنا چاہئے اور فضول باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔ والد عا +

درجہ۔ کہتے ہیں کہ ایک ذر حضرت خواجہ قدس سرہ کے ایک یہ خاص نے نہایت نصرت اور نیاز مندی سے توجہ خاص کے لئے التماس کیا حضرت نے فرمایا کہ جب آپ سہرہ سے آجائیں گے تو ہم آپ سے خواہش کریں گے کہ ایک ہفتہ میں تیرا کام پورا کر دیں۔ اور درجہ ولایت تک اصل کر دیں۔ اس ارشاد کے بعد حضرت خواجہ قدس سرہ سے آپ کی ملاقات کا اتفاق نہ ہو سکا۔ اور جب آپ بعد وفات حضرت خواجہ کے دہلی شریف لیگئے اور حضرت خواجہ کا ارشاد مرید مذکور کے بارہ میں آپ نے سنا تو اس سے فرمایا کہ اگر تم صدق طلب اور اعتقاد صحیح کے ساتھ آؤ۔ تو میں ارشاد حضرت خواجہ کی وجہ سے تمہارا کام صرف ایک ہفتہ میں پورا کر دوں گا لیکن اس کو اس سعادت کی توفیق ہم دست نہ ہوئی +

درجہ۔ حضرت خواجہ قدس سرہ مقامات مشائخ متقدمین کو آنجناب سے حضور میں بالمشافہ اور غائبانہ میں خطوط کے ذریعہ سے دریافت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں آنحضرت قدس سرہ کو تحریر فرماتے ہیں :-

مکتوب۔ منہ ارشاد و سماع اور منور سے۔ طریقہ خواجگان میں جس

رسالہ کی تسوید فرمائی گئی ہے اللہ تعالیٰ اس کو سرسبز چشم شامتاں بنائے +
 خدائے پاک کا شکر اور احسان ہے کہ رسالہ موصوف نہایت عالی الطبیعت
 خیال گذرتا ہے کہ آپ بھی اور احوال حضرت خواجہ احرار قدس سرہ میں نقیض فرمائیں
 شاید کہ اور امور بھی ظاہر ہو جائیں جس ذکر کہ ہم لطیف نعین کے معاوضے سے مشرف ہو
 اثنائے انفس میں خیال گذر کہ دست چپ نقیضی عالم ارواح کا تعلق خواجہ احرار سے
 ہے۔ مگر جب حاضری ہوئی۔ تو ضعف فطرت کی وجہ سے یار متردد ہو گیا کہ مثلاً ایہ کون
 تھا۔ مگر خیال ہوا کہ حضرت خواجہ احرار ہی کی طرف اشارہ تھا۔ نیز طبقہ طبقہ آئیم میں
 بھی غور کریں تاکہ اور کچھ حالات ظاہر ہو سکیں۔ نیز ان کے کلام سے معنی عصمت مفہوم
 ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی بعض درجات سے ظاہر ہوا ہے کہ خواجہ احرار بلحاظ خلقت کے
 نہایت کے ہدایت میں مندرج ہو کر مخلوق ہوتے ہیں۔ کیا تعجب ہے اگر نقطہ علم
 اوپر مقام وحدت علیا کے تحت میں جو مقام قابلیت مطلقہ ہے اس سے مخلوق ہو
 ہوں۔ براہ کرم اس مقام میں بھی آپ غور کریں +
 نیز مقام حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بھی ایک نظر ڈالیں کہ
 آیا آپ اس مقام میں داخل ہو کر نزول میں آئے ہیں یا کسی اور سمت سے کنارہ پر
 آئے ہیں۔ ممکن ہے کہ خلوقیت فوق نقطہ اس مقام میں عدم تقریر کا سبب ہوئی ہو
 اسی اصل ازراہ عنایت اس مسئلہ میں خوب غور کریں +
 دوسرا التماس یہ ہے کہ مسئلہ فنا و بشریت میں بھی توجہ فرمائیں کہ بجز مقام
 فنا فی اللہ کے اور بھی کوئی مقام رکھتی ہے یا صرف اسی مقام فنا فی اللہ میں منحصر ہے
 اگر ایسا ہو تو وہ جماعت جو مقام فنا فی اللہ سے فوق مخلوق ہوئی ہے وہ بیطرح
 محفوظ رہی ہوگی۔ اور وہ جماعت اولیا بھی جو مقام وحدت میں محو ہو گئی ہے۔
 خواہ راہ جذبہ قیومیت سے گئی ہو یا کسی اور راہ سے وہ بھی عود و جود سے محفوظ
 ہوگی۔ نیز ایک نظر فائدہ جبروت یعنی مقام انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین میں ڈالیں
 ممکن ہے کہ یہاں اور بھی کوئی مقام ہو جو عود و جود سے رہیں رکھتا ہو۔ نیز مقام فنا
 فی اللہ میں بھی ایک نظر ڈالیں۔ ممکن ہے کہ اس راہ ظاہر کے سوا اور بھی کوئی راہ
 رکھتا ہو اور بعض ادبیا اسی سمت سے داخل ہوئے ہوں +

باقی حالات اس عاجز کے آپ کو بخوبی معلوم ہیں اور کیا لکھا جائے۔ اتنے
اسامی اور علامات و مقامات ہم کو معلوم نہیں ہیں۔ پھر اُن کا بیان کیوں کر کیا جاسکتا
ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جو آپ کی مرضی ہے۔ ویسا ہی ہوگا۔ محمد صادق اور تمامی
برادران و اعداء تیار مندی قبول کریں +

قدسیہ حضرت خواجہ قدس سرہ نے آپ کے عائش کے جواب میں مختلف
صحائف گرامی تحریر فرمائے ہیں۔ اُن میں نیز آپ نے اپنی زبان گوہر افشان سے بھی
آپ کی تعریف اور آپ کے احوال اور کثوف کی صحت کی تائید فرمائی ہے۔ چنانچہ
ایک مکتوب میں فرماتے ہیں کہ جو کچھ انکشافات ہوئے ہیں۔ ان کا طریق
نہایت پسندیدہ اور صحیح و درست و مستحسن ہے کہ بے قول و زبان کے
انکشافات ہوتے ہیں۔ تمامی وجوہ کے اظہار کی ضرورت نہیں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ
امانات کے بعد جو کتنا ہوگا۔ بالمشافہ کہا جائیگا +

قدسیہ ایک دن آنجناب قدس سرہ اپنے حجروں جو مسجد فیروز آباد دہلی
میں تھا۔ خدا کی یاد میں مشغول تھے۔ کہ حضرت خواجہ قدس سرہ تنہا آنجناب کی ملاقات
کے لئے حجرہ کے دروازہ پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ کے خادوم نے چاہا کہ آپ کو حضرت
خواجہ کی تشریف آوری سے مطلع کرے۔ حضرت نے اس کو نہایت اصرار کے ساتھ
منع فرمایا اور آپ حجرہ کے باہر ہی تشریف فرما رہے۔ کچھ دیر کے بعد آنجناب اپنے
شفل سے فارغ ہوئے۔ تو پوچھا کہ حجرہ کے دروازہ کے باہر کون صاحب ہیں۔
حضرت خواجہ نے فرمایا کہ فقیر محمد بنی ہے۔ آپ نے میقرار ہو کر دروازہ کھولا اور باہر
آئے۔ اور نہایت عجز و انکسار کے ساتھ حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے +

قدسیہ حضرت خواجہ قدس سرہ ہمیشہ اس نعمت کے شکر میں کہ خدا نے
پاک نے آپ جیسا مرید بلند استعداد آپ کی صحبت میں پہنچایا اور اُن کی صحبت کے
برکات سے مراتب کمال تکمیل تک حاصل کیا۔ رطب اللسان رہتے تھے۔ اور اس
پر فخر و مباہات فرماتے تھے۔ اپنے سامنے آپ کو اپنے سب مریدین کا سر حلقہ بنایا
اور خود اس حلقہ میں تشریف لے لے اور ایک گوشہ میں تشریف فرما ہوئے +

قدسیہ منقول ہے کہ ایک بار حضرت شاہ کمال کبیر علی قدس سرہ

خداوند قدیم کے مطبق آپ کے والد ماجد یعنی شیخ عبد الاحد کے مکان پر تشریف فرما ہوئے۔ اس زمانہ میں آپ طفل شیر خوار تھے! اور مرض طحال میں جوڑکوں کے لئے ایک صدمہ بیماری ہے، مبتلا تھے۔ سانس دراز نہ ہو گیا تھا۔ اور بے ہوش تھے۔ اور ایک مدت سے تیسرے ماہ آپ کے سق میں آئے تھے۔ سب گھر والے آپ کی زندگی سے یوں ہوجکے تھے۔۔۔ ب نے شاہ صاحب کی تشریف آوری کو غنیمت جانا اور آپ کو، طحال میں شاہ صاحب کی خدمت میں لے آئے۔ شاہ ولایت پناہ نے آپ کو اپنی گود میں لے لیا اور اپنی زبان مبارک آپ کے دھن میں ڈالی۔ آپ نے فوراً اس کو چوس لیا۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ احباب کی خاطر عطر آپ کے مرض کی جانب سے مطمئن رہئے کہ آپ کی عمر عزیز بہت ہے! اور خدائے جل و علا کو آپ سے بہت کاروبار لینے ہیں آپ میری طرح بزرگ ہونگے۔ ہم نے ان کو اپنی فرزندگی میں قبول کیا۔ اسی وقت آپ کی صحت عابدہ و عافیت کا مدد حاصل ہو گئی +

قدسیہ ایک فدا آپ زمانہ شباب میں بیمار ہوئے اور اتنا ضعیف ہوا کہ سب گائیوس ہو گئے۔ والدہ حضرت مخدوم زادگان عالی قدر یعنی حضرت کی بی بی صاحبہ نے جو ایک صالحہ و عابدہ بی بی تھیں نیا وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی اور کچال گزنیاری دنیا زد درگاہ باری جلالت عظمت میں آپ کی سحت و عافیت کے لئے دعا کی۔ اس حال میں اُس زمانہ وقت کو نیند آگئی اور آپ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا آپ سے کہہ رہا ہے کہ اچیتان رکھو ہم کو اُن سے بڑی قدرتیں لینی ہیں۔ اور ابھی تو ہندو خد متوں میں سے ایک بھی نہیں لی گئی۔ خدائے پاک عنقریب آپ کو صحت کامل عطا فرمائینگا اور مرتب قرب تک پہنچائیگا +

قدسیہ حضرت مخدوم زادگان عالی قدر کی والدہ ماجدہ یعنی آپ کی بی بی صاحبہ اپنی شادی کے زمانہ میں اپنے والد ماجد حاجی حرمین شریفین شیخ سلطان کو جو ایک عالم و فاضل و پرہیزگار و سخی بزرگ تھے۔ جواب میں یہ فرماتے ہوئے دیکھا کہ میں اس وقت حضرت خیر البشیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کشیدہ البرکت میں حاضر تھا! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غایبہ خط خاص پھر فرمایا کہ میرے صحابی خاص چار ہیں اور پانچواں شیخ احمد ہے۔ میرے چچا شیخ زکریا اس روایت کا انکار کر رہے ہیں اور میرے والد ان سے

کہتے ہیں کہ اس روایت کا انکار مست کرو کہ میں بھی اس وقت خدمت حضرت سید کو نین
علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر تھا۔ اور اس واقعہ کا معائنہ کیا۔ اُس کی صداقت میں
کچھ شک نہ مشبہ نہیں ہے۔ میں بیداری کے بعد سے اس بارہ میں متحیر رہی یہاں تک
کہ اندسے پاک نے آپ کو کس اتباع حضرت سرور کو نین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور
آپ کے اصحاب کبار کی وجہ سے آپ کو ایسے مرتبہ پر فائز فرمایا کہ جو شخص آپ کی وجہ سے
یہی کتنا کہ آپ کا طریقہ بعینہ ہی بکبار کا طریقہ ہے۔

قدسیہ۔ حضرت شاہ کمال کیتھنیل قدس سرہ نے اپنی وفات کے وقت اپنا
جُتہ تبرک جو برسوں تک آپ کے زیرِ استنوں رہا تھا۔ باوجود آپ کے صاحبزادہ شاہ عیسیٰ کی
موجودگی کے اپنے پوتے شاہ سکندر بن شاہ عماد کو عطا کیا۔ اور فرمایا کہ یہ جُتہ میں تمہارے
سہرہ کرتا ہوں۔ جن بزرگ کیتھنیل حکم دوں ان کو پہنچا دینا۔

اس کے بعد حضرت شاہ کمال رح کا وصال ہو گیا۔ اور کسی شخص کا پتہ نہ بتایا۔
مگر واقعہ میں حضرت شاہ سکندر سے فرمایا کہ یہ جُتہ میرے فرزند معنوی شیخ احمد سہرندی
کو پہنچا دو۔ کہ یہ انہی کی امانت ہے۔ حضرت شاہ سکندر نے اس بارہ میں توقف کیا
کہ حکمر کی نعمت باہر کیوں دی جائے۔ حضرت نے دوبارہ پھر یہی ارشاد فرمایا۔ اور اس بارہ
میں سخت تاکید فرمائی۔ شاہ سکندر نے پھر بھی عمل نہ کیا۔ تیسری بار حضرت نے بہت غصے
کے ساتھ تاکید شدید فرمائی پس حضرت شاہ سکندر مجبور ہوئے اور اس کو ایک قسط بکٹھنیل
سے حضرت کی خدمت باریکت میں سہرہ حاضر ہوئے۔ آپ نے اس جُتہ تبرک کے پہننے
کے بعد جو کچھ شاہرہ فرمایا وہ آپ کے مکتوبات میں مذکور ہے۔

قدسیہ۔ حضرت خواجہ قدس سرہ کے وصال کے بعد بغرض تعزیر بہت
انحضرت قدس سرہ وہی تشریف لے گئے حضرت خواجہ قدس سرہ کے مریدوں نے حضرت
قدیم آپ کا استقبال کیا۔ اور بڑی بے بسی آپ کے حلقہ ذکر میں حاضر ہوئے۔ اور مرید کی
طرح آپ کی خدمت کی بجا آپ کے دست مبارک پر تہید بیعت کی۔ شاہیدانِ حنا
نے کُتَّاسُ الَّذِیْ یُؤْتِیْ سُوْسَ فِیْ صُلَّوْرِ النَّاسِ مِنْ اَلْحِیْثُ وَالْاَسْرِ یُؤَدِّیْ
وَالا۔ یہ لوگوں کے سینوں میں جڑوں اور آدمیوں میں سے ہے۔

بعضوں کو حینِ دروغہ نہایت

اور انکار کے گڑھے میں ڈال دیا جس سے صحبت مکدر ہو گئی۔ آپ نے وطن بلوٹ کی طرف توجہ فرمائی۔ حقائق و معارف پناہ شیخ تاج باوجودیکہ حضرت کے مخلص تھے۔ مگر گراں منکرین کی صحبت سے ان کے دل میں بھی ازدواجی شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ پھر شیخ تاج نے اپنے وطن بلوٹ سے ایک مکتوب مولانا محمد قلیچ کے نام جو حضرت خواجہ کے سارے تحفے لکھا کہ:-

آپ آنجناب کی خدمت میں خط لکھیں اور اس میں فقیر کی جانب دعا پہنچا کر عرض کریں کہ آپ نے واقعہ میں جس طرح میرے جرم سے درگزر فرمایا ہے۔ اسی طرح واقعہ میں بھی میری خطا معاف فرمائیں +

ننانیہ کہ یارانِ دہلی سے کہو کہ جو شخص آنجناب سے عقیدت رکھتا تھا۔ اور اب منحرف ہو گیا۔ یا جو شخص کہ پہلے معتقد نہ تھا اور اب آپ کا انکار کرے تو وہ مرتد طریقت ہے۔ کیونکہ ایسے کمال دلی کا انکار داخل ارتداد ہے۔ یہ دو روزہ زندگی کا گزر جانا آسان ہے۔ مگر اس انحراف پر جو شخص قائم رہے گا۔ دم آخر اس کا ایمان مسلوب ہو جائیگا۔ چونکہ ہم آپس میں پیر بھائی ہیں۔ اس لئے ہم نے اطلاع کر دی ہے +

اس کے کچھ دن بعد شیخ نالچہ دہلی تشریف لائے۔ اور حجرۂ حاجی صالح میں مقیم ہوئے۔ آخوند ملا حسن اور جعفر بیگ اور خواجہ محمد صدیق آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے جعفر بیگ اور ملا حسن نے آپ سے عرض کیا کہ اس مضمون کا آپ کا ایک مکتوب ہمارے پاس آیا تھا۔ نہ معلوم کہ وہ آپ ہی کا لکھا ہوا ہے یا کسی نے اپنی طرف سے لکھا ہے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ وہ مکتوب میرا ہی تھا۔ حقیقت معاند یہ ہے کہ مجھ کو حضرت شیخ محمد قدس سرہ سے ایک گونہ انکار تھا۔ میں نے اُن کے ہاتھ سے ترک کھائی۔ اس کے بعد میں اُن کا معتقد ہو گیا۔ اور یارانِ دہلی کے احوال کی طرف متوجہ ہوا تو کسی میں کوئی اثرِ رشد کا درپایا۔ میں نے بہت کچھ توجہ کی۔ مگر اہم قصود نہ کھل سکا +

ایک ات درگاہ باری تعالیٰ میں بہت کچھ نیاز مندی سجالایا۔ اسی حال میں غیبت پیدا ہوتی۔ میں نے دیکھا کہ ایک مجلس عالی آرہی ہے۔ اور تمام اولیاء کا طین اس میں جمع ہیں۔ میں بھی اس مجلس مقدس کے ایک گوشہ میں گھس گیا۔ کچھ دیر کے بعد ایک بزرگ نے مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم اس زمانہ سے انکار رکھتے ہو۔ اتنا بھی نہیں جانتے

کہ اکل وقت کی خدمت میں بے ادبی کرنا اور غفلت کرنا موجب خرابی دین اور سلب ایمان ہے۔ میں اس انکار سے ڈرا اور نادام اور تائب ہوا۔ جب یہ بزرگ خاموش ہو گئے تو دوسرے بزرگ نے مجھ کو مخاطب کر کے اسی طرح سے زجر و توبیخ کی۔ بحاصل اس مجلس مقدس کے تمام اکابر نے فرداً فرداً اسی طرح خطاب اور خطاب کیا۔ میں حیران ہوا کہ خدایا وہ کون بزرگ اکل وقت ہیں جن سے مجھ کو کدورت نکال رہے ہیں جس کی وجہ سے میں اقدس نشاۃ ملامت بن رہا ہوں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مجلس مقدس کے صدر میں حضرت میاں شیعہ احمد اقدس سرہ تشریف فرما ہیں اور تمام اکابر برکار سے توجہ ان کی طرف ہے اور اس مجلس اقدس کے صدر وہی ہیں۔ اس وقت معلوم ہوا کہ معاملہ کیا ہے اس وقت میں اٹھا اور آپ کی خدمت میں تیزی کے ساتھ پہنچا آپ کے قدموں پر گرا۔ حضرت نے جب فقیر کو دیکھا تو اٹھ کر مجھے بٹل میں لے لیا۔ اور نہایت مہربانی فرمائی۔ میں نے عرض کیا کہ چونکہ میں بھی یارانِ معنوی کا ہم نشین ہوں اس لئے مجھے بھی آپ کی نسبت غلطی سرزد ہوئی امید کہ آپ معاف فرمائیں گے۔ فرمایا کہ تم سے نہایت تعجب ہے، نہایت تعجب ہے۔ نہایت تعجب ہے۔ اسی طرح تین بار تکرار فرمائی۔ میں نے نہایت تضرع و زاری سے عرض کیا کہ بمقتضیٰ بشریت یہ غلطی واقع ہوئی۔ فرمایا کہ ہم نے معاف کر دی ہے۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا۔ تو توبہ کی اور بہت کچھ تضرع سے کام لیا۔ چنانچہ آثار قبولیت ظاہر ہوئے۔ اور ہدایت کام میں نمایاں ہوئی اس بنا پر میں نے دوستوں اور پیروکاروں کو لکھا کہ اس دور و ترہ زندگی کا گذر ناسہل ہے۔ جو شخص غیباً سے اسی طرح رگتہ رہے گا اور اس خیال سے جمع نہ کرے گا۔ آخر وقت اس کا ایمان برباد ہو جائیگا۔

جب آنجناب تقرباً ۷۰ سال حضرت خواجہ قدس سرہ دہلی شریف کے توحفہ شیخ قلیچ جو حضرت خواجہ کے کابلیں اصحاب اور خلفاء سے تھے دہلی میں تشریف فرما تھے آنجناب سے بالمشاذہ معافی چاہی۔ اور اس سے قبل بھی شیخ موصوف نے آنجناب کی خدمت میں ایک مکتوب جماعت فیروز آبادی کی سفارش اور ان کی لغزشوں کے معافی کے بارہ میں لکھا تھا اور اس میں یہ حکایت بھی تحریر فرمائی تھی کہ:-

ایک بزرگ ایک مسجد میں مراقب تھے اور ایک سوداگر وہاں نماز کے لئے آیا

پاسو دنیا کی ایک فیصلی جو اس کی فکر میں تھی اُس نے وہ اپنے پاس نہ پائی۔ اس کا خیال ہوا کہ اس شخص نے جو گونہ مسجد میں بیٹھا ہے اٹھالی ہوگی۔ اُس نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ ان بزرگ کو سخت ایذا پیش دیں۔ آخر کار ان بزرگ نے طوعاً و کرہاً اقرار کیا۔ کہ میں عقیدہ رکھتا ہوں کہ وہ ادا کر دوں گا۔ آخر کار درویش نے اپنے مہیروں اور معتقدوں کے پاس سے تم تمہارا کر کے تاجر کو ادا کر دی۔ اس کے بعد تاجر نے وہ ہمایونی دوسری جگہ سے پائی ان ایذاؤں سے جو اس صابر درویش کو پہنچائی تھیں ڈرا اور ان کی خدمت میں آیا اور نہایت عاجزی کے ساتھ ندامت اور پریشانی کا اظہار کیا۔ وہ درویش نے فرمایا کہ اس قدر انکار اور عاجزی کی ضرورت نہیں۔ میں نے اُسی روز جب کہ تم سے تکلیف پائی اپنے دل سے عہد کر لیا ہے کہ جنت میں نہ جاؤں گا۔ جب تک کہ تم کو کبھی اپنے ہمراہ نہ لیجاؤں گا۔ الحاصل سب کے واقعات یہ ہیں۔ امید کہ آپ بھی اس جماعت کی غرضوں کو معاف کر دیجئے۔ انجناب نے سفارش شیخ تاج اولادہ ریہ کاتب اور شانیہ بالمشافہ معاف فرمادیا۔

درجہ جس زمانہ میں کہ انجناب قس سرہ بعد وصال حضرت خواجہ قاسم شریعتی تعزیت دہلی شریف لے گئے۔ اصحابِ دیدین حضرت خواجہ قاسم سرہ نے آپ سے بیعت کی تجدید کی۔ اس زمانہ میں حضرت خواجہ قاسم ابوبکر احمد نے واقعہ میں لکھا کہ حضرت سیال پناہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہیں۔ اور انجناب قاسم سرہ کی مدح و تائید میں خطبہ پڑھ رہے ہیں۔ اور فقرات فصیحہ و کلمات طبعیہ میں آپ کی تعریف فرماتے ہیں اور فخر و مباہات سے فرماتے ہیں کہ میں اس پر ناز کرتا ہوں کہ میری امت میں شیخ احمد بزرگ ظاہر اور میرے دین میں نبی کا حیدر ہوئے ہیں۔

قدسیہ۔ حضرت خواجہ حسام الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ نے واقعہ میں لکھا کہ ان کے کہہ رہے ہیں کہ اصحابِ فیروز آباد میں ایسے خطبہ نازل ہوگی جو شخص ان کے احضرت شیعہ احمد کے) وضو کا بچا ہوا پانی پئے گا۔ وہ اُس سے نجات پائے گا۔

خواجہ موصوف نے یہ واقعہ انجناب سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ متعل کا پینا مکروہ ہے۔ کتب فقہ میں اس مسئلہ کی تلاش کی گئی اس سے اتنی اجازت و استیباب ہوئی کہ اگرچہ فقہی مرتبہ کوئی عضو یا نیت قربت کے حصہ مانا جائے۔ ہاں فقہی مرتبہ

ہوتا اور اُس کے پینے میں کراہت نہیں ہے پس چوتھی بار کا بچا ہوا بانی حضرت
خواجہ کے تمام مریدوں اور معتقدوں میں نے اعتقاد اسخ کے ساتھ پایا۔ خدائے پاک نے
اس کی برکت سے ان کو اُس بلا سے نجات عطا فرمائی۔

فلک نیکی **آنجناب** ترس نہ دے کے ایک مجلس نے جو ایک نیک اور حافظ قرآن
بزرگ تھے بغیر ہول سے بیان کیا کہ آنجناب ایک عشرہ اخیرہ ۱۰ رمضان میں کسی قدر
عیل ہو گئے تھے۔ اسی زمانہ میں ایک ت انہوں نے واقعہ میں دیکھا کہ لوگ گرد گردہ
اور جوق جوق ہر طرف سے قہقہے آ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ انب تبو کی کیا وجہ ہے
کہا گیا کہ قطب القطب بوقت حضرت شیخ احمد فاروقی قدس سرہ بیجا میں درقلندہین
مسجد جامع میں شریف فرما رہے۔ و امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
مزاج پرسی کے لئے قشربینا ہے ہیں۔ لوگ ان کی زیارت کے لئے دوڑے بے ہمت ہیں
میں بھی دوڑا اور شوق دیدار پر انوار حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کا غالب ہوا۔
کہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ برحق کو آنجناب کی عیدت کیلئے زندہ فرمایا اور اس جہان میں بھیجا
پس آپ دیدار غیبت ہے دیکھو نو وہ قلعہ سرا پاستنگ شخ سے بنا ہوا ہے اور بہت
بندہ اور مستحکم ہے اور بلند مقام پر واقع ہے جس طرح کہ پہاڑوں پر بنتے ہیں۔ لوگ
اُس قلعہ میں جا رہے تھے۔ میں قلعہ کے دروازے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ خائف کے
دور و صوبہ شور و غل کم ہو گیا۔ اور لوگ رستہ کے دونوں طرف صف بستہ کھڑے
ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد شور ہوا کہ حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت
شیخ احمد کی عیادت فرما کر واپس قشربینا جا رہے ہیں۔ اس اثنا میں تین گھنٹوں
پر سوار تھا ہر ہونے ان میں حضرت ذبی القورین اپنے ہمراہی دونوں سواروں سے کہتے
آگے تھے میں بھی صف کے برابر درت بستہ کھڑا ہو گیا مگر حضرت رضی اللہ عنہ میرے
سامنے سے گزرے۔ میں نے آپ کے زانو پر ہاتھ پہنچا کر بوسہ دیا اور گریہ شوق مجھ
میں پیدا ہوا۔ حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ جب تو مجھے یاد کرے گا
مجھ سے ملاقات ہو جائیگی۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ اس وقت میری آنکھ سے
چشمہ کی طرح آنسو جاری تھے۔

قدسیک **جب** آنجناب اس ترس نہ دے بعد دو سال حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی

تشریف لے گئے تھے۔ تو حضرت خواجہ کے بعض اصحاب نے آپ کی مخالفت شروع کی۔ آنجناب نے اُن کے شکوک و شبہات کے دفعیہ کے لئے بہت کچھ نصیحت فرمائی۔ مگر کچھ سود مند نہ ہوئی۔ آپ نے بعض کی نسبتیں بھی سلب فرمائیں مگر اس سے بھی کچھ متنبہ نہ ہوئے۔ بلکہ سب جمع ہو کر روضہ حضرت خواجہ پر گئے اور توہراتِ استیجابی لائے۔ اُن میں ایک صاحب صاحب کشف بھی تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ اُن درویشوں میں سے ہر ایک نے چراغ جلا یا ہے۔ ایک بجلی چمکتی ہوئی آئی۔ اس نے سب کے چراغوں کو گل کر دیا۔ اس وقت ان کو یہ بھی بتایا گیا کہ تم جانتے ہو کہ یہ چراغ کیا ہیں دیوتیان فیروز آباد کی توجہات ہیں اس جماعت نے آنجناب کے جلالتِ قدر و بلندِ مرتبہ معلوم کر لینے کے بعد بھی آپ کی طرف بقدر استفادہ رجوع نہ کیا۔ مگر ایک مدت کے بعد شیخ تاج علیہ الرحمۃ نے سفارش کر کے آپ کے اُن کی لغزشوں کو معاف کرایا۔ اور آپ نے بحال کرمِ معاف فرمادیا۔

اس کے بعد غایتِ درجہ تخلص پیدا ہوا۔ اور عجز و انکسار کے ساتھ سب لوگ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ کی صحبت و حلقہ میں نہایت اوجِ تعلیم کے ساتھ آپ کے فیوضِ برکات کے امیدوار ہو کر بیٹھتے تھے۔ اور ضیافتوں و درود کے مواقع پر بغیر ضابطہ تمام کھڑے رہتے تھے۔

آپ بہ سالِ زادِ عرس حضرت خواجہ قدس سرہ میں دہلی تشریف لے جاتے تھے۔ اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ

قل سیدک۔ ایک عورت صاحبہ عابدہ خد اطلب حق پرست جس نے کہ بہت سے بزرگوں کی زیارت کی تھی اور ہر ایک بزرگ سے اپنا حصہ حاصل کیا تھا۔ بیان کرتی تھی کہ میں ایک زمانہ میں اگر آباد میں قائم تھی۔ بعض عورتوں نے مجھ سے کہا کہ فتح پور سیکری میں ایک رویش صاحب کشف کرات آئے ہوئے ہیں۔ کبھی ہر سہتے ہیں اور کبھی غائب ہو جاتے ہیں۔ اور اب ایک مدت کے بعد ظاہر ہوئے ہیں۔ میں نے ارادہ کیا کہ اُن کی خدمت میں جا کر راہِ حق میں اپنی طلب کی تشنگی کا اظہار کروں شاید کچھ مجھے بھی مل جائے۔ چند دو لقمہ عورتیں بھی اُن سے التماس دعا کرنے کے لئے میرے ساتھ ہوئیں۔ بوقتِ شام اس باغیچہ میں جس میں وہ رویش مقیم تھے پہنچے۔ اور ایک

شخص کو اجازت حضوری لینے کے لئے ان کی خدمت میں بھیجا۔ فرمایا کہ آؤ۔ پہلے وقت میں نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ تم کم عمر عورتیں ہو۔ ایسا نہ ہو کہ حرکات و سکنات میں کوئی بے ادبی ہو جائے۔ یا لباس فقر پر ہنسو کہ موجب ضرر ہو۔ غرض کہ ہم پہنچی تو دیکھا کہ ایک درویش سیاہ پوش ہیں اور دو تین خدام اُن کے ہمراہ ہیں۔ سلام کیا اور غاصلہ دیکھ گئیں۔ میں سب سے کسی قدر الگ ہو کر بیٹھ گئی۔ تاکہ اگر اُن سے کوئی بے ادبی ہو تو مجھ پر اثر نہ ہو سکے۔ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ عورتوں نے آپس میں درویش کے لباس سیاہ پر اشارہ کیا۔ درویش نے فوراً بڑا کر کہا کہ نقیروں کے پاس تراق اور تسخ کے لئے آئی ہو۔ سب حیران ہوئیں۔ کہ اشارہ تو نہایت آہستہ کیا گیا تھا۔ اور رات اندھیر ہی ہے اور سب فاسد پر ہیں۔ درویش نے بجز اس کچے کہ کشف سے معلوم کیا ہوا اور کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ اسے خوف کے جلان اُن کے بدن سے ٹھکنے لگی۔ اور حیران و دہشت زدہ ہو گئیں۔ تھوڑی دیر کے بعد درویش خاموش ہو گئے۔ اور میں نے طلب خدا اور تشنگی راہ کا اظہار کیا۔ فرمایا کہ ہر زمانہ میں قطب ایک ہوتا ہے۔ اور اس زمانہ میں قطب حیدر حضرت میاں شیخ احمد ہیں۔ جب کہ تو ان کی خدمت میں پہنچی اور اس دریاے محبت سے سیراب ہوئی تو نہ خور و سکے کیا سیراب ہوگی۔ میں نے بطور لاعلمی کے کہا کہ اس وہ مشہور بزرگ ہیں۔ میں نے بھی انکی تعریف سنی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اُن کی ملاقات میسر کرے۔ مگر اس وقت میں آپ کی خدمت میں آئی ہوں۔ اور آپ سے اپنا حصہ چاہتی ہوں۔ فرمایا کہ کیوں جھوٹ کہتی ہے۔ تو فلاں روز فلاں جگہ دوپہر کے وقت اُن کی خدمت میں نہ آئی تھی۔ اور تجھے اُن دران میں فلاں گفتگو نہ ہوئی تھی۔ اسی طرح سارا واقعہ بعینہ بے کم و کاست بیان کر دیا۔ حالانکہ اس وقت میں نے حضرت سے جن بعض چیزوں کے متعلق دریافت کیا تھا۔ اس وقت اور کوئی موجود نہ تھا۔ پس مجبوراً میں نے اقرار کیا اور کہا کہ بے شک میں نے ان کی زیارت کی ہے۔ مگر اب آپ سے امید دار ہوں۔ فرمایا میں خود اُن سے امید دار ہوں۔ ایک دفعہ میں اُن کی خدمت میں گیا تھا اور انشاء اللہ تعالیٰ دوبارہ پھر ان کی زیارت کر دوں گا۔ جس نے حضرت کو دیکھا ہے اُس پر آتش و زخ حرام ہے۔ دوسری عورتوں نے بھی جو ان کی خدمت کے ہمراہ تھیں یہی واقعہ بے کم و کاست فحجہ سے بیان کیا۔

قل سیدہ۔ حضرت خواجہ محمد شفیع دہلوی نے جو ایک فاضل زمانہ اور حضرت کے

مخلص تھے فقیر سے بیان کیا کہ میں نے ابتداء شرف قدمی سوسے آنجناب قبس سرہ کے لئے
استخارہ کیا۔ تو دیکھا کہ ایک مشکل نہایت وسیع اوسط ہے اور ایک جماعت کسی بزرگ کی
زیارت کیلئے دڑتی ہوئی جا رہی ہے۔ میں بھی شوق کے ساتھ اس جماعت کی طرف متوجہ
ہوا اور ان سے دریافت کیا کہ کس بزرگ کی زیارت کے لئے جا رہے ہو ایک شخص نے
کہا کہ بے خبر: یہاں حضرت رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ تشریف فرما ہیں۔ اس خبر
سہرے تھوڑے وقت میں کوٹن کر نہایت شوق کے ساتھ اس مجمع میں پہنچا۔ دیکھا کہ لوگ حلقہ
کئے ہوئے کھڑے ہیں۔ جب ایک ورہ پورا ہو گیا اور دوسرا دور حلقہ کا شروع ہوا
تو میں کوشش کر کے حلقہ اول و دوم کے وسط میں پہنچ گیا۔ اس اثنا میں خلق کا ہجوم بڑھ گیا
چنانچہ تیسرا حلقہ بھی پورا ہو گیا۔ اس وقت خیال ہوا کہ ان لوگوں سے اچھی طرح تحقیق
کر لینا چاہئے تاکہ اطمینان کامل حاصل ہو۔ پھر میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ کس بزرگ
کی زیارت کے لئے یہی ملین ہو رہی ہے۔ سب نے نظاً و معاً اتفاق ہو کر کہا کہ کرم الہی
ساک نہیں جان سکے کہ حضرت خاتم المرسلین علیہ السلام و التحیۃ تشریف فرما ہیں۔ اس سے
مجھ میں شوق کا غلبہ ہوا اور کوتاہی قد وقامت کی وجہ سے بعد محنت پیروں کی ہچکچاہٹ
کے بل کھڑے ہو کر دیکھا۔ جب میری نظر حضرت کے بال پر انوار پر پڑی تو دیکھا کہ حضرت
شیخ احمد ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ تو حضرت شیخ احمد ہیں تم نے تو کہا تھا کہ حضرت سیادت
علیہ السلام ہیں۔ سب نے بالاتفاق کہا کہ یہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔
لئے میں آنکھ کھل گئی ایک کیفیت ایسی پیدا ہوئی جس سے میں بے ہوش
ہو گیا۔ جب چشم میں ہوا تو گریہ عظیم مجھ پر غالب ہوا۔ اس کے بعد میں حضرت قدس سرہ کی
عقبت و قدمی کے لئے تیار ہو گیا۔

قلیل بعد ایک درویش مخفی نے بیان کیا کہ میں نے ایک اقد میں دیکھا کہ
گویا ایک جنازہ با عظمت و جلال لایا گیا ہے اور ایک جماعت کثیرہ و گروہ عظیم و باریک
و خلعت خصوصاً اکابر و اراکین مشرق و مغرب بانی خواجہ عبدالغنی نقشبندی اور غوث افراد
خواجہ بہاؤ الدین نقشبند اور قدوة الابرار خواجہ عبید اللہ احرار اور ان کے ہم عصر اور
ماثل ادایا، اللہ قدس سرہ اس جنازہ پر تشریف فرما ہیں اور کسی بزرگ کے منتظر
اور اس کے لئے چشم بڑا بہتادہ ہیں۔ ان میں سے ایک بزرگ سے میں نے کہا کہ

یہ لاش کن بزرگ کی ہے۔ اور یہ اویا و کبار کس بزرگ کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ لاش ایک قطب کی ہے اور یہ سب بزرگ منتظر قطب الاقطاب کی تشریف آوری کے ہیں۔ تاکہ وہ نماز جنازہ ادا کرے اور سب بزرگان اس کی اقتدا کریں۔

اس اثنا میں ایک بزرگ سر و قد گندمگون مائل سفیدی کشادہ چشم فراخ پیشانی بلند بینی انبوہ مربع ریش پر موسے جن کی صحبت حسن یوسفی کی خبر ہے رہی تھی۔ اور اس کی ملاحت حسن محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار کر رہی تھی۔ انوار ولایت اُن کی متور پیشانی پر روشن تھے وجاہت و وقار اور تکلیف الکیاس تھی تشریف لائے۔ تمام بزرگوں نے انکی تعظیم کی۔ وہ بزرگ آگے بڑھے اور امامت کی۔ جب جنازہ اٹھایا گیا تو میں نے ایک بزرگ سے دریافت کیا کہ ان بزرگ کا نام کیا ہے اور مقام ان کا کہاں ہے انہوں نے کہا ان کا نام حضرت میاں شیخ احمد ہے اور اُن کا مقام سہند ہے۔ میں خواب سے بیدار ہوا اور اُن کی زیارت کے لئے بیقرار ہو کر علی الصبح بلخ سے اُس قطب الاقطاب کی خدمت میں روانہ ہوا۔ جب میں سہند پہنچا اور حضرت کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ آپ کا علیہ مبارک وہی پایا۔ جو میں نے واقف میں کیا تھا۔ میں نے روتے روتے آپ کی درگاہ عرش اشتباہ پر ملا۔ اور کچھ مدت تک آپ کی خانقاہ ملائک پناہ کے اطراف پھر اور دیکھا جو کچھ کہ دیکھا۔

قل سبیلہ ایک درویش نے جس کی پیشانی پر آثار نبیستی و علامات نبیستی ہوید اٹھے۔ اپنا ابتدائے نال اور آنجناب کے ساتھ اپنی عقیدت کا سبب اس طرح سے بیان کیا کہ ایک رات نماز تہجد کے بعد روح پر فتوح خلیفہ صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی طرف جو خواجہ محمد زاہد بنی ج کے خفا سے تھے اور مدت دراز تک مستبخت اور راہبری طلب سلسلہ کبر ویر میں مشغول ہے تھے۔ اور میرے والد مجھے کم عمری ہی میں اُن کی خدمت میں لے گئے تھے میں نے توجہ کی اور کہا کہ یا خلیفہ صدر الدین آپ اس عالم فانی سے ملک جاودانی کی طرف سدا سے۔ اب مجھ کو کسی بزرگ کا جو اپنے زمانہ کا ولی اکمل ہو پتہ بتائے۔

اس کے بعد مجھے نیند آگئی میں نے دیکھا کہ خلیفہ صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں تجھ کو میاں شیخ احمد سہندی کی خدمت

میں بھیجتا ہوں کہ اس زمانہ میں کوئی بزرگ اُن سے زیادہ کامل نہیں ہے۔ میں فوراً علیہ تصباح اُس قطبِ نائن کی خدمت میں روانہ ہو گیا۔ اور قبولیت حاصل کی۔

قد سیکر ^۱ ایک تاجر صانع نامی نے جو پنجاب کے کسی گاؤں کے باشندے ہیں۔ بیان کیا کہ مجھے حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر حبیب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت غالب تھی۔ اور ہمیشہ بعد نماز پنجگانہ آپ کی روح پر فتوح پڑتا تھا پڑھا کرتا تھا۔ اور خلوت میں عجز و انکسار کے ساتھ اُس غوثِ آفاق کی خدمت میں اپنی حاجات کو پیش کیا کرتا تھا۔ اور اوراد و وظائف سلسلہ قدر پر مشغول رکھتا تھا۔

ایک اُنٹ میں نے حضرت غوث الثقلین قدس سرہ العزیز کو خواب میں دیدار کی درمیان دیکھا اور دوڑ کر حضرت کے قدم مبارک چوم لئے۔ فرمایا کہ ظاہر میں بھی ضروریاتِ راہ لینا ضروری ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اس زمانہ کے ولی اکمل کا پتہ بتلائے تاکہ اس کی خدمت میں جاؤں حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ سہرند میں ایک بزرگ جامع علم ظاہر و معرفت باطن و مال صوفی و کمال معنوی شیخ اسحاق نامی ہیں اُن کے پاس جاؤ۔ کہ اس زمانہ میں کوئی اور اس کا ہم مثل نہیں ہے۔

میں علیہ الصبح اُس قطبِ الاقطاب کی خدمت میں روانہ ہوا۔ اور آنجناب کے استاد فلک نشان پر پہنچا اور حقیقت معاملہ عرض کی حضرت نے عنایات بے غایات اور الطاف بے شمار میرے حال فرمائے۔ اور جذبہ و سلوک سے مجھے نوازا۔ اور مدتِ تبدیل میں میرے کام کو پورا فرمادیا۔

قد سیکر ^۲ پیر سید احمد صاحب کا بیان ہے جو کہ ہمارے حضرت مقبولوں میں سے ہیں کہ جن زمانہ میں سلطان نے حضرت کو تکلیف پہنچائی تھی ملکِ دکن میں تھا۔ اُس اُنٹ کی مجھے خبر نہ تھی ناگاہ میں نے سنا کہ سلطان زمانہ نے آنجناب کو سختی کے ساتھ طلب کر کے شہید کر دیا ہے۔ میں اس خبر وحشت اثر سے متحیر رہا کہ بازار میں نکلتا تاکہ کسی قاصد سے کوئی خبر فرحت اثر سے مسرت ٹھہرنے میں آئے۔ کنارہ بازار میں میں نے دیکھا کہ چند تاجر انوارِ صلاح اُن سے ہویہ اور پیدہ استغیہ۔ اترے ہوئے ہیں۔ میں اُن کے پاس گیا۔ اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ اُن میں سے ایک شخص نے غم و اہم کے آثار مجھ میں پا کر اُس کی وجہ دریافت کی۔ میں نے وہ خبر وحشت اثر اس سے بیان کی۔ اُس نے ایک ہفت روزوں سے

کالی اور سرگریان میں جھک لیا۔ اور ہر لمحہ متغیر ہوتا تھا۔ تاکہ اُس کے رنگ میں بہت تغیر آگیا۔ بہت دیر کے بعد سر اٹھایا اور کہا کہ اطمینان رکھو۔ آنجناب زندہ ہیں لیکن متعید ہیں۔ مجھے اُس کے مراقب ہونے اور عالم غیب کی خبریں مینے پر بڑی خیرت ہوئی۔ اس لئے اُن سے پوچھا کہ کیا آپ نے آنجناب کو دیکھا ہے۔ کہا کہ میں حضرت کا ایک عید کرتے رہا ہوں۔ میں منت و سماجت کر کے اُن کو اپنے گھ لایا۔ اور دل غمزہ کو صحبت سے تسلی دینی چاہی۔ اور پوچھا کہ کتنی مدت آپ نے آنجناب کی صحبت میں بسر کی ہے۔ اور کیا نعمت حضرت سے حاصل کی اور باعث عقیدت آپ کا کیا ہوا۔ اُنہوں نے جب معلوم کر لیا۔ کہ میں حضرت کے خصصین سے ہوں۔ سبب عقیدت جس طرح کہ اُن پر کراہتا تھا بیان کر دیا۔ یہ بزرگ ظاہر تجارت میں بسر کرتے تھے۔ مگر باطن اولیٰ کامل تھے +

قد سیدہ ایک شاہزادے کی آپ کے باپ کے ساتھ نزع تھی۔ اور باوجود کثرت لشکر اور قوت فوج کے فتح نہ پا تھا۔ ایک فرشاہزادے نے ایک رویش سے کہ جب خوارق ظاہرہ و کرامات باہرہ و کشف جلی و قربت سنی تھا۔ دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ باوجود لشکر بھدا و دلاوران بے شمار کے فتح پائی نہیں ہوتی ہے۔ حالانکہ میرے باپ کے امرا اکثر میرے موافق ہیں شیخ جلیل القدر نے توجہ کی۔ اور اپنے کشف و فراست سے دریافت کیا۔ اور کہا کہ اس زمانہ میں چار اولیاء اللہ ایسے ہیں جن پر اس کام کا دار و مدار ہے۔ تین شخص تمہاری فتح پر مبنی ہیں۔ مگر ایک بزرگ جتیموں سے بڑا ہے۔ اس پر مبنی نہیں ہے۔ اُس نے پوچھا کہ وہ کون بزرگ ہے کہا حضرت میں شیخ احمد سہندی (قدس اللہ اسراؤ) فقط +

ہندوستان کے ایٹھ سو بزرگ نے آنجناب کی خدمت میں لکھا کہ اکابر قوت شاہزادہ کی فتح کا حکم لگا ہے ہیں اس بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے حضرت نے جواب میں لکھا کہ ان لایوں میں شاہزادہ کی فتح نظر نہیں آتی ہے۔ مگر آخر کار اس شاہزادہ کا معاند بند ہے چنانچہ بیابانی ہوا۔ کہ فتح شاہزادہ کی نہ ہوئی۔ مگر بعد وفات باپ کے شاہزادہ پادشاہ ہوا اور دین کو رواج اور اسلام کو رد و فتنہ بخشی اور شریعت کو از سر نو زندہ کیا +

قد سیدہ ایک فرد مند خدا پرست آنجناب سے تہذیب کی شرف و برکت سے مستفاد ہوا

تھیں۔ اُس کے بیان ہے کہ میں رہبان پور نجد میں شیخ محمد فضل اللہ قدس سرہ میں کواں میں
 کا قطب کہا جاسکتا ہے، پہنچا۔ شیخ نے مجھ سے آنجناب کے اطوار و اوضاع کے متعلق
 دریافت کیا کہ تم سہرندی میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے ہو۔ اس لئے اُن کے
 حالات چشم دید بیان کرو۔ میں نے کہا حضرت کے احوال باطنی کو میں کیا بیان کر سکتا ہوں
 مگر ظاہر میں سنت اور اُس کے ذائق کی رعایت جس طرح کہ آنحضرت کرتے ہیں اور شیخ
 وقت جمع ہوں تو اس کے دسواں حصہ بھی نہیں ادا کر سکتے۔ شیخ نہایت مسرور ہوئے اور
 فرمایا کہ جو کچھ اس قطب الیٰ قطب نے اسرار حقیقت بیان کئے اور لکھے سب صحیح اور درست
 ہیں اور وہ اس میں سچ ہیں کہ علامت صدق مقال اور علیہ حال کی اتباع سنت نبوی
 صلی اللہ علیہ وسلم بدرجہ کمال ہے۔ مجھ کو اُن سے غائبانہ احاطہ اور محبت کمال ہے۔ اسی
 وجہ سے جس زمانہ میں کہ آنجناب کو والی وقت نے بعض دشمنانِ دین کے کہنے پر اپنے
 دربار میں طلب کیا اور سجدہ کرنے کی حلیف دی۔ اور حضرت نے اُس کو سجدہ نہ کیا اور
 قلعہ گوالیار میں حضرت کو مقید کر دیا گیا۔

شیخ موصوف تہجگانہ نماز میں حضرت کی رہائی کے لئے دعا اور فاتحہ پاناغہ
 کیا کرتے تھے۔ جب کوئی شخص شیخ کے پاس بنیت عقیدت و ارادت جاتا۔ اور آچو
 معلوم ہوتا کہ وہ سہرندی ہے۔ تو فرماتے کہ تعجب ہے کہ آنجناب کے شہر میں سکونت
 رکھتے ہو اور دوسری جگہ جاتے ہو۔ آفتاب کو چھوڑ کرست، رہ کی طرف جمع کرتے ہو؟
 قد سید۔ ایک امیر وقت کو آنجناب کے معاملہ میں تردد تھا۔ اُس نے
 قاضی القضاۃ وقت سے کہ آنجناب کی خدمت میں عقیدت کتنا تھا۔ خلوت میں پوچھا
 کہ تم عالم ہو اور صادق الکلام اور صاحبِ دیانت و امانت ہو۔ آنجناب کے حالات بیان کرو
 اس نے کہا کہ اس طائفہ کے حالات باطنی ہمارے فہم و ادراک سے باہر ہیں۔ مگر اتنا ہم بھی
 جانتے ہیں کہ اُن کے اطوار و اوضاع ہم کو ادیبانے سلف کے طریق کا یقین تازہ کرتے ہیں
 اس لئے کہ ہم جب کتب سلف میں کاغذین متقدمین کے ریاضاتِ تمحیض اور طاعات
 غریبہ مطالعہ کرتے تھے۔ تو خیال ہوتا تھا کہ شاید ان کے مریدوں نے سنا لیا ہو مگر جب
 حضرت کے اوضاع و اطوار کو دیکھا تو وہ تردد و اٹھ گیا۔ بلکہ کاتبینِ احوال ادلیہ اللہ
 سے ہم آزدہ ہیں کہ کیوں انہوں نے کم لکھے؟

قد سید کا یہ علم اس پر بیڑ کا رشتہ لئے وقت آنجناب کے تصانیف شریف کے بارہ میں کہا کرتے تھے۔ کہ قوم کی کتاب رسائل یا تصنیف کردہ ہیں یا تالیف کردہ تالیف یہ ہے کہ اور لوگوں کے کلام کو ترتیب نیک کے ساتھ جمع کیا جائے اور تصنیف یہ ہے کہ اپنے علوم اور سہر و نکات و مقامات حاصلہ کو تحریر کریں۔ مدتوں سے تصنیف عام اندھ ہی گئی تھی۔ صرف تالیف ہی تالیف رہ گئی تھی۔ اگرچہ میں آنجناب کا مرید نہیں ہوں مگر حق و انصاف سے کہوں گا کہ اس زمانہ میں آنجناب کے مکاتیب رسائل تصنیفات میں تالیفات۔ کیونکہ ہر چند ہونے تحقیق کی کسی جگہ نقل نظر نہ آئی۔ مگر سبیل مرث و ضرورت اور اکثر حصہ میں آنجناب کے مکتوبات و مہمات ہیں اور سبب انی زیبا۔ اور ان فن پرست عوام کے ہیں۔ جزا۔ لہذا عذرا خیر الجزاء ۴

قد سید کا یہ نائل وقت نے جو اکثر فادو علمائے مجتہدوں میں دیکھے تھے اور برسوں اس نائل نقہ علیہ کے کلام دیکھے اور سنے ہوئے تھے۔ جب انہوں نے بعض معاینات دین کی تھیں تو ان آنجناب قدس سرہ کے کلمات علیہ کی بہت سنی۔ تو فرمایا سبب اس کا یہ ہے کہ اس بزرگوار کے فائق و حقائق کے اور اک کا اس زمانہ والوں کے پاس سامان میں اس بزرگ کو ایام سابق میں ہونا چاہئے تھا۔ وہ لوگ ان کے قدر و منزلت و اران کے انداز سے راج کو پاتے اور متاخرین ان کے کلام کو استشاد و استناد اپنی کتابوں میں نقل کرتے۔ ارباب زمانہ کی فطرت آپ کے کلمات کے لئے ایسی ہے جیسے کہ ایک کو اندیش کا قصہ ایک خردمند کی دانائی کے متعلق ہے۔ وہ حکایت یہ ہے کہ ایک غلام نے ایک بادشاہ کی محفل میں کہا کہ میں نے ایک جانور دیکھا ہے جو آگ سٹکا کر کھاتا ہے۔ حاضرین و ربابین سے کسی نے اس جانور کو دیکھا نہ تھا۔ ان کو یقین نہ آیا اس کے بعد چھڑا لئے گئے۔ اور سب نے اس کی جرات اور حماقت پر اتفاق کر لیا۔ اس

قد سید کا ایک فضل کامل عمر جن کے خمیر میں کشف و معرفت و فضل تھے اور نے اکثر شاخین کی زیارت کی ہوئی تھی شیخ محمد غوث گویاری کے مرید تھے یعنی ملانہ حنفی اتوں نے ایک تذکرہ میں لکھا ہے کہ میں نے ان کو مشائخ میں ایک بزرگ

خدیو مقام غروریت صاحب مرتبہ قطبیت وغیرہ +

قل سید۔ ہدایت و سیادت پناہ سید میرک شاہ و شیخ اجل کبروی محمد بن
بلخی اور مولانا زمانی حسن قبادیانی اور افضی القضاۃ مولانا توادک نے ایک رویش کے ہمراہ
چند تحفے اور خطوط نیاز سندانہ آئینہ کی خدمت میں روانہ کئے تھے۔ رویش صفائش
نے سب کی درخواستیں آئینہ کی خدمت میں پہنچائیں۔ اس کے بعد اس نے یہ بھیج دیں
بلخی کلہ میخام عرض کیا کہ انہوں نے بعد اولیٰ شرائط نیاز مند می عرض کیا ہے کہ کیر سن
دسافست بعیدہ مانع نہ ہوتے تو میں آپ کی خدمت میں پہنچتا۔ اور بقیہ عمر آپ کی
ملازمت میں بسر کرتا اور انوار احوال بلند سے جس کو کہ نہ آنکھوں نے دیکھا اور کانوں
نے سنا اقتباس کرتا۔ پس التماس یہ ہے کہ آئینہ ان موانع کا لحاظ فرما کے فقیر
کو اپنے مخلصوں میں شامل کر کے افاضات غائبانہ کے ساتھ اس فقیر کے حال پر جو بظاہر
موجود ہے اور باطن میں آپ کے حضور می میں ہے متوجہ رہیں۔ اور اس رویش نے
یہ بھی کہا کہ مجھ کو فرمایا ہے کہ تو میری جانب سے ان کے ہاتھ پر بیعت کرنا۔ پس اس نے
آنحضرت کے ہاتھ پر میر صاحب مونس کی جانب سے بیعت کی اور حضرت ہوتے وقت
التماس کیا کہ وہاں کے بزرگوں نے آپ کے معارف علیہ شے میں۔ اور کامل شوق کے
ساتھ التماس کیا ہے کہ ایک مکتوب متضمن بر وقایع علیہ روانہ کیا جائے۔ نہایت کرم ہو گا۔
آئینہ نے دعا پڑھ کر اس کو لکھ کر دیدئے۔ بعض بزرگوں نے جو دیا رویش اور
ماوراء النہر سے ہندوستان آئے تھے کہا کہ ہم قدوة العرفا میر صاحب موصوف کی حجت
میں تھے۔ جب آئینہ نے معارف وہاں پہنچے۔ تو ان کے مطالعہ سے مسرور ہو کر انہوں
نے رقص کیا اور فرمایا کہ اگر سلطان الدارین اور سید الطائف اس وقت ہوتے تو اس
بزرگ کی عاشق پروری کرتے +

قل سید۔ آئینہ کے مخلص ایک سید زاوہ مدد اللہ خدایرست نے فقیر سے
بیان کیا کہ ایک روز اس طائفہ کے ایک منکر نے کہا کہ آئینہ کہتے ہیں کہ اگر خواجہ
جہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ اس وقت ہوتے تو میری خدمت کرتے مجھے اس کا
کے سنے سے حیرت ہوتی۔ اور میں نے کہا کہ معاذ اللہ حضرت نے ایسا نہ فرمایا ہوگا آپ کے
طریق رہے کیسے کھلت زبان سے نہ کہ لیس اتفاقاً اس زمانہ میں میں مرض طاعون میں

گرفتار ہوا اور شدت مرض کی حالت میں ایک ات خواب میں دیکھا کہ ملائکہ میری قیامت ورج کے لئے آسمان سے اتر رہے ہیں +

اس اثنا میں حضرت بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ کا ظاہر ہونے اور ملائکہ سے خطاب کر کے فرمایا کہ اس سید زادہ کو زندگی بخشی گئی ہے۔ تم واپس مہ جاؤ۔ قاضیان ارجح نے پوچھا کہ اس کا سبب کیا ہے۔ فرمایا کہ اگر وہ علم سے پیدا جاتا تو تین شخص کا فر ہوتا۔ اس کے بعد مجھ سے فرمایا کہ اگرچہ آنجناب نے کبھی ایسا نہیں کہا جیسا کہ یہ معترض کہتا ہے۔ مگر آپ کا درجہ ہم سے زیادہ بلند ہے +

درجہ۔ اسی سید زادہ کا بیان ہے کہ ایک ات حضرت خواجہ معین الدین حشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میں نے واقعہ میں دیکھا کہ گویا آپ ایک استہ سے کہیں تشریف لے جا رہے ہیں اور آپ کے سامنے ایک فوج ہے اور علمائے شانہ آگے آگے جا رہے ہیں اور آپ کے پیچھے بھی ایک فوج ہے اور بادشاہوں کی طرح آپ جلہ جلہ و شمت و عظمت کے ساتھ تشریف لے جا رہے ہیں اور میں آپ کے قریب چل رہا ہوں اس اثنا میں ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ تیرے باپ اس سلسلہ پشتیہ میں ارادت رکھتے تھے۔ تو نے کیوں سلسلہ نقشبندیہ اختیار کیا۔ کہتے کہ روٹی کا ٹکڑا جہاں مل جائے وہیں آرام پاتا ہے اور وہاں سے دوسری جگہ نہیں جاتا اس نے کہا کہ طریقہ حضرت خواجہ معین الدین اور آنجناب میں تو نے کیا فرق دیکھا جو ان کی صحبت کو اختیار کیا اور اپنے آباؤ اجداد کے شبیو رخ سے الگ ہو گیا میں نے کہا کہ آنجناب اور مشائخین ابادا جہاد میں اتنا فرق ہے۔ جتنا کہ حضرت حبیب اللہ اور حضرت کلیم اللہ عیساہم میں کیا تو نے نہیں سنا

موسے زہوش رفت بیک پر تو صفات

تو عین ذات می نگر می در پیستے

حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ نے اس سے متنا کے ساتھ خطاب کر کے فرمایا کہ اس سے کچھ مدت کہو کہ اس کا یہ کیفیت درجہ رفیع اور مستقامت رکھتا ہے +

محبیب

آجکے بعض مرتبہ مقامات نامہ و روایت عایہ کے بیان میں جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام اولیاء میں مخصوص فی سلسلہ ہے۔

اور جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلیفہ خواص کیا۔ اور عمار اور سجن میں سے بنایا اور اس گروہ اقل قلیل میں کہ پورا شیعہ نبوی سے اللہ تعالیٰ کے مقررہ امور و مشاہدات قرآنی اور مقطعات فرقہ کی ہیں بنایا ہے۔

چنانچہ شیخ نے خود مختصر فرمایا ہے کہ یہ فقیر بدتوں نامہ مشاہدات قرآنی کے علم و قدرت حق سے اندر متوقف کرتا رہا۔ اور علم و آئینہ میں سلسلہ ایمان و مشاہدات کے کچھ اور حصہ نہ دیکھا اور جو تاویلات کہ بعض علماء و متوفیہ نے بیانات کی ہیں انکی لائق ان مشاہدات کے نہیں بناتا تھا۔ اور ان تاویلات کو ایسے امور میں سے جو حق بل خفا ہوں تصور کرتا تھا۔ چنانچہ غلبن القصۃ نے الفناء کا مہمیلہ سے ائمہ مراد ہے جو بمعنی در و لازم محبت کے ہے۔ اور مثل اس کے اور دوسری تاویلیں آخر کار اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ایک شہرہ تاویلات مشاہدات کا فقیر پر ظاہر کیا۔ اور ایک نہ اس سیرت و حدیث میں مسکین کی زمین استعداد پکشاہ کی گئی اس وقت معلوم ہوا کہ عمار اور سجن کو تاویلات مشاہدات و مقطعات میں نصیب وافر حاصل ہے۔ اسی طرح بعض علمائے و جہت سے فوت مہر دل ہے۔ اور یک سے قدرت بتاویل بھی درست نہیں ہے۔ بلکہ ان کی تاویل امور عامہ سے ہیں اور خصل انجوان کے ممتاز ہیں۔ و دفعہ قطعات کا بیان کیا جائے کہ ہر نو فہم ان کا امر از خفیہ عاشق و معشوق کا ایک دریا سے مزاج ہے اور رموز و قیود محبوب سے ایک مزاج مضی ہے آیات محبت اگرچہ اہمیت کتب میں مگر ان کے نتائج اور ثمرات آیات مشاہدات ہیں اور مقاصد کتب مشاہدات ہیں۔ اہمات و مسائل سے زیادہ نہیں ہیں۔ عامہ راستہ وہ شخص ہے جو مشاہدات کو حکامات کے ساتھ جمع کرے۔ اور حقیقت کو صورت میں لائے۔ جو شخص حکامات کے بغیر جانے اور مقصد سے محکمات پر بغیر عمل کے تاویلات مشاہدات و مقاصد

اور صوفیوں کو ترک کر کے حضرت کی تلاش میں نکلے وہ بابا ہیں تپہ اور اپنے تپل سے بے خبر وہ گمراہ ہے اور اپنی گمراہی سے بے علم۔

یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ علم متشابہات مخصوص ہے ساتھ رسولوں کے علیہم السلام
وہیامات اور امت کا ایک گروہ اقل بطور تبعیت و وراثت کے اس علم سے حصہ
پاتا ہے۔ ان پر اس عالم میں جہاں متشابہات سے برقع مٹا دیا جاتا ہے۔ اور امید ہے
کہ عالم آخرت میں امت کا ایک گروہ کثیر تبعیت دسیں اس دولت سے ہدایت پائیں گے
اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اس عالم میں بھی اس گروہ اقل کے سوا جائز ہے۔ کہ اوروں کو بھی
اس دولت سے مشرف کریں۔ مگر حقیقت معاملہ کا علم نہ دیا جائیگا۔ لہذا دلیل کو نہ متکشف
نہ کیا جائیگا۔ بحال جائز ہے۔ لہذا اول متشابہات فیضوں کو حاصل ہو گرائں کو یہ معلوم ہوا
کہ اس کا مطلب کیا ہے۔ کیونکہ متشابہات کنایہ ہیں معاملت سے۔ ممکن ہے کہ معاملہ حاصل ہو۔
اور اس معاملہ کا علم حاصل نہ ہو۔ یہ بات صرف متشابہات کی ایک فرد کی بابت ہے۔
اوروں کی بات علیحدہ ہے۔ اسی لئے کہ

ایک در حضرت محمدؐ مرادہ عالم ربانی عارف سبحانی نورانی قیوم شہداء و ائمہ
سیدہ سبحانہ نے اس فقیر سے غلو نہیں فرمایا کہ آنجناب پر اسرار اور موزن مشاہدات
و قطعات منکشف ہوئے ہیں جیسا کہ اسرار رکے لئے التماس کیا جائے تو فرماتے
ہیں کہ شیطان دشمن قوی ہے اور ہمیشہ اظہار اسرار کی جستجو میں مشغول رہتا ہے کہ
اگر ان معجزات کے منکشف ہونے پر لایا جائے تو سزا حق تعالیٰ کے قیام و اقامت پر
خدا کے پاک نے ان کو بیزار معاملہ تک پہنچے ہیں۔ انہیں فرمایا ہے۔ پس عابار شیخ
کہتے کہ کس جیسا نے کہ میں تمہیں رہیں جس کو آگاہ کیا گیا۔ اس کو مستور بھی کہا گیا
ہے میں نے عرض کیا کہ آنجناب اس امر پر تردد ہیں کہ شیخ نبی کو محل میں سے
دفع کر دیں اور اپنے اطراف سے ان کے نفس و بدن تک دست بردار رہیں کہ جس
تہا را عذر اور التماس نہ نہ یاد ہو گیا۔ تو آنحضرت ایک حرف کے اسرار
ظاہر کرنے پر مامور ہوئے اور وہ حرف حق ہے اس حرف کو بیان فرمایا اور
دن قیامت پہلے کہ وہ جس نے اسے کہہ دیا

وہ کہ جس نے اس کی بنیاد پتھر پر نہیں

خود اس معاملہ کی نظر سچ فرمائی ہے اور ایک مکتوب میں اپنے علم اور معارفِ خاصہ کی تحریک بعد لکھا ہے کہ :-

یہ علوم مشکلات انوارِ نبوت سے مقتبس ہیں علم صاحبہا الصلوٰۃ والسلام واثبتہ
کہ بعد تجدید الفشا فی کے بجائے طبیعت و وراثت تازہ ہونے اور تازگی ساتھ ہر سچے
ہیں۔ ان علوم و معارفِ مالک مجدد الفشا فی ہے۔ چنانچہ جن لوگوں نے ان کے علوم و معارف
کو جو ذات و صفات و افعال حق سے متعلق ہیں اور احوال و مواجید و ظاہرات پر عمل
ہیں۔ دیکھیں ہے بخوبی اُس پر روشن ہے کہ یہ علوم و معارفِ علومِ علما اور معارفِ اہلِ انوار کے
عدوہ ہیں بلکہ ان کے علوم پر نسبتِ علومِ مجددیہ کے پوست ہیں۔ اور وہ مٹتے ہیں۔ اللہ
تعالیٰ ہدایت دینے والا ہے ۛ

واقع ہو کہ ہر صدی کے ابتدائیں ایک مجدد گذرتا ہے۔ مگر محدِ سدہ کی گتہ
اور مجدد ہزار الگ جو فرق کہ سوا در ہزار میں ہے ان کے مجددوں میں بھی وہی فرق
ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ۔ مجدد ہزار وہ ہے کہ جو کچھ اس مدت میں فیض اور برکتیں
امتوں پر پہنچتے ہیں۔ اُسی کے توسط سے پہنچتے ہیں۔ اگرچہ کہ اقطابِ اوتار
اور ریلاد نہجِ ماموجود کیوں نہ رہیں ۛ فقط

حضرتؑ نے اور بھی کئی مکتوبوں میں اس سچے تحریک فرمایا ہے :-
اے فرزندِ ابدیہ وہ وقت ہے کہ پہلی امتوں میں ایسے وقت ظلمت میں
ایکتہ بغیرِ اولی العزم مبعوث کیا جاتا تھا اور شریعتِ جدیدہ کی تعلیم دیتا تھا۔
امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خیر الامم ہے اور اس کے پیغمبرِ جنابِ خاتمِ الرسل علیہ
آلہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اس لئے اس کے علما کو مرتبہ انبیاء بنی اسرائیل دیا گیا ہے
اور سچلے انبیاء کے اولیا پر اکتفا کیا گیا ہے۔ لہذا ابتداء ہر صدی میں علماء امت
سے ایک کو مجدد کا رتبہ دیا جاتا ہے۔ تاکہ انبیاء شریعت کریں۔ علمِ مخصوص ہزار
سال کے بعد کہ مہمِ سابقہ میں نبیِ اولی العزم کی بعثت ہو کر توفیق تھی۔ اور عام پیغمبرِ راج
اکتفا نہیں کی جاتی تھی۔ ایسے وقت میں ایک عالمِ عارفِ کامل معرفت کی اس امت
میں ضرورت ہے جو اُممِ سابقہ کے نبیِ اولی العزم کا قائم مقام ہو سکے ۛ
دوسری جگہ اسی بارہ میں تحریر فرمایا ہے کہ اس امت کی آخریت کی ابتداء

و نہ اتنے درعیہ الصلوٰۃ و السلام سے ہزار سال گزرنے کے بعد سے ہے۔ کیوں کہ
معنی الف کی تغیر امور میں خاصیت عظیم ہے اور تبدیل ہشیامیں تاثیر قوی چونکہ اس
امت میں نسخ اور تبدیل نہ تھی۔ اس لئے نسبت سابقہ تازگی اور رونق کے ساتھ تاخرین
میں جلوہ گر ہوئی۔ اور تائید شریعت اور تجدید ملت الف ثانی میں فرمائی گئی۔ اس پر
کواہ عادل حضرت عیسیٰ علیہ السلام و علیہ الصلوٰۃ و السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام
ہیں۔

فیض روح القدس را باز مدد فرماید دیگران ہم کمبندہ آنچہ میجامی کرد
تو چند۔ روح القدس کا فیض اگر کچھ کچھ مدد کرے۔ تو دوسروں سے بھی حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ نہ ہر ہو سکتا ہے۔

اے برادر! یہ کلام آج کل اکثر خدائق پر گراں ہے اور ان کے عقول ٹٹے
ہے۔ لیکن اگر انصافاً ایک دوسرے کے علوم و معارف کا موازنہ کریں اور احوال کی صحت
و تقیم مطابقت علوم شریعت اور عدم مطابقت ملاحظہ کریں اور تعظیم و توقیر شریعت
و نبوت کو ہمیں کس میں زیادہ ہے۔ تو کیا تعجب ہے کہ اس تعجب سے کل جاہلین نعم نے
دیکھا ہوگا کہ فقیر نے اپنے کتبے سائل میں لکھا ہے۔ کہ طریقت اور حقیقت خدا دان شریعت
میں۔ اور نبوت لایت سے متصل ہے۔ اگرچہ ولایت نبی کیوں نہ ہو اور لکھا ہے کہ کمالات
ولایت کی بقایا کمالات نبوت کے کچھ قدر نہیں ہے۔ کا شکے بقا بدویئے محیط کے نقطہ
کی نسبت ہوئی۔ اسی طرح بہت کچھ تحریر کیا ہے خصوصاً مکتوب بیان طریق میں ملاحظہ کیا
جائے۔ مفسر اس گفتگو میں اظہارِ نیت حق سبحانہ ہے۔ اور ترغیب اس طریق کے طالبوں
کی ہے۔ ادروں پر اپنی فضیلت کہ وہ ہرگز مقفود نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی معرفت اس پر
حرام ہے۔ جو اپنے آپ کو کافر فرما سکے۔ تر جانتا ہو۔ پھر اکابر دین کے ساتھ کیا نسبت

نظ

وئے چوں مرا بدست از خاک سزدگر بگذر انم سزد ہندلاک
من آن قلم کہ ایرنو بہاری کند از لطف من قطرہ باری
اگر بر تو یزدان تن بسزد انم ادائے شکر لطفش کے تو انم

تو بھلا۔ مگر حبیب بادشاہ نے مجھ کو خاکساری سے عروج بخشا ہے تو میری نرسہ زنی اگر

آسمانوں سے بڑھ جائے۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ جب یہ بھی نہیں وہی نہ ہوں جس پر خدا کی رحمت کا ابرو بار بار بند ہوتا ہے۔ اگر میرے بدن سے سوز یا نہیں پیدا ہو یا میں تب بھی تیری مہربانیوں کا شکار ادا نہیں ہو سکتا۔

درجہ ۳۸۔ فرماتے ہیں کہ وہ عدم کے مقام فنا فی اللہ اور بقا باللہ سے متعلق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی غایت سے مجھ پر کشف فرمائے۔ اور یہ بھی ظاہر کیا کہ وہ خاص شہ کی کیا ہے۔ اور سیر فی اللہ کے کیا معنی ہیں۔ اور تجلی برقی کیا چیز ہے اور محمدی اللہ کے ہونے اور اس کے مثل باتیں اور ہر ایک مقام پر اس کے لازم و ضروریات بتائے گئے۔ اور اس طرح سے مقامات مذکورہ کی سیر کرائی گئی۔ ایسی بہت کچھ ہیں ہونگی جن کی کو ادب اللہ قدس سرہم نے نشان دہی کی ہو۔ اور وہ راہ میں چھوڑ دی گئیں۔ اور نہ بتائی گئیں ہو قبل از فیصل بلاعدۃ مقبول ہو کیا وہ شخص جس نے اس کو بد چون چرائے قبول کیا۔

درجہ ۳۹۔ حضرت نے تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی غایت بیعت سے مارج کما دتے ہیں ترقی عطا فرمائی جو کہ مقامات اولیا اور شہداء سے بالترتیب ہے۔ اور ان کی ولایت اور شہادت کے ساتھ ایسی نسبت ہے۔ جیسے کہ نسبت تجلی صورتی کی تجلی ذاتی کے ساتھ ہیں۔

مقام شہادت کے دو مقام صدیقیت ہے اور جوفوق کہ ان دونوں مقاموں میں سے وہ نہ عبارت میں آسکتا ہے اور نہ اشار دے سکتا ہے۔ مقام صدیقیت سے بلا صرف مقام نبوت ہے بل صاحب امتداد و تسلیمات۔ مقام صدیقیت اور نبوت کے درمیان اور کوئی مقام ہو ہی نہیں سکتا۔ بلکہ اس سے بڑھ کر کشف جہد سے معلوم ہوا ہے اور جو کچھ بعض اولیا اللہ نے دونوں مقاموں میں مہبط کیا ہے۔ اور اس کی نام مقام قربت رکھا ہے۔ اس سے کمال زیادہ اور اس مقدم کی حقیقت سے اطاعت دی گئی۔ تو یہ بسیار اذیت ہے۔ اور نہ کمال ہے۔ اور نہ ہی درجہ بعض کا برتر نہ بیان کیا ہے۔ ظاہر ہوا مگر آخر کا حقیقت معلوم کر لی گئی۔ اس میں شک نہیں کہ یہ مقام عروج کے وقت حصول صدیقیت کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کے مہبط ہونے میں کام ہے۔ مقام قربت بہت بلند ہے اور شاندار ہے۔ اور میں اس سے و کمال ہوتا ہے۔ اور نہ کمال ہے۔ اور نہ ہی درجہ بعض کا برتر نہ بیان کیا ہے۔ ظاہر ہوا مگر آخر کا حقیقت معلوم کر لی گئی۔ اس میں شک نہیں کہ یہ مقام عروج کے وقت حصول صدیقیت کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کے مہبط ہونے میں کام ہے۔ مقام قربت بہت بلند ہے اور شاندار ہے۔ اور میں اس سے و کمال ہوتا ہے۔ اور نہ کمال ہے۔ اور نہ ہی درجہ بعض کا برتر نہ بیان کیا ہے۔

کہ ایک یوم ثابت شدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سعبہم۔ یہ جو دھن راستہ میں
رہتا ہے اور اس سے دیر عروج واقع ہوتا ہے۔

ابو الکلام رکن الدین شیخ ملا والدہ سمتانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بعض تصنیفات
میں فرمایا ہے کہ وہ وجود سے باعام المبدأ اور وہ ہے۔ اور مقام صدیقیت مقام بقا
تہ کہ عالم کی طرف رخ رکھتا ہے اس سے بالا مقام مقام نبوت ہے اس میں کمال نحو
اور کمال بقا ہے مقام قربیت کی دو نو مقاموں کے بیچ میں برزخیت کی حیثیت نہیں ہے
کہ اس کی تشریح حرف کی طرف ہے۔ جو عروج مخلص سے پس دونوں میں کتا تر افراق
ہے۔

پہلے آئینہ طوطی سنہ مستقیم
انچہ استا وازل گفت ہاں گویم
تجملہ۔ شان طوطی ہم کو آئینہ کے پیچھے بٹھا دیا گیا ہے۔ جو کچھ کہ استا وازل کا ہوا
ہوتا ہے۔ وہی ہم بولتے ہیں۔

علوم شرعیہ نظریہ استدلال کو بدیہی اور کشفی بنایا گیا ہے۔ اور نظریہ سے
ضرورت کی طرف لایا گیا ہے۔

درجہ ۱۸۔ یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ استطاعت مع افضل منکشف ہو گیا۔
فصل سے زیادہ قدرت نہیں رکھتا ہے۔ اور قدرت فعل کے ساتھ ہی ساتھ بخشش ہے اور
سلامتی سبب اور اعضا کے ساتھ سے تکلیف دہ جاتی ہے جس طرح کہ سلا اہل سائنس نے
ثابت کیا ہے۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ اس سرہ اسی مقام میں تھے۔ اور حضرت خواجہ غلام علی
قدس سرہ کو بھی اس مقام میں حصہ حاصل ہے۔ اور اس سلسلہ علیہ کے بزرگوں میں سے حضرت
خواجہ عبدالغنی قدس سرہ کو اور مشائخ متقدمین میں سے حضرت معروف کرخی اور حضرت ام
داؤد طائی قدس سرہ اور حضرت خواجہ حسن بصری اور حبیب گجلی قدس سرہ ہم کو۔

درجہ ۱۹۔ تحریر فرمایا ہے کہ فقیہ کو اس رستہ کی ہوس پیدا ہوئی عنایت
انور سے حاصل نہ کرے اس کو ایسا فیضان تھا اور حضرت خواجہ غلام علی قدس سرہ اس رستہ کی رستہ
میں پہنچا۔ اور وہ اس سے ان بزرگواروں کی طریق اخذ کر کے اس بزرگ کی صحبت میں
رہا۔ جس کی توجہ کی برکت سے بہت بڑے خواجگان جو نہ سفت قیومیت میں سستہ ملاک سے پیدا

موتا ہے۔ اس کو حاصل ہوا اور طریق اندراج النہایت فی البہایت سے بھی حصہ ملا۔ اس جذبہ کے بعد اس کا کام سلوک سے متعلق ہوا اور اس کے لئے ترقی و صانیت حضرت اسد اللہ غالب کرم اللہ وجہہ نے اتنا کام پہنچایا کہ یہ سب جو اس کا رب تھا اور اس کے قابلیت اور لئے تاک جو متوجہ بحقیقت محمدیہ سے صاحبہ اللہ ولایت و التمجید ہے۔ روحانیت حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ اسرار ہم کی مدد سے عروج کیا۔

اور وہاں سے روحانیت حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی دستگیری سے ان بزرگوں کی قابلیت سے اور ہستقل نہیب ہوا۔ اور وہاں سے اس مقام تک جو اس قابلیت سے بالا ہے۔ اور وہ قابلیت گویا تفصیل ہے اس مقام کی اور یہ اس کا اجمال ہے۔ مقام قطب محمد کا مقام ہے۔ روحانیت حضرت خاتمیت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی ترتیب سے ترقی واقع ہوتی ہے۔ اس مقام پر وصول کے وقت کسی قدر امداد روحانیت حضرت خواجہ عبداللہ بن عطاء اللہ کے بقید تھے حضرت خواجہ نقشبندؒ کے اور قطب ارشاد تھے اس درویش کو پہنچی۔ عروج قطب کی انتہا اسی مقام تک ہے۔ اور دائرہ ظلمیت اسی مقام پر منسبتی ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد یا اصل خالص ہے۔ یا متمزج بظنل۔ افراد اولیاء کی ایک جماعت اس دولت سے ممتاز ہے۔ بعض اقطاب کو بواسطہ عبادت بہت افراد کے مقام متمزج تک عروج واقع ہوتا ہے۔ اور ناظر آمل متمزج بظنل ہو جاتا ہے۔ مگر وصول یا اصل خالص یا اس پر نظر کرنا بقدر تفاوت مراتب افراد کا خاصہ ہے۔

ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝۱۰۰

فضل ہے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور وہ صاحب فضل عظیم ہے۔

اُس درویش کو قسبیت ارشاد کی خلعت مقام اقطاب پر واصل ہونے کے بعد اُس سرور دین و دنیا علیہ علیہ الصلوٰۃ و التسلیمات سے عنایت ہوئی۔ اور اُس منصب سے سرفراز کیا گیا۔ اس کے بعد پھر عنایت الہی حاصل شدہ اس فقیہ کے شل حال ہوئی۔ اور مقام اقطاب سے متوجہ فرق کیا گیا۔ اور ایک اصل تضمن برودت امیر ہوئی جس طرح کہ تمام سابق میں اصل ہوئی تھی اور وہاں سے مقدم اصل پر ترقی دے کے کہ اصل اصل پر پہنچایا گیا۔ اس عروج و اتہا یعنی عروج و مقامات اصل میں روایت حضرت غوث اعظم علیہ السلام شیخ عبدالقادر نے درج ہے کہ اصل ترقی سے اس سے الغریہ۔

اور قوت تصرف اس مقام سے گذر کر سل اکمل پر وصل کیا گیا اور وہاں سے عالم کی طرف
واپس کیا گیا جس طرح کہ ہر مقام سے واپس کیا جاتا تھا +

نیز اس درویش کو بانی نسبت فردیت جس کے ساتھ عروجِ اخیر مخصوص ہے اپنے
پدر بزرگوار سے حال بتائی تھی اور پدر بزرگوار نے ایک بزرگ سے راس کی تھی جس کا
بذبحہ قویہ اور خوارق و کرامات میں مشہور تھے +

نیز اس فقیر کو علوم لدنی روحانیت حضرت خضر علی نبینا وعلیہ السلام سے حاصل
والحیثیت سے حاصل ہونے رہے جب تک فقیر مقامِ قطب سے آگے نہ بڑھا تھا مگر اس مقام
سے گزرنے کے بعد سے حصولِ ترقیات عالیات اور اخذِ علومِ اپنی حقیقت سے جتنے
ہے اور اپنے آپ میں خود بخود پارا ہے غیر کی مجال نہیں ہے کہ اس کا کچھ دہل درین
میں ہو سکے +

یہ سب فرماتے ہیں کہ فقیر کو نزول یعنی سیرِ عن شد باللہ کے وقت شاخین
سلاسل کے مقامات پر بھی عبور ہوا اور ہر مقام سے حد تک کامل حاصل ہوا اور اس مقام کے شاخ
میں کام میں میرے قیام اور معاون ہوئے اور اپنی نسبتوں کے خلاصے عطا فرمائے اور ان
مقامات اکابرِ حشمتیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم پر عبور واقع ہوا اور ان کے مقام سے
حد تک کامل عطا ہوا ان شاخین میں سے روحانیت حضرت قطب الدین قدس سرہ نے
آوروں سے زیادہ امداد فرمائی بیشک آپ اس مقام شانِ عظیم رکھتے ہیں اور اس مقام کے
رہنمیں ہیں +

اس کے بعد مقامِ شاخین کبریہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم پر گذر ہوا اور وہ مقام
کبریہ حشمتیہ بلحاظ عروج کے مساوی ہیں لیکن مقام کبریہ بوقتِ نزول مقامِ حشمتیہ کے
جانب است و اقد ہو گیا ہے اور مقامِ حشمتیہ اس کے جانبِ چپ میں رہتا ہے مقام کبریہ
ایک شاہراہ ہے کہ بعض اکابرِ قطب ارشاد اسی رستہ سے مقامِ فردیت تک جاتے اور
مقامِ نہایتِ انہایت تک اس پہنچتے ہیں افرادِ محقق کے لئے دو سرارستہ ہے اولیت
کے اس رستہ سے نہیں گذر سکتے یہ مقام مقامات اور مقامِ حشمتیہ کے مابین واقع
ہوا ہے گویا یہ مقام بزرخ ہے دو مقاموں میں اور مقامِ اول شاہراہ کے دوسری
طرف واقع ہے کہ صفات سے نسبت کم رکھتا ہے +

دہل سگئے تھے اور فقط بے اوتاد کو داخل تخت ولایت آنجناب کیا گیا۔ چنانچہ آپ کے رسالہ مبارک و محاد میں اس کا افادہ فرمایا ہے۔ کہ جب عارف تمام اکمل اس مقام غریب الہیہ کے شہو پہنچ جاتا۔ ہے تو یہ عارف تمام عالم کا قطب بن جاتا ہے۔ اور یہ ولایت غریب الہیہ علیہ وسلم اور دعوت مصطفویہ علیہ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و التبیۃ سے مشرف ہوتا ہے۔ پس اقطاب اوتاد اس کے دائرہ ولایت کے تحت داخل ہوجاتے ہیں۔ اور اوداد اس کے اور تمام فرق ادبیاء اللہ اس کے انوار ہدایت میں منعم ہوجاتے ہیں۔ کیونکہ وہ مقام مقام رسول اللہ اور ہدایت حبیب اللہ علیہ وسلم میں تربیت یافتہ ہے۔ یہ بیت شریفہ غریب الہیہ و آحاد مرادیں یعنی خاص خاص محبوبین اس کے لئے مخصوص ہے۔ مریدین یعنی عاشقین کے لئے اس کمال سے کچھ حصہ نہیں ہے۔ یہ مقام ایک نہایت عقلی اور ہدایت قسوی ہے۔ کہ اس سے بالا کوئی بزرگ کمال نہیں ہے اگر ایسے مارف کا ظہور ہزار برس میں بھی ہو جائے تب بھی نہایت غنیمت ہے۔ اس کی برکت ایک مدت مدیدہ و اوقات بعیدہ تک پھیلی رہتی ہے۔ اس کا کلام دوا ہے۔ اور اس کی نظر شفاء

حضرت ہدی علیہ السلام میں بھی یہی نسبت شریف پائی جاوے گی۔ یہ خدا کا فضل ہے دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔ اور وہ صاحب فضل عظیم ہے۔

درجہ چہارم۔ آنجناب سے ترقی پر ہر درجہ ولایت یعنی ولایت صغریٰ اور ولایت کبریٰ اور ولایت علیا منکشف فرمائے گئے۔ ان کی تفصیل حضرت نے اپنے مکتوبات میں فرمائی ہے۔

درجہ۔ آنجناب سے ترقی پر اسرار حقیقت قرآنی و کعبہ ربانی اور حقیقت بیت المقدس منکشف کی گئی۔ اور ظاہر کیا گیا کہ ہزار سال کے بعد حقیقت محمدی حقیقت احمدی کے ساتھ متحد ہو جائیگی۔ اس کی تفصیل حضرت نے خود تحریر فرمائی ہے۔

درجہ چہارم آنجناب سے ترقی پر ظاہر کیا گیا کہ اس عالم میں اگرچہ رویت نہیں کرے رویت کے بھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ یہ وہ دولت ہے کہ زبان صحت کے بعد کم لوگ اس دولت سے مشرف ہوئے ہیں۔ اگرچہ یہ کلام بعید از عقل معلوم ہوتا ہے۔ اور اکثر لوگ اس کو قبول نہ کر سکتے۔ مگر ہم کو اظہار نعمت مقصود ہے۔ گو خداوندیش اس کو قبول کریں یا نہ کریں۔ یہ نسبت حضرت ہدی علیہ السلام میں خاص کر بد بزرگمل ظہور پائیگی۔

درجہ ۸۸۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حق یقین سے مشرف فرمایا عام صوفیہ کے نزدیک حتمی حقیق یقین ہے وہ آپ کے نزدیک عین یقین میں ہی داخل ہے اس کے بعد حجت نے تحریر فرمایا ہے کہ حق یقین کی گفتگو تو سب کرتے ہیں اگر کہا جائے کہ سچا دو عاجز بہتے ہیں۔ یہ معارف احاطہ ولایت سے خارج ہیں! ربانیت علمائے ہر کی طرح اس کے دور اک میں عاجز اور قاصر ہیں۔ یہ علم انوار مشکوت نبوت سے بخود ہے کہ ہزار سال کے بعد یہ تبعیت و وراثت انبیاء علیہم السلام تازہ ہوا ہے +

درجہ ۸۹۔ آنجناب قدس سرہ پر سوائے جذباور سوک کے ایک طریق نظر کر گیا۔ اس کو آنجناب نے بالفاظ اقتباس نبوت تعبیر کیا ہے اس کی تفصیل آپ کے مکتوب ۳۱ میں مذکور ہے +

درجہ ۹۰۔ آنجناب قدس سرہ کو کمال اتباع سرور کائنات علیہ السلام الف الف صلیۃ و تسلیمات کے سبب ایسے مقام سے جو مقام اجتباب سے بالاتر، ممتاز کیا گیا چنانچہ حضرت نے اس کی تفصیل مکتوب ۴۵ دوم میں فرمائی ہے +

درجہ ۹۱۔ آنجناب قدس سرہ کو خزانہ دار رحمت بنایا گیا چنانچہ مکتوب ۳۱ جلد اول میں بتذکرہ سرہ و وحشی اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقام سابقین پر جو بالائے درجات اصحاب بھیجے، داخل کیا +

درجہ ۹۲۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مکمل اور محدث (افق وال) بنایا چنانچہ حضرت نے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے:-

واضح ہو کہ کلام حق مع البشر کبھی بالمشافہ ہوتا ہے اور یہ افراد انبیاء علیہم السلام و تسلیمات مخصوص ہے۔ اور کبھی بعض کامل بیروان انبیاء کے ساتھ بطور اتباع و شریعت ہوتا ہے۔ اور جب یہ کلام کسی لی کے ساتھ کثرت سے ہونے لگے تو اس کو محدث کہا جاتا ہے جس طرح کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا گیا۔ یہ کلام سوائے الہام اور القاء فی الروح کے ہے۔ اور اس کلام سے بھی علاوہ ہے جو ملائکہ کے ساتھ خدا کا ہوتا ہے۔ ایسے کلام کے ساتھ انسان کامل مخاطب کہا جاتا ہے۔ جو عالم خلق اور عالم امر اور عالم روح اور عالم نفس اور آلاء عقل اور خیال کا جامع ہو۔ اور اللہ تعالیٰ خاص کر اسے اپنی رحمت سے جس کو چاہتا ہے اور وہ صاحب فضل عظیم

درجہ اول آنجناب اقدس سرہ کو ولایت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے
مشفہ کیا گیا اور ولایت غنی کا ولایت غنی کے ساتھ اتصال بخشا گیا ہے +

درجہ دوم آنجناب پر ایک سیر سولے سیر آفتی اور سیر نفسی کے مشفہ
کی گئی چنانچہ اس کی تفصیل مکتوبات میں مذکور ہے +

درجہ اول آنجناب کو قطب الاقطاب اور ثلوتبایا ثلوتبایا زمین میں اور
بالے آسمان پر فیض اسی کے توسط سے بشرط عدم انکار پہنچتا ہے کیونکہ منکر محروم
مطلق ہے +

درجہ اول اللہ تعالیٰ نے آپ کے بعض مریدین کو آپ کے طفیل میں درجہ
قطبیت پر پہنچایا +

درجہ اول آپ اقدس سرہ فرستاتے تھے کہ محمد پر مشفہ کیا گیا ہے کہ
پسند میرے فرزندوں کے ہاتھ میں قیامت بقی رہیگا +

واضح ہو کہ آپ کے تمام مراتب شمار حواصل قرب اور احوالہ قریب سے
باہر ہے۔ اس لئے اتنے ہی پر اکتفا کیا گیا۔ اور کسی قدر آپ کے مراتب حضرت شمس میں ہی
جو مکاشفات آنحضرت اقدس سرہ اور آپ کے بعض صفا اور ہی کے حالات میں ہے
ذکر کئے جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ +

حضرت چہارم

آپ کے وظائف طاعات و رحمتوں کے بیان میں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
آنجناب سے سید العزیز کا طریق موسم ہر ما و گرامد سفر و حضر میں یہ تھا کہ
بعد نصف شب کے بیدار ہوتے تھے۔ اور اس وقت کی سنون دعائیں پڑھتے تھے۔
اس کے بعد استنجہ کے لئے تشریف لیجاتے اور بیت اللہ میں چلے جایاں قدم و اُٹل
کرتے اُس کے بعد سیدہ پائوں اور اس وقت کی ادویہ کو نہ پڑھتے اس کے بعد
بغرض استنجائیٹھتے اور زور بایش پائوں پڑھتے پھر کھونج طلاق سے استنجائی
کرتے اس کے بعد پانی سے طہارت کرتے اُس کے بعد اٹھ بٹھتے اور وضو کے لئے

قیار رو بیٹھتے اور کسی سے نہ چلتے۔ آفتاب بائیں ہاتھ میں لیکر اول سید سے ہاتھ پر پانی ڈالتے۔ پھر بائیں ہاتھ پر اس کے بعد دونوں ہاتھ دھو کر دھوئے اور ہاتھ کی انگلیوں میں خال تھیں کی جانب سے کرتے اور کھلی کرنے کے وقت مسواک استعمال فرماتے تین بار جانب راست اور تین بار جانب چپ اور تین بار زبان پر پھلتے اور اگر زیادہ کرتے تو سیدھی طرف کے پیچھے کے دانتوں پر بہر حال آپ ہر وضو میں مسواک بالائتزاز فرماتے اور فراغت کے بعد مسواک کو مسطح کہ کاغذ نامہ کو محفوظ رکھتے ہیں آپ بھی محفوظ رکھتے اور اکثر وضو کے پیر ذکر کرتے۔ آپ کے عیاب مسواک کو گچھی کے پیچھے میں محفوظ رکھتے تھے اور کھلی کا پانی دوڑ پھینکتے تھے اور حیرانہ پانی رو مبارک پر کمال استغناء سے ڈالتے اور پیشانی کے اوپر سے گراتے اور سیدھے ہاتھ کو سیدھی طرف کے رخسار پر کسی قدر پہلے اور بائیں ہاتھ کو بائیں رخسار پر کسی قدر بعد پھیلتے تھے تاکہ ابتداء درست رہت ہو سکے اور چہرہ مبارک کے دھونے کے وقت دستار کچ رکھتے تاکہ رنج رکھی نہ اور وہاں سے وضو یا جائے اور اس طرح سے آپ پانی سے مبارک ڈالتے کہ ایک قطرہ پانی کہ سے یا بدن پر نہ گرتا اور ہر مرتبہ میں باوجود خشکی کے ہاتھ منہ پر پھیلتے کہ کوئی قطرہ باقی نہ رہ جائے کہ کپڑے پر پڑے۔ اس کے بعد سیدھا ہاتھ کسی تکستین مرتبہ دھوئے اور ہر مرتبہ بکر ہاتھ کسی پر پھیلتے تاکہ کوئی قطرہ باقی نہ رہے اسی طرح بائیں ہاتھ پانی انگلیوں کی طرف سے ڈالتے اور وہ پانی کہ مسح کے لئے سیدھے ہاتھ میں لیتے اور اس کو بائیں ہاتھ پر ڈاکو ڈالتے تاکہ زمین سے چھینٹے اڑ کر کپڑوں پر نہ پڑیں اور تمام مسح اگلے حصہ سے پیچھے کے حصہ تک کرتے تھے۔ ہر مطاوعہ پشت اخشت سے کرتے تھے۔ اور طواف ہر کا دونوں تھیمبیوں سے اور ان کو پیچھے سے آگے تک واپس لاتے تھے اس کے بعد اسی پانی سے کانوں کے اندر کا سبابہ سے اور کانوں کے باہر کا باطن خراگشت سے مسح کرتے تھے۔ اس کے بعد پشت کے گردن کا مسح فرماتے اور سیدھے اور بائیں پاؤں کو تین تین مرتبہ دھوتے۔ ہر شخصوں اور پٹیلیوں کے کسی قدر حصہ کے اور ہر مرتبہ اتنی دفعہ ہاتھ پھیرتے کہ خشک ہونے کے فریب ہوتے اور ادغیہ مسنونہ جو برعدہ کی دھونے کے وقت مروی میں ہمیشہ مدت فرماتے اور فراغت وضو کے بعد بھی مسنونہ عائیں

پڑھتے۔ اعتنائے وضو کو کپڑے سے پلو سمجھتے ۛ

اس کے بعد لطیف اور نفیس کپڑے زیب تن فرماتے۔ اور نہایت سنبھل اور دھار
ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعت نماز ادا کرتے۔ اور باقی نماز تہی طویل قرات کے ساتھ ادا کرتے
اکثر دو تین جزو قرآن مجید پڑھ لیتے تھے۔ کبھی علم محویت میں نصف شب سے صبح تک۔
ایک ہی رکعت میں گزار دیتے۔ جب دم عرض کرتا کہ صبح ہو گئی تو رکعت دوم کو
تخفیف سے ادا کر لیتے۔ اور سلام پھیر دیتے ۛ

اکثر اوقات بارہ رکعتیں یا کم و بیش لمبھا وقت ادا فرماتے تھے۔ پھر نماز
کے بعد خشوع و خضوع کے ساتھ مراقبہ و استغراق میں مشغول ہوتے تھے۔ اور دعا
کے بعد تسبیح و تہجد استغفار اور دوسری دعائیں اور درود شریف پڑھتے اور صبح تک
مراقب رہتے۔ یا کلمہ طیبہ میں مشغول رہتے۔ اور قبل صبح موافق سنت نبوی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کسی قدر خواب فرماتے تا کہ نبی امین التوہین واقع ہو۔ اور قبل صبح بیدار
ہو کر وضو کر کے گھر میں ادا فرماتے۔ اس کے بعد جانب قبلہ ہو کر دست راست
زیر رخسارہ راست رکھ کر خواب کرتے۔ معاً اٹھ کر متوجہ مسجد ہوتے ۛ

آخر زمانہ میں اس استراحت کو بھی ترک فرما دیا تھا۔ پھر خود امامت فرماتے
اور طویل سورتیں پڑھتے اور بجانب قوم یا راست دیا چپ مڑ کر دعا کے لئے ملاحظہ
اٹھاتے اور دعا کے بعد دونوں ہاتھ اپنے منہ پر پکیے لیتے تھے ۛ

مریدوں کے ساتھ صلوٰۃ ذکر میں بیٹھتے اور شغل باطن میں مشغول ہو جاتے
۔ یہاں تک کہ آفتاب بقدر ایک نیزہ کے بلند ہو جاتا تا شام حلقہ میں کبھی حافظ صاحب
سے قرآن مجید کو سماعت فرماتے۔ اس وقت نماز اشراق طویل قرات سے ادا کرتے
اور پھر دو رکعت ہلکی ادا کرتے۔ اس کے بعد دعا و استخارہ اور تہجد ادویہ یا ثورہ موثیہ
پڑھتے تھے۔ اس کے بعد نفلت میں جاتے۔ اور مقتصدہ حال کبھی تلاوت قرآن مجید
اور کبھی ختم کلمہ طیبہ میں مشغول ہوتے تھے۔ اور کبھی طلبیوں کو الگ الگ طلبہ کے
ہر ایک کی احوال پرسی کرتے۔ اور موافق حال ہر ایک کو ارشاد فرماتے تھے۔ اکثر ایسا
ہوتا کہ ان کے حالات موجودہ و آئندہ بیان فرماتے۔ اور تفصیل اس کی شرح فرماتے
اور ان کی تربیت فرماتے تھے۔ اور انہما مقامات و کیفیات و ارادات سے آگاہ

فرماتے تھے۔ اور کبھی غلامین احباب کو طلب فرما کر اپنے اسرارِ خاصہ اور معارفِ مشکوٰۃ بیان فرماتے تھے۔ اور اسرار کے پوشیدہ رکھتے میں نہایت سعی فرماتے۔ اور اثناء بیان معارف میں محسوس ہوتا کہ انقاء و اعطاء و حال فرما رہے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا کہ جب معارفِ علیہ آپ کی زبان مبارک سے سُنتے تو حضرت کی طرف توجہ سے ایسی وقت اپنے آپ کو اس معرفت سے متصف پاتے۔ حضرت کی صحبتیں اکثر اصحاب اور غیر اصحاب کے ساتھ خاموشی کی ہوتی تھیں۔ اور مریدوں کو حضرت کے رعب و ہشت کی وجہ سے اس کی جرأت نہ ہوتی کہ دم لے سکیں۔ حضرت کی نگین اس درجہ تھی کہ باوجود نوار و دو تکاثر اور ارادتِ منلوٰۃ نہ مختلف کے ہرگز آپ سے کوئی اثرِ نقیون کا ظاہر نہ ہوتا تھا۔ جوش و خروش اور نعرہ و فریاد کبھی آپ سے نہ دیکھے گئے مگر اتفاقاً بعض اوقات آپ میں کیفیتِ گریہ پیدا ہوتی۔ اور پانی آنکھوں میں بھر آتا۔ اور کبھی اثناءِ تذکرہ حقائق میں آپ کے رخساروں کے رنگِ منقون دیکھا گیا ہے۔

اب ہم اصل کلام کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جب صحوہ کبریا ختم ہو جاتا تو نماز چاشت کی آٹھ رکعتیں ادا فرماتے۔ اور پھر کھانا تناول فرماتے۔ کھانے کے وقت دیکھا گیا ہے کہ اکثر وقت درویشوں اور خادموں اور عزیزوں میں کھانا تقسیم فرمانے میں بہت سا وقت گزر جاتا۔ اس اثنا میں کبھی سیر انگشت ایک آدھ نوالے لیتے اور کبھی ہاتھ طبق پر پہنچا کر منہ میں لیجاتے اور صرف اٹھ چمکھ لیتے۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا کہ گویا آپ کو کھانے کی حاجت نہیں ہے۔ صرف اس لئے کھاتے ہیں کہ کھانا سنت ہے انبیاء نے ترک نہیں کیا ہے۔ کھانے کے وقت آپ کی نشست موافق سنت ہوتی کبھی دو توڑاٹھا لیتے اور کبھی سیدھا پاؤں بائیں پاؤں پر اور زانو سے راست زانو سے چپ پر رکھتے تھے۔ فراغت طعام کے بعد اس وقت کی ادعیہ سنو نہ تلاوت فرماتے۔ اور کھانے کے بعد فاتحہ دینا رسوم عوام کے موافق آنجناب سے مروی نہیں ہے کہ سنت نہیں بعد از طعام حکم سنت نبی ادا فرماتے۔ اتنے میں آفتاب کا سایہ پھر جاتا اور مؤذن اذان کتا۔ مؤذن کا لفظ اللہ اکبر۔ اس آپ کی یہ ادبی ایک تھک ہوتی تھی بے پشت بے بقوت تمام فوراً اٹھ جاتے۔ اور اس میں سرگز تاخیر نہ ہوتی تھی

اور سماع اذان کے وقت ہر کلمہ اذان کا اعادہ فرماتے۔ مگر حیعلتین کے وقت لا حول پڑھتے تھے۔

سماع اذان کے بعد دعا پڑھ کر فوراً اُٹھتے۔ اور وضو فرماتے اور انہیں کپڑے زیب تن فرما کر برآمد ہوتے تھے۔ اولاد اور رکعت نماز تھینا مسجد کی ادا فرماتے اس کے بعد چار رکعتیں سنت مؤکدہ ظہر ادا فرماتے۔ اتنے میں تکبیر اقامت ہوتی۔ خود امام ہوتے اور قرأت میں طوالت مفصل سورتیں پڑھتے۔ فرضوں کے بعد صرف دعا اللہم انت السلام و منک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاكرام پڑھ کر برخاست فرماتے اور دو رکعت سنت مؤکدہ ادا فرماتے پھر چار رکعت سنت زائد ادا کرتے۔ پھر سنتوں میں بعد ادا اسے فرض کے تلاوت فرماتے۔

اس کے بعد جانب قوم متوجہ ہو کر بیٹھتے اور مریدین حلقہ کرتے اور حفظاً قرآن مجید پڑھتے اور آپ دوستوں کے ساتھ متوجہ و مراقب رہتے۔ اس کے بعد ایک دو سبقوں کا درس دیتے۔

اتنے میں عصر کا وقت ہو جاتا۔ نیا وضو کرنے کے لئے آپ برخاست فرماتے بعد گزرنے دو شل اور سایہ صلی کے عصر کے اول وقت مسجد میں تشریف فرما ہوتے۔ اور دو رکعت تھینا مسجد اور چار رکعتیں سنت عصر ادا فرماتے۔ اس کے بعد تکبیر ہوتی اور جماعت کثیر کے ساتھ فرض ادا ہوتے۔ اس کے بعد ادھیس نو تلاوت فرماتے۔ اس کے بعد کبھی رو بہ جانب قوم ہو کر بیٹھتے اور مریدین حلقہ کرتے اور حفظاً قرآن مجید پڑھتے اور انجناب و اصحاب مراقب رہتے۔ اس اثنا میں احوال اصحاب کی طرف باطناً متوجہ ہوتے۔ اور ان کی ترقی کے لئے توجہ فرماتے اور کبھی دوسرے اعمال صالحہ میں مشغول ہو جاتے۔

اس کے بعد اول وقت نماز مغرب ادا کرتے۔ پھر دو رکعتیں سنت مؤکدہ پڑھ کر تھینا مسجد ادا کرتے۔ اس کے بعد چھ رکعتیں اوایین تین سلام اور قرأت طویل کے ساتھ ادا کرتے۔ اور اکثر قرأت اوایین میں سورہ واقعہ اور سورہ اخلاص پڑھ کر تلاوت فرماتے۔

نماز عشا شفیق کی سفیدی دور ہونے کے بعد کہ امام عظم رضی اللہ عنہ کے

پاس شفق اسی کو کھا گیا ہے۔ اور وقت شفق علیحدگی یہی ہے۔ مسجد میں آتے تھے۔
 اولاً دو رکعت نماز تھی۔ المسجد پڑھتے۔ پھر چار رکعت سنت یا دو رکعت سنت اور
 فرماتے تھے۔ پھر چار رکعت فرض باجماعت اور اگر صرف دعائے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ
 السَّلَامُ پڑھ کر یہ خواست فرماتے۔ اور دو رکعت سنت مؤکدہ ادا کر کے چار رکعت
 مستحب اور فرماتے تھے۔ اس کے بعد وتر ادا کرتے۔ پھر سورۃ الحمد سبحان تلاوت
 فرماتے اور کبھی چار رکعت بعد فرض میں سورۃ سجدہ اور سورۃ تبارک التلوی
 اور سورۃ قل یا ایہا الکافرون اور قل هو اللہ پڑھتے تھے۔ اور کبھی خسرواقل
 پڑھتے۔ اور قرأت وتر میں اکثر سیم اسم اور قل یا ایہا الکافرون اور
 قل هو اللہ تلاوت فرماتے۔ اور دعا قنوت حنفی و شافعی کو جمع فرماتے۔ اور دو نوکے
 جمع کرنے کو افضل فرماتے تھے۔ وتر کے بعد اولاً دو رکعت بیٹیکہ ادا فرماتے تھے اور
 سورۃ اِذَا زُلْزِلَتْ ادا فرماتے اور قل یا ایہا الکافرون قراءت فرماتے۔ مگر
 آخر میں ان دو رکعتوں کی مداومت ترک فرمادی تھی۔ اور فرماتے کہ اس میں افتادات
 اور دو سجدہ کے بعد وتر کے متعارف ہیں۔ آپ نہیں کرتے تھے۔ کہ علماء اُس کی کمرہیت
 کے قائل ہیں۔ وتر کبھی اول شب میں ادا کرتے تھے اور کبھی آخر شب میں نماز تہجد کے
 بعد پڑھتے تھے۔ کہ بربنا و ارشاد نبوی علیہ الصلوٰۃ و السلام ایک بات میں دو وتر
 نہیں ہیں *

موتے وقت سورہ اور آیات اور تسبیحات اور ادعیہ سنو نہ پڑھ کر آرام
 فرماتے۔ اس طرح کر رہے تھے اور سید صالحہ سید سے رخصت ہونے کے پہنچے رہتا تھا
 آنجناب قدس سرہ کا خواب باصواب کامل حضور و مراقبہ اور وصال
 اور شاہدہ جمال تھا عجیب خواب تھا کہ بیداری سے بہتر تھا
 قدس سرہ۔ فرماتے تھے کہ حکم التَّوَمُّرِ اَخِ الْمَوْتِ وقت خواب جو
 حالت ظاہر ہوتی ہے حالت بیداری سے بہتر ہے۔ اگر عقلمند دیکھ عقل اس نکتہ
 تک نہیں پہنچ سکتی۔ اسی طرح کہ جو حالت وقت موت ظاہر ہوتی ہے۔ وہ حالت خواب
 سے بہتر ہے اور جو حالت کہ قبر میں ظاہر ہوتی ہے وہ حالت موت سے بہتر ہے۔
 اور جو حالت کہ برزخ کبریٰ میں ظاہر ہوتی ہے ان تمام حالات سے بہتر ہے۔ اور جو

حالت کہ بہشت میں چل ہوگی۔ وہ ان سب سے بہتر ہے ۴

آخر عشرہ رمضان میں مسجد میں معنکف ہوتے تھے۔ اور عشرہ ذی الحجہ میں عزالت اختیار فرماتے اور اس میں اولے عبادات و اذکار و صیام میں حرص کامل فرماتے اور رؤ کثرت سے پڑھتے تھے۔ اور جموں کی راتوں میں مریدوں کے ساتھ صنفہ کر کے حضرت نبی کریم علیہ السلام پر درود بھیجتے تھے۔ اور نماز جمعہ و عیدین میں حاضر ہوتے تھے۔ بعد نماز جمعہ چار رکعت سنت کے بعد فرض نماز ظہر پڑھتے آخر ظہر بدیں نیت کہ پایا میں نے وقت اس کا اور نہ ادا کیا تھا اس وقت تک بحفاظ احتیاط ادا فرماتے تھے کیونکہ سبب انطا جمعہ لبقول بعض فقہاء نہیں پائی جاتی ہیں ۴

اور یکمیر عید الفطر رستہ میں باجمہر کہتے تھے عشرہ آخر ذی الحجہ میں صلوات انخسوع اور انقطع عن نطق اور صیام و قیام شب اختیار فرماتے تھے۔ اس عرصہ میں بال اور ناخن حجاج کے ساتھ شہریت پیدا کرنے کے لئے نہیں کترواتے تھے۔ مگر یہ بول کہ عرفہ کے روز صحرائیں بایش اور دو رکعت نماز سر بر ہنہ شہریت حجاج کی وجہ سے ادا کریں حضرت اس پر عمل نہیں فرماتے تھے۔ اور عشرہ ذی الحجہ میں روزانہ نماز عشا میں اور نماز فجر کی رکعت دوم میں سورہ فجر تلاوت فرماتے تھے۔ اسی طرح اس ماہ کے ختم میں نماز کسوف اور خسوف ادا فرماتے تھے ۴

نماز تراویح میں سیس رکعتیں مفرد حضرت بنی طہیمان تمام ادا کرتے تھے اور ہذا میں تین قرآن مجید سے کم ختم نہیں کرتے تھے۔ اور ہر چار رکعت تراویح کے بعد تین بار سبحان ذی الملائکۃ و الملوکیۃ پڑھتے تھے۔ اور دنوں میں حفظ قرآن فرماتے اور ہمیشہ دل سے تلاوت کلام مجید میں مشغولیت رکھتے تھے۔ اور حلقات ذکر میں بھی سماع قرآن جاری رہتا تھا۔ اور نماز وغیرہ میں قرات کے وقت قرآن مجید اس طرح پڑھتے کہ گویا ضمن لفظ ادا و معانی فرما رہے ہیں۔ انجنا کے طریقہ قرات سے سامعین پر ہوا ہو جاتا تھا کہ اسرار قرآنی اس محبوب بجان پر نائض ہو رہے ہیں۔ اکثر لوگ جو مریدوں میں داخل نہ تھے کہا کرتے تھے کہ انجنا اس طرح قرآن مجید تلاوت فرماتے ہیں کہ گویا الفاظ آپ کے دل سے نکل رہے ہیں کبھی آواز میں رعایت غنائی نہ فرماتے تراویح میں تمام سامعین کو غنودگی پیدا ہوتی تھی۔ سوائے انجنا کے کہ تمام قرآن مجید

کھڑے ہو کر ماعت فرماتے تھے۔ اور غنودگی برگزیدہ پیدا ہوتی تھی +
ایک روز خفیر مؤلف نے عرض کیا کہ یہ حضرت کی کرامت ہے کہ غنودگی نہیں
ہونے پاتی۔ فرمایا کہ دریا سے برابر قرآن کی سنتاوری آجھ بند کرنے کی فرصت نہیں
دیتی ہے +

سفر میں منزل پہنچنے تک تلاوت قرآن فرماتے تھے۔ اور جب آبِ مسجد آتی
تو فوراً گھوڑے سے اتر کر زمین پر سجدہ کرتے تھے۔ تسبیحات رکوع و سجود تنہائی
میں پانچ سے سات تک بلکہ نو یا گیارہ مرتبہ تک پڑھتے۔ اور کبھی تین بار اقتصار
فرماتے۔ بمقتضائے احوال و اوقات۔ حالت امامت میں اکثر چار مرتبہ پر قصر فرماتے
تھے تاکہ مفقہدی تین دفعہ الطمینان سے کر سکیں۔ چند روز تک امامت میں پانچ
مرتبہ تسبیح رکوع و سجود میں فرمایا کرتے تھے۔ مگر بارگاہِ حق جل و علا سے ماعت ہوئی
اس کے بعد سے چار مرتبہ پر اقتصار فرمانے لگے۔ احتیاط آپ کی اس پر یہ تھی۔ کہ
سنت نبوی علیہ السلام میں کمی نہ پیدا ہو سکے۔ اسی طرح سنت نبوی پر یادتی
کرنے سے بھی احتیاط فرماتے تھے۔ اور سوائے تراویح و نماز کسوف کے اور کوئی
نماز نفل جماعت سے ادا نہ فرماتے تھے۔ اور اس کو مکروہ جانتے تھے۔ اسی طرح کہ
جو لوگ روزِ عاشورا اور شبِ قدر اور شبِ برات اور لیلۃ الرغائب میں نماز نفل
یا جماعت پڑھتے ہیں آنجناب سختی کے ساتھ ان کو منع کرتے تھے اور اس کو خلاف
سنت فرماتے تھے۔ اور جو لوگ نماز تہجد یا جماعت ادا کرتے ہیں آپ ان کی تشبیح
فرماتے تھے۔ اور ہر کام کا آغاز نمازِ استخارہ سے فرماتے اور کبھی صرف عاستخارہ پر
اکتفا فرماتے تھے۔ ترشہد میں انگشتِ شہادت سے اشارہ دیتے تھے۔ کہ مذہبِ حنفی
میں مکروہ کہا گیا ہے۔ اگرچہ کہ علماء سنت کا ایک گروہ اس طرف بھی گیا ہے۔
کہ جب مابین سنت و کرامت کوئی مردِ واقع ہو تو اس کا ترک کرنا اولیٰ ہے۔ مگر آنجناب
کبھی کبھی بمقتضائے عادیثِ نوافل میں اشارہ فرماتے تھے تاکہ عمل متروکِ مطلق نہ ہو جائے
اور قانع برائے ایصالِ ثواب اور ارواحِ اموات اور برائے اقتصائے مشکلات کہ
اسے واضح ہو کہ نماز کے بعد نماز ایصالِ ثواب موقیٰ آجھ فرماتے تھے۔ ویسے ہمیشہ فاتحہ ایصال کرتے تھے۔
جیسا کہ اس وقت تک آپ کے طریقہ کے بزرگوں کا معمول ہے +

بعد زمانہ کے عادت شائع کے ہو گئی ہے۔ آپ نہیں پڑھتے تھے۔ اور دفع امراض کیلئے
توجہ باطنی فرماتے تھے۔ اور اس کے آثار ظاہر ہوتے تھے۔ چنانچہ آپ کی کرامات میں
مذکور ہے۔ زیارت قبور کے لئے جاتے تھے۔ اور استغفار و دعا کے مسئلہ نہایت
تھے۔ اور رفع عذاب اور ترقی درجات اموات کے لئے توجہ باطنی فرماتے تھے۔
چنانچہ آپ کے مکاشفات میں مذکور ہے۔ قبور کی بوسہ بھی مستحسن خیال نہیں فرماتے تھے۔
مگر کبھی کبھی قبور والد ماجد اور پیر دستگیر کو ہاتھ لگاتے تھے۔ اور دعوت خاص کو
قبول فرماتے۔ اور دعوت عام میں نہیں جاتے تھے۔ اور مجالس سرود و سماع اور مولود
خوانی میں نہیں حاضر ہوتے تھے۔ اور ترک ذکر جہر کو اعلیٰ خیال فرمایا کرتے تھے۔ اور
خواص بشر یعنی انبیاء اولیاء خواص ملک پر فضیلت دیتے تھے۔ اور نبوت کو ولایت
افضل فرماتے تھے۔ خواہ ولایت نبی کیوں نہ ہو۔ اور غلبہ صحو کو غلبہ سُکر پر ترجیح دیتے
تھے۔ اور صحو خالص کو نصیبِ عم کا الانعام فرماتے تھے۔ اور دلی عشرت کو کو نافع و مادی
خانی ہے۔ ہزار اولیا عزت پر جو کہ صحرا و کوہ میں اپنی جان کی سلامتی مناسب ہو
بہتر جانتے تھے۔ اور تمام صحابہ کو تمام اولیا امت پر افضل فرماتے تھے۔ اور شجرت
صحابہ کو خطہ اجتہادی پر معمول فرماتے تھے۔ اور ان کو ہوائے نفسانیر سے میرا جانتے
تھے۔ +

ایک دہ ایک جوان صلح انجناب قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور
عرض کیا کہ میں بُرہان پور سے آ رہا ہوں۔ حضرت شیخ محمد فضل اللہ نے آپ کی خدمت
میں دعوات مخلصانہ عرض کی ہیں۔ اور کہا ہے کہ لوگوں میں مشہور ہو گیا ہے کہ آپ نے
مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ میرا مرتبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مرتبہ سے افروز
حقیقت اس قول کی کیا ہے؟

حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ جب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کبھی کمالاً
و فضائل سے تنصیف تھے اور حق پر فضیلت نہیں دیتا ہوں۔ تو پھر اپنے آپ کو
ان پر کیوں کر فضیلت دے سکتا ہوں۔ معرفت حق اس شخص پر حرام ہے جو اپنے
آپ کو کافر و فرنگ سے بہتر جانتا ہو۔ تو اکابر دین سے کیا نسبت ہو سکتی ہے؟
انجناب قدس سرہ نے بعض مریدین صاحبِ حال کو کہ انکی صحبت سے طلبہ کو

اور وہ ادعیہ کہ ابتدائے سفر کے لئے مروی ہیں، پڑھتے تھے۔ اسی طرح منزل پر پہنچنے کے وقت اور واپس سے روانگی کے وقت ادعیہ مرویتِ تواتر فرماتے تھے۔ اور نیز نیا کپڑا پہننے اور بانی پینے اور کھانا کھانے اور چاند کے دیکھنے اور آئینہ دیکھنے کے وقتوں میں پڑھتے تھے۔ آپ کے وظائف روز و شب بیان کر دئے گئے۔ اب ہم آپ کی صفت نماز بیان کرتے ہیں:-

وقتِ تحریر دونوں انگوتھے کانوں کے اوپر پہنچا کر اور ہاتھ کی انگلیوں کی بحالت موجودہ بغیر کھولنے یا بند کرنے کے جانبِ قبلہ کر کے اللہ اکبر کہہ کر نیچے لائے تھے۔ اور بغیر ہاتھ چھوڑے سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر اس طرح سے باندھتے تھے۔ کہ چھن انگلیہ اور انگوتھے بطور حلقہ کے ہو جاتے اور بیچ کی تین انگلیاں بائیں ہاتھ کی پشت پر دراز ہو جاتیں۔ اور دونوں پاؤں میں کھڑے ہوتے وقت چار انگل کا قاعہ رہتا تھا۔ اور دونوں پاؤں پر برابر بوجھ ڈالتے تھے۔ اور کسی ایک پاؤں پر بوجھ ڈال کر دوسرے پاؤں کو آرام نہیں دیتے تھے۔ اور قیام میں مقامِ سجدہ پر نظر رکھتے تھے۔ اور قرأت میں استسگی اور تسبیح اور معانی و اسرار قرآنی میں غور و خوض اور خضوع کے ساتھ توجہ کرتے تھے۔ اس کے بعد تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جاتے اور نظر قدم پر رکھتے۔ اور سر پشت کے ساتھ برابر سیدھی رکھتے اور زانو کو ہاتھ کی انگلیوں سے مضبوط پکڑتے تھے۔ زانو میں کسی طرح کا جھکاؤ نہ ہوتا تھا۔ اس کے بعد بقدر تسبیح قیام فرماتے تھے۔ اور تنہائی میں سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَ اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کو جمع فرماتے تھے۔ اور حالتِ امامت میں صرف سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَ اور حالتِ اقتدار میں رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ پڑھتے تھے اور دونوں سجدوں میں بقدر ایک تسبیح جلسہ فرماتے تھے۔ اور سجدہ میں نظر نرمہ بینی پر رکھتے تھے۔ اور شکم کو زانو سے اور زانو کو بازو سے ملحدہ رکھتے تھے اور تمام مواضع اور اعضا سجدہ پر قوتِ برابر کرتے تھے۔ اور حال اور منزل کہ آنجناب کو حالتِ رکوع اور سجدہ میں حاصل ہوتی تھی۔ وہ آپ ہی کو معلوم ہوتی تھی۔ اور قعدہ یکشہد میں دونوں پاؤں کی انگلیوں کو متوجہ قبیلہ اور نظر کنار پر رکھتے تھے۔ نشانِ خضوع و خشوع غلبہ باطن سے آپ کے ظاہر پر ہویدا ہوتا تھا۔ آپ کے اصحاب

صورت نماز میں آپ کی اتباع کرتے تھے۔

فقیر مؤلف آپ کے سلسلہ خدام میں داخل ہونے سے قبل کبھی کبھی نماز مسجد میں آپ کی مسجد میں کیا کرتا تھا۔ اور آپ کی اولیٰ نماز کو دیکھ کر بے خود ہو جاتا تھا۔ اذیقین کرتا تھا کہ آپ ہمیشہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سجدت رکھتے ہیں اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقہ نماز کو دیکھتے ہیں۔ اور اسی کے مطابق نماز پڑھتے ہیں یوں تو فقیر نے اور بھی علماء اور شاغبین کو دیکھا ہے۔ ایسی کئی نماز نظر نہ آئی۔ ہمیشہ وقت کے اول نقص میں نماز ادا کرتا اور ایک ہی طریقہ سے ادا کرتا عجوبہ رنڈ گارہے کبھی ہم نے نہ دیکھا کہ اپنے وقت سے ایک لمحہ کا بھی تجاوز ہوا ہو یا طریقہ ادا نماز میں کبھی قیام یا بیسے یا ادب نماز میں کئی طرح کا تفاوت ظاہر ہو۔ آپ کی نماز عظمیٰ کرامات تھی کہ خرق عادت اور عرف عالم کرتی تھی۔ یا ہر ہویدا ہے کہ ہمیشہ ایک ہی طرز پر یا کسی رنج و مشقت کے نہایت قلیل و توقیر و تمکین و وقار اور خشوع و انحرار کے ساتھ نماز ادا کرنا کمال قوت اربع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی توبہ و توبہ و توبہ و توبہ و توبہ و توبہ ہے۔ فقیر تو کیا ایک جماعت کثیر کو آپ سے اعتقاد اور ارادت کا باعث آپ کی نماز ہوئی ہے۔

ماہ رمضان میں مسجد میں مستبیں پھپھائی جاتیں اور تہذیب کے بارے میں اور اس زمانہ میں صحابہ و مریدین و مشرشدین و تہذیب کے بارے میں حاضر ہوتا تھا۔ اور تراویح و ختم قرآن میں قیام و تہذیب کے بارے میں سحر میں تاخیر کی کوشش کرتے تھے۔ حتیٰ الامکان روزانہ بیت الخلاء میں نہیں پڑھے۔ کہ پانی سے استنجاء کرنے سے خوف میں پانی داخل ہونے کا احتمال ہے۔ اور کسی روز تہذیب کرنے کا اتفاق ہو جاتا تو احتیاطاً اس روزہ کی قضا کرتے تھے۔ اور روز و شب میں قرآن شریف کی تلاوت کرنے اور اس کے سننے کی عادت فرماتے تھے۔

اور ادا کرتے وقت میں ایک نہ تہذیب کے بارے میں سننے کی عادت فرماتے تھے۔ اور ختم سال کا استغفار فرماتے تھے۔ اور تہذیب کے بارے میں سننے کی عادت فرماتے تھے۔ اور بیوگان اور اقرباء اور قریب و دور کے بارے میں سننے کی عادت فرماتے تھے۔ اور حضرت نے ارادہ فرمایا۔ مگر اندر سے یہ تہذیب مشتاق مچ رہتے تھے اور

اسی شوق میں جہان سے سفر فرمایا کہ ارادہ حج مصمم ہوتا ہے اور استخارہ اجازت نہیں دیتا ہے۔ اور یہ سفر منظور الہی معلوم نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی آپ کی ایک کرامت ہے کہ آخر تک ارشاد کے مطابق اتفاق حج نہ ہوا۔

خلق اور تواسع اور خلق خدا پر شفقت اور رضا و تسلیم یہ رجب کمال رکھتے تھے۔ آپ کے متوسلین کو حکام ستمگار سے بہت بہت تکلیفیں پہنچیں۔ مگر آپ کی رضا اور تسلیم نے کبھی اس کی شکایت ظاہر نہ کی۔ جب کوئی بزرگ آپ کی ملاقات کیلئے آتے تو آپ نور ان کی تعظیم کے لئے اٹھتے اور ان کو صدر مجلس میں جگہ دیتے اور ان کے لائق گفتگو فرماتے۔ کفار کی تعظیم اگرچہ صاحب حکومت کیوں نہ ہوں مگر نہیں فرماتے تھے۔ بہر شخص سے ابتدا اسلام فرماتے معلوم نہیں کہ کوئی شخص سلام میں آپ پر سبقت کر سکا یا نہیں۔ حقوق ذی رحم کی رعایت میں نہایت گوشش فرماتے۔

اور جب کسی کی وفات کی خبر سنتے تو اس سے عہد لیتے اور افسوس کرتے اور کہتے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ پڑھتے۔ اور نماز جنازہ کے لئے تشریف لاتے اور دعا و فاتحہ سے امداد کرتے تھے۔

آپ لباس یہ تھا۔ کہ قمیص پہنتے تھے جس کا دو نوکاندھوں کی طرف سے گریبان کھلا ہوتا تھا۔ پھر اس کے اوپر عبا پہنتے۔ مگر گرمی میں صفت کرتے پر اکتفا فرماتے اور دستار کو باندھنے میں اس کو سر پر چکر دیتے چنانچہ سنت بھی یہی ہے۔ اور دو نوکاندھوں کے درمیان بطور رد مال کے ایک سفید کپڑا لٹاتے تھے۔ مگر استنجہ اور پیشاب کے وقت آپ کمر باندھتے تھے۔ اور پانچیاں ٹخنوں سے اونچا پہنتے تھے۔ اور جمعہ و عیدین میں لباس زیادہ عمدہ زیب تن فرماتے تھے۔ جب نیا کپڑا پہنتے تو پہلے کپڑے کو کسی درویش یا خادم یا مسافر کو دے دیتے۔ پچاس ساٹھ درویش بلکہ قریب سو نفر کے علما اور عرفا اور شاخ و حفاظ اور اشراف و سادات آپ کی خدمت میں رہتے تھے۔ اور سب کو کھانا خدمت کے باور چھاندے ملتا تھا۔

حضرت ششم

(آپ کے مکاشفات میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مکاشفہ - ایک رات آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصحاب عالی درجات اور درویشانِ اربابِ مقامات کے ہمراہ زیارتِ مزار پر انوارِ امام رفیع الدین کے لئے تشریف لے گئے۔ امام صاحب موصوف آپ کے ابدادِ اعجاو اور خلفاءِ حضرت سید جلال الدین قدومِ جانیوں سے تھے۔ آپ بہت دیر تک امام صاحب علیہ الرحمۃ کی قبر کے مقابل مراقب اور متوجہ رہے۔ اور وہاں سے واپسی میں اصحابِ سرار سے فرمایا کہ میں جب مقابلِ مزارِ امام صاحب کھڑا ہوا اور بارگاہِ بیچونِ جنتِ عظمت میں توجہ کی اور عرض کیا کہ خدایا ان مزارات کے اموات پر رحم فرما۔ اور اُن سے عذاب اٹھالے حکم ہوا کہ تمہاری درخواست پر ایک مغفہ کے لئے اس گورستان سے عذاب اٹھایا گیا۔ میں نے عرض کیا کہ خدایا تیری رحمت کی انتہا نہیں ہے مغفرت میں اور افزائش فرما قرآن نازل ہوا کہ تمہارے التماس پر ایک ماہ کے لئے ان قبروں سے ہم نے اپنا عذاب اٹھایا پھر میں نے نہایت الحاح کے ساتھ التجا کی۔ تو خطاب آیا کہ چونکہ تم نے پھر اس جماعت سے رفعِ عذاب کے لئے ہماری بارگاہ میں التماس کی ہے اس لئے ہم نے اُن کو بخش دیا۔

مکاشفہ - ایک دُر آپ اپنے والد ماجد کی زیارتِ قبر کے لئے تشریف لیگئے۔ وہاں خیال آیا کہ حدیثِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں آیا ہے کہ جب کوئی عالم کسی مقبرہ پر گزرتا ہے تو چالیس روز تک عذاب اس مقبرہ سے اٹھایا جاتا ہے۔ فوراً الہام ہوا کہ تیرے آنے کی وجہ سے قیامت تک اس مقبرہ سے ہم نے عذاب اٹھ لیا۔

مکاشفہ - ایک دُر آنجناب قدس سرہ زیارتِ امام رفیع الدین علیہ الرحمۃ کے لئے گئے تھے۔ اور اس مقبرہ میں ایک عورت حضرت کی قرابت دار اور زوجہِ فوق بھی مدفون تھی۔ حضرت زیارتِ امام سے فارغ ہو کر اس عورت کی زیارت کیلئے آئے۔

اور اُس کی قبر کے مقابل دیر تک کھڑے رہے۔ اُس وقت آثارِ خضوع و خشوع رخسارہٴ
 آنجنابِ قدس سرہ پر پیدا تھے۔ اور کچھ دیر کے بعد نازگی اور سرور و رونمائی پر
 ظاہر ہوا۔ جب مکان پر تشریف لائے۔ تو بعض محرمین اسرار نے دریافت کیا کہ
 اتنی دیر تک قبر پر ٹھہرنے اور رخسارہٴ مبارک پر اولاً آثارِ الم و زردی ظاہر ہونے اور
 پھر دیر کے بعد آثارِ مسرت اور سُرخی ہو پیدا ہونے کا سبب کیا تھا۔ فرمایا کہ جب
 میں اس قبر پر پہنچا اور اُس کو معذرت بکھا تو متوجہ ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ دفعِ عذاب
 کی کوئی صورت نہیں ہے۔ میں اپنے آبا و اجداد کی رودحوں کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ
 سب تشریف لائے۔ مگر دفعِ عذاب نہ ہوا۔ اس لئے میں نے ارواحِ عالیات حضرت
 نوح جگن قدس سرہ سے اسرارِ ہم کی طرف توجہ کی وہ بھی تشریف لائے مگر دفعِ
 عذاب حاصل نہ ہوا۔ پس میں بسندِ ہزارین متوجہ ہر گاہ محمدی علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ
 و السلام ہوا۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرت علیہ السلام و ائیتہٴ نخبہٴ نبوت پر سوار تشریف
 لائے۔ وردِ تخت محمدی اور دفعِ عذاب و فو کا م ایک ہی ساتھ واقع ہوئے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ مجھے رحمت پہنچائے جس طرح کہ تو نے
 مجھے رحمت پہنچائی۔ اُس وقت آثارِ رحمت چہ بہ چہ بہ ظاہر ہونے لگے۔

مکا شفقہ ایک روز آنجنابِ قدس سرہ نے برسبیلِ تذکرہ فرمایا کہ جب نظر
 کشفی و ذرائی جاتی ہے۔ تو مشائخِ سلسلہٴ قادریہ میں بعد حضرت غوثِ ثقلین رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کے شل شاہ کمال کیتھلی علیہ الرحمۃ اور کوئی شخص نظر نہیں آتا ہے۔

مکا شفقہ ایک روز آنجنابِ قدس سرہ صبح کے حلقہ میں تشریف فرما تھے۔
 اور استغراق و توجہ اور مراقبہ میں مشغول تھے کہ شاہِ سکندر قدس سرہ تشریف لائے
 اور فرمودہ تیر کہ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ ووش آنجناب پر ڈالا۔ آنحضرت نے
 آنکھ کھولی اور شاہ سکندر کو دیکھ کر اُسے اور نہایت تواضع کے ساتھ معاف کیا۔ شاہ صاحب
 موصوف نے فرمایا کہ میرے دادا حضرت شاہ کمال علیہ الرحمۃ نے بوقتِ وصال بیتہ
 متبرکہ میرے سپرد کیا اور فرمایا کہ یہ میری امانت تھا میرے پاس رہے گی میں تم کو جن کا پتہ
 بتلاؤں۔ بیان کو پہنچا دینا۔ اب چند مرتبہ حضرت نے معاملہ میں مجھے ارشاد فرمایا کہ یہ
 بیتہ میرا ہے سپرد کروں۔ مجھ پر نہایت شاق ہوا کہ حیدر گوار کا خرقہ تیر کا اور اپنے

کھڑکی نعمت باہر والوں کو س طرح سے دوں۔ لیکن چونکہ نہایت تاکید اور سختی سے حکم دیا گیا ہے۔ اس لئے بے اختیار لے کر آیا ہوں۔ آنجناب نے وہ جیہ تیر کہ پس لیا اور نفلوت میں تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ کو یہ خیال گذر کر شاخین میں یہ ایک مقام قرار پا گئی ہے۔ کہ جو کسی کو چاہتے ہیں کچھ لباس عطا کر کے اس کو اپنا خلیفہ بنانیتے ہیں۔ حالانکہ اہم ضروری تھا۔ کہ اور خلعت معنوی پہنانے اور احوال و کمال کا آپ زلال پلاتے۔ تب کہ میرا اس کو اپنا خلیفہ بناتے ۛ

اس اثنائ میں نے دیکھا کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہرہ جمیع صفات ہند مع شاہ کمال قدس سرہ تشریف لائے اور میرے کام میں تصرف فرمایا اور میرے دل کو اپنے تصرف میں لائے۔ اور اپنی نسبت خالصہ کے اسرار و اتوار عطا فرمائے۔ اور میں اس دیباچے انوار میں غرق ہو گیا۔ اور خواصی میں مصروف ہوا۔ اس حالت میں ایک ساعت گذر گئی۔ عین ان غلبات احوال میں مجھے خیال ہوا کہ تو تربیت یافتہ کا بہرہ نقشبندیہ کا تھا۔ اب یہ سوت پیدا ہو گئی ہے۔ بجز اس خیال کے میں نے دیکھا کہ مشائخ سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ عبدالغنی نقشبندی قدس سرہ سے لیکر حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ سرار ہم تک تشریف لائے۔ اور حضرت خواجہ زکریا سید بہاؤ الدین قدس سرہ نہایت اوبے ساتھ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے پیرو میں بیٹھے۔ اس کے بعد اکابر اولیا نقشبندیہ نے میری بابت یہ سن لیا کہ یہ ہمارا پروردگار ہے اور ہماری تربیت سے مراتب کمال و اکمال کو پہنچا ہے آپ کو اس سے کیا کام ہے۔ اکابر اولیا قادر یہ قدس سرہ سرار ہم نے فرمایا کہ اس کی طہوت کے زمانہ سے ہماری نظر اس پر رہی ہے۔ اور اس نے ہمارے خوان نعمات سے چاشنی لی ہے۔ اس لئے اب ہمارا خرقہ اس نے پہنا ہے ۛ

ابھی یہی مباحثہ ہو رہا تھا کہ ایک جماعت مشائخین کبرویہ و حشیشیہ کی اور دیگر برہتے اولیا اللہ کی آئی۔ اور اجتماع عظیم ہو گیا بیان تک کہ وہاں کے جنگل و بیابان ان سے بھر گئے بالآخر شام کے وقت یہ طے ہوا کہ یہ چونکہ درجہ کمال و تکمیل کو تربیت نقشبندیہ سے پہنچے ہیں۔ اور اعتبار تکمیل کا ہے۔ اس لئے ان کو زیادہ تر اسی طریق میں ہدایت اور ارشاد فرمائیں اور طریقہ قادریہ میں بھی ہدایت

اور تکمیل فرماتے ہیں +

مکاشفہ۔ حاجی حبیب جو آنجناب کے نادان خاص سے تھے اور سفرِ حجاز میں ہمیشہ آپ کی صحبت میں، ہا کرتے تھے۔ اور حدِ حبِ ریاضت و مجاہدہ تھے بیان کرتے ہیں کہ میں اجمیر سے بیت میں آنحضرت کے ہمراہ تھا۔ ستر ہزار مرتبہ ختمِ کلمہ طیبہ کر کے آنجناب کی خدمت میں گیا اور عرض کیا کہ میں نے ستر ہزار دفعہ کلمہ طیبہ پڑھا ہے اس کا ثواب آپ کی خدمت میں گذرانا ہوں۔ آنجناب نے فوراً اپنے مبارک ہاتھ اٹھا کر عادی۔ اور دوسرے ان فرمایا کہ جس وقت میں تم کو دعا پڑھانا تھا فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اس کلمہ کا ثواب لیکر آ رہی تھیں۔ اس قدر کہ زمین پر پاؤں رکھنے کی جگہ نہ رہی۔ اور اس ختم نے میرے معدے میں بہت کچھ مدد کی۔ اس کے بعد حکم دیا کہ ہزارہا کی تسبیح تیار کریں اور ہمیشہ آپ غلوت میں ذکر کلمہ طیبہ باقی رہو وقت دل کیا کرتے۔ جمعہ کی رات میں حلقہ احباب میں تسبیح حاضر کی جاتی تھی۔ اور اس جلسہ میں ہزار مرتبہ درود شریف حضرت سید کائنات علیہ السلام کی تسبیحات پڑھا جاتا تھا۔ آپ کی نسبت روشن اب تک آپ کے اصحاب میں باری ہے آپ کے تسبیح لینے کی ابتداء تھی۔ پھر آپ نے خطبہ کر کے مجھ سے فرمایا کہ میں نے جو کچھ کہا اس پر تعجب مت کرو۔ میں خود اپنا حال بیان کرتا ہوں کہ ہر شبِ نیت سحر نماز تہجد کے بعد پانچ سو مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر ارواحِ محمد علیہ وسلم و محمد فرخ اور ام کلثوم اپنے فرزندوں کو جو وقتا کر گئے تھے بخشا تھا۔ اس کے بعد ہر روز محمد علیہ وسلم کی روح سحر کے وقت آتی اور مجھ کو بیدار کرتی۔ تاکہ ختمِ کلمہ طیبہ کروں۔ اور بیدار کر کے پی جاتی اور اپنے بھائی فرخ اور اپنی بہن ام کلثوم کی ارواح کو بیدار کرتی۔ کہ پیرِ بزرگوار بیدار ہو گئے ہیں جب تک کہ میں وضو کر کے نماز تہجد ادا کرتا اور ختمِ کلمہ طیبہ کرتا وہ میسے گرد و پیش رہتے جس طرح کہ ماں روٹی پکاتی ہے اور اس کے چھوٹے بچے اس کے گرد رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ روٹی اُن کو مے پس میں ثواب کلمہ طیبہ کا اُن کی بخشا۔ اس کے بعد وہ چلے جاتے۔ مگر اب کثرت سے ثواب پانے کی وجہ سے معمور ہو گئے ہیں۔ اور نہیں آتے ہیں +

مکاشفہ ایک روز آنجناب قدس سرہ نے فرمایا کہ بلکہ سہند کے فلاں

گھوڑوں جو ہماری خانقاہ کے خادموں کے لئے بادشاہ نے بطور جاگیر عطا کیا ہے اُس کے متعلق مشاہدہ ہوا کہ بارگاہِ عظمت و جلال حضرت بے چون نے نزولِ ابدال بے کیف فرمایا اور ایک خیمہ عالی المناب بے چون قیام کیا گیا ہے۔ اور چشم بے قیاس بے چوٹی نے ظہور فرمایا ہے۔

مکاشفہ۔ ایک وزیرِ انجناب قدس سرہ کسی تقریب سے روزِ حضرتِ ابو بکر پر کمرِ اراتِ متبرکہ کہلدہ سہند سے ہے۔ تشریف بیٹھے تھے۔ مؤلف کتاب بھی ہمراہ رکابِ سعادت تھا۔ انجنابِ یاریت شاد موصوف کیلئے آئے اور بہت دیر تک مزار کے نزدیک بیٹھے رہے۔ اور متوجہ و مراقب رہے اور بہت دیر کے بعد دہاں سے برخاست ہو کر مراجعت فرمائی۔ جب اپنی خانقاہ میں پہنچے تو بعض مجربان اس نے وہ اُن مکالمات کی اُبت جو انجناب اور شاہ موصوف میں باہم ہوئے تھے، پوچھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب میں شاہ صاحب کے مزار پر آیا تو شاہ صاحب بہت کچھ تعظیم و تحکیم بجالائے۔ اور محبتِ الفت کا اظہار کیا جس کا ذکر طویل ہے اتنا بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے یہ فرمایا کہ یہاں کا صاحبِ لایت میں ہوں جب آپ کے مماثل کوئی نہ ہو میرا حمان ہو تو اس سے بڑھ کر میرے پاس اور کوئی تحفہ لائق نہیں ہے کہ اپنی ولایت آپ کے سپرد کر دوں پس آج سے اس ملک کے صاحبِ لایت آپ ہو گئے اور یہ ملک آپ کے زیرِ تصرف ہو گیا۔

اس واقعے کے ایک ہفت روز کے بعد بعد از کشفِ مریحِ انجنابِ قدس سرہ ایک شخص نے مؤلف کتاب سے بیان کیا کہ بلدہ سہند میں ایک بڑے بزرگ مجتہد شیخ داؤد نامی رہتے تھے۔ اُن کا مزار پر انوارِ مقبرہ شیخ عبداللہ بن قصاری میں واقع ہے۔ جب اُن کا وقت وصال قریب آیا تو ایک خادم کو ابو بخاری کے پاس بھیجا کہ ان کو بلا کر لائے۔ اُس نے کہا کہ شیخ ابو ایک مجتہد ہیں۔ اور ہمیشہ سہند کے بڑے تالاب میں کھڑے رہتے ہیں۔ میں اُن سے کیا کہوں۔ انہوں نے کہا کہ صرف تو میرا پیغام انہیں پہنچاؤ وہ خود پہلے آئیں گے۔ وہ شخص گیا اور شیخ داؤد کا پیغام ان کو پہنچا دیا۔ شاہ ابو اس کلام کے سنتے ہی فوراً روانہ ہو گئے۔ اور شیخ داؤد کی خدمت میں پہنچے۔ شیخ داؤد نے اُن سے کہا اب تک اس شہر کا صاحبِ لایت میں تھا۔ اور پاسبانی اور نگہبانی میرے حوالہ تھی۔

اب میں انتقال کرتا ہوں اور اس شہر کو اب تمہارے حوالہ کر دیا گیا۔ تم کو یہاں کا صاحب
ولایت بنادیا گیا۔ اچھی طرح سے خبردار رہو۔ وہ اتنا کمزور تھا کہ انتقال کر گئے۔ اور شاہ
ابو اکبر اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ اس روز سے شاہ صاحب کی خدمت میں خلق اللہ کا ایسا
رجوع ہوا کہ مخلوق کے گرد وہ ان کی زیارت کے لئے آتے تھے۔ اور ان کی کراتا
دیکھتے تھے۔ ان کا یہ ایک ایسا شہر تھا کہ ایک دفعہ انہوں نے کتوں کی دعوت
کی تھی۔ ایک کتے سے کہہ دیا کہ شہر کے کتوں کو بلا لا چنانچہ وہ اتنا چلا گیا۔ اور اُس
نے بعض کتوں کو خبر دی۔ انہوں نے ایک دوسرے کو خبر دیکر سب کو واقف کر دیا
سب کتے قطار و قطار شاہ صاحب کی خدمت میں متوجہ ہوئے۔ شہر میں یہ بھڑکیلی
اور تمام لوگ تماشا دیکھنے کے لئے جمع ہوئے۔ شاہ صاحب اُٹھے اور ان پر نظر ڈالی
اور فرمایا کہ ایک سگ گرین نہیں آیا ہے۔ حالانکہ یہ مکانی اُس کے طفیل میں ہے۔
ایک کتا گیا اور اس کو بھی بلالایا۔ شیر پنج پکا ہوا تھا۔ ہر ایک کے سامنے ایک ایک مٹی
کی پیالی رکھ دی گئی۔ اور سب نے ہلکسی جھکڑے اور تانے کے باہم ملکر اوجکے ساتھ کھانا
کھا لیا۔ اور چتر منظر پیشہ ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ چلے باؤ سب اُٹھے اور چلے
گئے۔

نیز اسی عمر نے فقیر حضرت سید یحییٰ بیان کیا کہ حضرت شاہ ابو کے بکریاں بہت
سی تھیں۔ اور ان کا مسکن اور ماٹھ غراقتہ شعبہ سہرزد میں تھا اور شہر کے ہر طرف
کھیتی ہوتی تھی بکریاں تمام زراعت کھاتی تھیں۔ کاشتکاروں نے شاہ صاحب کے
پاس شکایت کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کو کھانے دیا کرو جو کچھ زراعت دوسرے
قصبوں میں پیدا ہوتی ہے خرمن کے وقت اتنی ہی تمہارے خرمن سے بھی حاصل ہوگی
اتفاقاً اور کاشتکاروں نے کھیت کا ٹکر خرمن کیا۔ اور ان کاشتکاروں نے اسی گھاس
کو جو بکریوں کے کھانے کی وجہ سے بے خوش رہ گئے تھے کا ٹکر جمع کر کے خرمن بنایا
کر بہت شاہ صاحب صوفی کے اسی گھاس میں اُس سے زیادہ عمدہ پیدا ہوا۔ جتنا کہ دوسرے
کاشتکاروں نے پیدا کیا تھا۔

مکاشفہ ایک وزیر لاہور سے ایک نئے کاری فروش خدمت آنجناب میں آیا۔
آپ اُٹھے اور اُس کا احترام کیا۔ حاضرین نے اس کے جانے بعد عرض کیا کہ وہ نرکاری

فروش ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ شخص ابدال وقت ہے اور اس کسب کو اپنا برقع بتایا ہے +

مکاشفہ ایک مرتبہ آنجناب نے ماہ رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں ارشاد فرمایا کہ آج عجمی مبارک معائنہ ہوا۔ آنکھیں مراقبہ میں بند تھیں۔ ایک صاحب کو میں نے اپنے پہلو میں بیٹھنے ہوئے دیکھا۔ غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت اقدس سید الاولین والآخرین علیہ السلام افضل الصلوٰۃ والتسلیمات ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ تمہارے لئے ایک ایسا اجازت نامہ لکھ دوں کہ اب تک کسی اور کے لئے نہ لکھا ہو جب میں نے وہ اجازت نامہ دیکھا تو اس میں الطاف عظیم و عطا رب کریم متعلق بہ عالم دنیا لکھے ہوئے تھے۔ اور اس کی پشت پر بھی عنایت کثیرہ و رحمت کبیرہ جو اس عالم سے متعلق تھیں مکتوب ہیں۔ چنانچہ اس کی تفصیل مکتوبات قدسی آیات جلد سوم میں مذکور ہے +

مکاشفہ آپ فرماتے ہیں کہ مجھ کو ہمیشہ نماز تہجد کے لئے اذان یا اعلام یا کسی آواز وغیرہ کے ذریعہ سے بیدار کرتے ہیں۔ اور کبھی میں اپنے اند یا سے نماز تہجد کے لئے نہیں اٹھا۔ مگر ایک دفعہ کہ صبح اور واضح طور سے ندانہ آئی تھی کہ میں بیدار ہو گیا۔ پھر میں نے کہا کہ میں کون ہوں جو اپنے اختیار سے اٹھوں اور اس کی بندگی و اطاعت میں مصروف ہوں۔ میں پھر سو گیا۔ ایک لحظہ نہ گذرا تھا کہ ہر طرف سے اذان و اطلاع کی آواز کہنے لگی میں اٹھا اور نماز میں مشغول ہو گیا +

مکاشفہ۔ آپ فرماتے کہ میں نے شریعت کو دیکھا کہ ہمارے اس مقام میں اتنی ہے جیسا کہ قافلہ کسی مکان میں اترتا ہے۔ اس میں آپ نے اپنی مسجد اور خانقاہ کی طرف اشارہ فرمایا +

مکاشفہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں ماہ رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں ایک شب اوترا فریج کے بعد بستر خواہ پر لیٹ گیا۔ اور غلام میرے پاؤں دبار ہا تھا۔ میں صولے سے پہلے چپ پر لیٹ گیا۔ پھر مجھے یاد آیا کہ سوئے میں ابتدا پہلوئے رہت سے کرنا سنت الباطنی ہے۔ وہ اس وقت متروک ہو گئی نفس نے کاہلی سے ظاہر کیا کہ سو اور تسلیان سے جو چیز سرزد ہو جائے

وہ مساف ہے لیکن میں فوراً اٹھا۔ اور پھر لیٹا۔ اور ابتدا پہلو سے رہا۔
 کی۔ اس کے بعد عنایات اور فیوض اور برکات و اسرار بہت کچھ مجھ پر ظاہر ہوئے
 اور نداوی گئی کہ اس رعایت سنت کی وجہ سے آخرت میں تجھے کو کسی طرح کا عذاب
 نہ دیا جائے گا۔ اور تمہارے خادم کو بھی جو پاؤں و بار انتقام ہم نے بخش دیا۔
 مکاشفہ فرماتے تھے کہ آج حلقہ طبر میں حافظ قرآن پڑھ رہا تھا۔ اس وقت
 بعض و سادس قرآن کے بارہ میں مخطوہ ہوئے۔ میں متفکر ہوا کہ نفس مطمئنہ ہو چکا
 اور ولایت متحقق ہو گئی اور فنا و بقا حاصل ہو چکی یہ خطرات کہاں سے آئے ہیں
 منوجبہ ہوا۔ نہایت توجہ اور الحاح و زاری کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک مرغ
 عظیم الجثہ سیرے سینے سے نکلا اور اڑ کر چلا گیا۔ میں نے غور کیا کہ یہ کیا چیز تھی
 آواز دی گئی کہ یہ خناس تھا کہ لوگوں کے سینوں میں و سوسہ ذات ہے۔ اور
 آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اسی خناس سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے
 چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ الْمَلِكِ
 النَّاسِ إِلَهِ النَّاسِ ذُو الْقُرْسِيِّ الْغَلِيْبِ الْخَنَاسُ الَّذِي يُوَسْوِسُ
 فِي صُدُورِ النَّاسِ مِنَ الْغَيْثِ وَالْزَّكِيَّاتِ کہ کھوے ہوئے کہ پناہ مانگتا ہوں میں پروردگار
 انسانات اور ان کے بادشا اور ان کے معبود سے خناس کے و سوسوں کے شر
 سے و سوسہ ذات ہے۔ لوگوں کے سینوں میں یہ بھی الہام ہوا کہ اصول دین
 میں جو خطرہ گذرتا ہے۔ اس کا منشاء و سر یہی خناس ہے جس کا آئینہ سینہ
 فلق میں ہے اور ہر وقت نشاں مارتا رہتا ہے۔ ہر یہ بھی کہا گیا کہ اس کے آئینہ
 کو تیرے سینہ بے کینہ سے ہم نے نکال دیا انھی خوش خناس کے بعد شرح صد
 نے عجیب ظاہر ہوا۔

مکاشفہ فرماتے ہیں کہ چند روز تک مجھ پر قصور اعمال کی دید اس درجہ غالب
 ہو گئی کہ جب میں نماز اور سورہ فاتحہ میں لفظ اِيَّاكَ تَعْبُدُ پڑھتا تو حیران ہوتا
 کہ کیا کرنا چاہئے اگر میں پڑھتا ہوں تو مصداق آیہ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ
 ترجمہ تم وہ کیوں کہتے ہو جو تم نہیں کرتے ہو ہکا ہو جاتا ہوں۔ اور اگر نہیں کہتا
 ہوں تو واجب ترک ہو جاتا ہے پس نداوی گئی کہ ہم نے تجھ سے شرک فی العباد

اوشا لیا۔ اس وقت آیہ کآیلہ الذین نزلناہم ترجمہ ہے شک خدا ہی کے لئے دین
خالص ہے، کا مطلب ظاہر ہوا +

مرکا شفعہ۔ آپ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ صبح کے علقہ میں میں شریک تھا کہ
ایک قسم کی تباہی ظاہر ہوئی۔ جو میرے یقین کو بے اساس کر گئی۔ اور ایک مدت
تک قائم رہی۔ اسی دن نماز عصر کے بعد امام الامتہ سران الامتہ ابو حنیفہ کو فی
رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اپنے تمام شاگردوں اور اپنے مذہب کے پیروں کے تمام
مجتہدوں کے ہمراہ تشریف لائے اور میرے گرد گرج جمع ہوئے ہیں پس امام
اعظم کا نور اور ان تمام آئمہ کرام کے انوار مجھ میں داخل ہوئے۔ اور میں نے ان انوار
میں بقا پائی۔ اور میں ان انوار کا ہو گیا۔ اور ہر ایک کے انوار الگ الگ میرے
اجزاء ہو گئے۔ دو تین دن کے بعد اسی طرح کا سلسلہ انوار امام شافعی اور ان کے
شاگردوں اور ان کے مذہب کے مجتہدوں کے ساتھ بقا اور تحقیق کا پیش آیا۔
اور دیکھا کہ انہر علیہما وغیرہ میرے اندر سے نکل گئے۔ اور انوار شافعیہ میں میں نے
بقا پائی اور انوار ہر ایک کے الگ الگ میرے اجزاء ہو گئے جس طرح کہ پہلے مرتبہ
میں ان میں متحقق ہوا تھا۔ اس کے بعد دیکھا کہ جو کچھ انوار میرے باطن سے نکل
گئے تھے۔ وہ پھر داخل ہو گئے۔ اور میں ہر دو مذہب کے انوار میں متحقق ہو گیا
اور اس وقت ایسا تھا ہر دو کے حق ان دونوں مذاہب کے الگ نہیں ہے۔ اگر حنفی
کسی جگہ حق سے ہٹ گیا ہے تو شافعی نے اسے پایا ہے۔ اور شافعی سے آگے
حق تجاوز نہیں ہوا۔ اس کی تفصیل حدیث ہے نفوی فرمائی ہے۔ نیز یہ بھی آپ نے
فرمایا ہے کہ وہ جسے یا تابع حصہ حق کے امام ابو حنیفہ کے ساتھ ہے اور ثلث یا ربیع
حصہ امام شافعی کے ساتھ ہے۔ اور شافعی سے آگے نہیں بڑھا پس پہنچنا کہ اس
محافظ سے نفی شافعی کہہ سکتے ہیں +

مرکا شفعہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ پنا شکعتہ و تعصب میں کتنا ہوں کہ نورانیت
مذہب حنفی نظر کشی میں دریاے عظیم کے طے ہے۔ اور دوسرے اور مذہب رطل
توضوں اور ندوں کے دکھائی دیتے ہیں +

مرکا شفعہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک وز میں نے اپنے ایک فرزند مرحوم کی فائزہ

کے لئے نقرہ اور درویشوں کے واسطے کھانا تیار کرایا تھا۔ اس اثنا میں میری زبان پر یہ کلمہ جاری ہوا کہ ہماری یہ فاتحہ کیوں کر قبول ہوگی کہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے
 إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ التَّوَّابِينَ تَرْجُمہ۔ اللہ تعالیٰ پر ہیزگاروں سے قبول فرماتا ہے۔ اسی تردد میں تھا کہ بارگاہ حق تعالیٰ شانہ سے ندا آئی کہ اِنَّا كُنَّا مِنَ التَّوَّابِينَ تم پر مہینہ گاروں میں سے ہو +

مکاشفہ فرماتے ہیں۔ مجھ پر مکشوف ہوا کہ ہنرستان میں کئی ٹہنی گزرتی ہیں۔ مگر کم لوگ ان کے پیر ہو گئے بعض انبیاء پر و شخصوں اور بعضوں پر صرف ایک ہی ایمان لایا۔ اور تین نفر سے زیادہ ایمان لائیو اے کہ میں نظر نہیں آتے۔ اگر میں چاہوں تو بعثت انبیاء کے مقامات اور دیہات اور ان کے مسکن بیان کر سکتا ہوں جو کہ مجھ پر ظاہر کئے گئے ہیں۔ اور ان کے مفاہیر بھی بتا سکتا ہوں کہ ان مفاہیر پر انوار حق اب تک تابان و درخشان دکھائی دیتے ہیں +

مکاشفہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ ہمارے زمانہ سے حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور تک یہ کمالات اور معالمت جو کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر افاضہ فرمائے ہیں کسی اور پر ظاہر نہ ہونگے +

مکاشفہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرا ارادہ ہوا کہ کسی مقام خلوت میں جا کر گوشہ نشین ہو جاؤں۔ اور سبے خلوت اختیار کر لوں میں نے استخارہ کیا اور بارگاہ رب العزت سے اجازت طلب کی خطاب مستطاب آیا کہ طریق گوشہ نشینی و تنہائی + مناسب لائق یہی ہے جس پر اب قائم ہو۔ نہ طریق گوشہ نشینی و تنہائی +

قدسیہ۔ آپ فرماتے تھے کہ مجھ کو سب سے فرزند اعظم خواجہ محمد صادق قدس سرہ کی قبر کے مقابل دفن کیا جائے گا کہ وہاں ایک باغ جنت کے باغوں میں سے میں نے دیکھا ہے +

مکاشفہ۔ مخدوم زاوہ عالی تذرا خواجہ محمد مصوم نے التجباب کا یہ ارشاد دکھایا ہے۔ کہ اگر میرے روضہ کی خاک پاک کی ایک ٹھنی بھر کر کسی قبر میں ڈال دی جائے تو رحمت عظیم کے نزول کی امید ہے۔ پھر اس کا کیا ترس ہو گا۔ جو اس مقبرہ میں مدفون ہو + مکاشفہ۔ اندرون گنبد و بیرون گنبد کی زمین کے متعلق کہ اس وقت داخل

احاطہ قبی آپ ارشاد فرماتے تھے کہ وہ ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے اہل
احاطہ باقی نہیں رہا۔ اور وسیع ہو گیا ہے +

مکاشفہ۔ انہی مخدوم زادہ بند سیر نے روایت کی ہے کہ انجناب نے فرمایا
کہ حدیث میں آیا ہے کہ قبر ایک بلغ ہے جنت کے باغوں میں سے۔ اس کا مطلب
یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ جو کچھ فصل و مسافت اُس مکررہ قبر اور جنت میں ہوتی ہے وہ اٹھا
لی جاتی ہے گویا وہ بقیعہ جنت کے ساتھ فنا و بقا پیدا کر لیتا ہے۔ اور یہی معنی ہے حدیث
نبوی علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ میری قبر اور میرے منبر کے مابین ایک
باغ ہے جنت کا +

واضح ہو کہ یہ قسم روضہ کی خاص خواص کے لئے ہے۔ ہر مسلمان کو یہ بات میسر
نہیں ہے اتنا ہو سکتا ہے کہ اُن کے مقام قبر میں ایک گونہ صفائی و نورانیت
پیدا کر دی جائے۔ اور اس میں اس کی استعداد ہو جائے کہ مقام جنت کا تو اُس پر
پڑ سکے۔ اور مصفا آئینہ کے ہمرنگ ہو جائے +

مکاشفہ فرماتے ہیں کہ آفتاب کی طرف بے شکاف دیکھ سکتے ہیں مگر شاہ سکندر
بمیرہ شاہ کمال کے دل کی طرف غلبہ شعلہ انوار کی وجہ سے نہیں دیکھ سکتے کہ رسائی
نہیں ہو سکتی ہے +

مکاشفہ۔ آپ نے ایک روز فرمایا کہ مجھ پر ایسا ظاہر کیا گیا ہے کہ ہمارے
معارف و حقائق تحریر کر دہ نظیر امت بس و نور حضرت مہدی موعود سے گزریں گے اور
اُن کی بارگاہ میں مقبول ہونگے +

مکاشفہ۔ آپ نے فرمایا ہے کہ مجھ پر شکست ہوا ہے کہ حضرت مہدی موعود
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی نسبت علیہ پر ہونگے۔ اس میں آپ نے اپنی نسبت خاصہ
کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ چنانچہ رسائل اور مکتوبات میں اس کی تفصیل بخوبی فرمائی
ہے +

مکاشفہ۔ آپ نے فرمایا ہے کہ ایک ات ہم پر شکست کیا گیا کہ اگر کوئی نمازی
نماز وتر کو در سے ادا کرے تو اس سے وقت تہجد تک سو جائے اور یہ نیت
رہے کہ آخر شب میں وتر پڑھوں گا تو کاتبین اعمال تمام شب اس کے نام پر

نیکیاں لکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ و تراداء کرے۔ پس جس قدر اونے و تر میں تاخیر کی جائے بہتر ہے +

مکاشفہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ کشف ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عالم کو بدست کی تارکیوں نے کھیر لیا ہے۔ اور نور سنت اس میں کہ مک شب افروز کی طبع بعض جگہ خال خال معلوم ہوتا ہے +

مکاشفہ۔ ایک روز بقریب تکرار کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ آپ نے فرمایا کہ لے کاش تمام عالم بمقابلہ اس کلمہ طیبہ کے دریاے محیط کے ساتھ قطرہ ہی کی مناسبت رکھتا۔ یہ کلمہ مقدسہ جامع کمالات ولایت و نبوت ہے۔ لوگ تعجب کرتے ہیں کہ ایک بار کلمہ طیبہ کہنے والا کیونکر جنت میں داخل ہو جائے گا اور جہنم کے مخلوق سے کیونکر رہائی پائے گا۔ مجھ کو ایسا عروس و شہود ہوتا ہے کہ تمام عالم اگر صرف ایک دفعہ کلمہ طیبہ کہنے پر بخش یا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو محال ہے۔ اگر اس کلمہ طیبہ کی برکات تقسیم کی جائیں تو اس کے تمام عالم ابد آخر تک معمور اور سیراب رہ سکے گا +

مکاشفہ۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ داخل طریقہ ہو چکے ہیں یا قیامت تک بواسطہ یا بے واسطہ داخل ہوں گے وہ سب مرد اور عورتیں میرے سامنے لائے گئے اور ہر ایک کا نام و نسب اور مولد و مسکن بتایا گیا۔ اگر میں چاہوں تو سلطان کر سکتا ہوں +

مکاشفہ۔ آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض کرم و عنایت و لطف و رحمت خالص سے مجھے بشارات دی کہ ہم نے تمہاری دنیا کو بھی آخرت بنا دیا ہے +

مکاشفہ۔ ایک وزیر بختاب قدس سرہ قضاے حاجت کے لئے بیت الخلا گئے۔ دیکھا کہ ایک پیالہ سفال شکستہ کہ جس سے ہنتر نجاست اوشٹا تا تھا۔ اور اس پر اسم اللہ منقوش تھا۔ اور نجاستوں میں آلودہ تھا۔ آفتاب نے پیالہ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور وہاں سے نکلے۔ اور خادم سے فرمایا کہ آفتاب ہلاؤ۔ اور پیالہ کو خاص اپنے دست مبارک سے آپ نے پاک کیا۔ ہر چند خادم نے اتنا س کیا کہ ہم اسکو

پاک کرتے ہیں۔ مگر قبول نہ فرمایا۔ اور پاک کر کے اُس کو ایک اونچے تاک پر فید کیپٹ میں لپیٹ کر تعظیم کے ساتھ رکھ دیا۔ اور جب پانی پینا چاہتے تو اسی پیالہ میں پیتے۔ اس اثنا میں بارگاہِ رب الارباب سے خطاب مستطاب آیا کہ جس طرح تم نے ہمارے نام کی تعظیم کی۔ اسی طرح ہم نے بھی تمہارے نام کو دنیا و آخرت میں معظّم بنایا ہے آپ فرماتے تھے کہ اس عمل نے جس قدر فیوض و برکات پونچھائے وہ صد سالہ ریاضت و مجاہدہ سے بھی ناممکن تھے +

مکاشفہ حضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم نے اپنے بعض مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے کہ آپ کے والد ماجد قدس سرہ نے فرمایا کہ وضو میں مجھے شک تھا اور جنازہ میری عاجزہ ام کلثوم کلا یا گیا میں نے چاہا کہ وضو تازہ کر کے نماز جنازہ میں مشغول ہوں۔ اس اثنا میں میرے باطن میں آواز دہیگی کا اگر اسی وضو سے نماز جنازہ ادا کر دوں گے تو ہم اس میت کو بخش دیں گے چنانچہ اسی وضو سے میں نے نماز جنازہ ادا کی +

مکاشفہ ایک روز صبح کے حلقہ میں آنجناب مراقب تھے اور تصور اعمال کی دید غالب ہو گئی تھی اور انکسار و انضوع کا غالب تھا کہ بمصدق حدیث مَن تَوَاصَعٌ لِلّٰہِ رَدَّوْہُ اِنَّہُ رَسُوْلٌ جَسَدٌ جَسَدٌ جو خدا کے لئے تَوَاضَع کر لے ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بند کرتا ہے۔ بارگاہِ فخر ان توب تارا ایوب علی شانہ و عم حسانہ سے خطاب مستطاب پینچا عظمیٰ دَلَّتْ ذٰلِکَ تَوَسَّلَ بِکَ یٰوَسِیْطَہٗ اَوْ بِخَیْرِ وَاَسِیْطَہٗ اِلٰی یُوْہٰی اَنْفِیَاہِ سَیِّئَہٗ کہ میں نے تجھ کو بخش دیا۔ اور اس کو بھی جو تمہارا وسیلہ اختیار کرے جو اسطریا یا جادو اسطریا قیامت تک سب کو بخش دیا اور اس بشارت کے اظہار کا حکم دیا گیا +

مکاشفہ ایک دفعہ حضرت اجیہ شریعت زیارت روضہ شریفہ قطبِ قطاب خواجہ معین الدین شہیدی قدس سرہ کے لئے تشریف لے لئے تھے۔ اور بہت دیر تک اس بدر اولیا کے مزارِ پُر انوار پر مراقب رہے جب باہر نکلے تو مہرمانِ اِسْمٰ سے فرمایا کہ حضرت خواجہ نے بہت کچھ عطیات اور الطاف فرمایا۔ اور اپنے برکات خاصہ کی ضیافت کی اور خاناں سردار کی گفتگو فرمائی اور ہم کو جو یہ کوشش تھی کہ

شکر سلاطین کی ہمراہی سے علیحدگی ہو جائے۔ آپ نے اس سے منع فرمایا۔ اور اُس کو
رہنائے حق تعالیٰ پر تفویض کرنے کے لئے حکم دیا۔ اتنے میں مجاورانِ مرقدہ منور حضرت
خواجہ قدس سترہ چار غلات قبر شریف حضرت خواجہ کی کہ ہر سال تازہ آپ کی قبر
پر قربانے پر ڈالی جاتی ہے اور قدیم چار کسی مشہور بزرگ وقت کی خدمت میں بھیجی
جاتی ہے۔ یا سلاطین وقت اس کو تبرکات لے لیتے ہیں اور عمل و مزد کی طرح
صندوق میں کامل تعلیم کے ساتھ محفوظ رکھتے ہیں۔ بطور تحفہ کے انجناب کے پاس
پاس لائے۔ اور کہا کہ آپ سے بڑھ کر اس تبرک کا سزاوار اور کوئی نہیں ہے۔
آپ نے اس کو ادب کے ساتھ لے لیا۔ اور فرمایا کہ حضرت خواجہ کا یہ تبرک ہمارے
کفن کے لئے رکھا جائے۔ کہ اس وقت اس کے سوا حضرت خواجہ کے پاس اور
کوئی لباس نہ تھا۔ اس لئے اُسے ہم کو عطا فرمایا +

مکاشفہ۔ انجناب نے اپنے آخری مرض کے زمانہ میں فرمایا کہ جو کمال کسی
بشر کے لئے ممکن الحصول ہو سکتا ہے بطفیل آنحضرت علیہ السلام افضل الصلوٰۃ و
السلامات ہم کو اس سے ایک حصہ عطا کیا گیا۔ اس ارشاد کی تفصیل حضرت مقدم
زادہ نے بخوبی تحریر فرمائی ہے۔ وہاں ملاحظہ ہو +

مکاشفہ۔ انجناب قدس سرہ نے جلد ثالث کے بعض مکتوبات میں تحریر
فرمایا ہے کہ ملامت خلق کی اس جماعت کا حسن اور اُن کے زانگا کے لئے مستقل
ہے نہ کہ باعث قبض و کدورت ابتدائے حال میں جب کہ فقیر غلو میں محسوس ہوا
تو محسوس ہوتا تھا کہ انوار ملامت خلق مشہروں اور دیہات سے نورانی بادلوں
کی طرح لگاتار پہنچتے ہیں۔ اور کام کو پستی سے بلندی پر لیجاتے ہیں۔ برسوں
تک تربیت جمالی سے قطع مسافت کی جاتی رہی مگر اب تربیت بدلی سے
قطع مسافت کرتے ہیں۔ اور مقام صبر بلکہ مقام رضائیں رہتے ہیں۔ اور جمال و
جلال سے سادی جانتے ہیں کہ جفا سے محبوب اس کی دفا سے زیادہ لذت
بخش ہے +

مکاشفہ۔ فرماتے تھے کہ شیخ ابن عربی باوجود اس گفتگو اور اس شطحِ خلاقی
کے گروہ مقبولین حق اور صفت اولیاء عظام میں نظر آتے ہیں +

مکاشفہ ۶ برکریاں کار و دشواریست

ترجمہ ۶ کریوں پر کوئی کام دشوار نہیں ہے

کبھی علت سے رنجیدہ ہوتے ہیں اور کبھی گالیوں پر ہنستے ہیں حضرت شہیدؒ اگر ہر نماز منکر نظر میں ہے اور ان کے کلام کا قبول کرنے والا خطر میں نہیں ہے شیخ کے سخن ان خدائی کو قبول نہ کرنا چاہئے بلکہ خود شیخ کو ولی برحق و مقبول ماننا چاہئے مسئلہ قبول اور عدم قبول میں فقیر کا طریق متوسط ہی ہے ۴

مکاشفہ آنحضرت قدس سرہ کا یہ دستور تھا کہ نماز صبح کے بعد متوجہ ہو کر بیٹھتے تھے اور بعد نماز کے دعا مانگتے کے بعد مراقبہ میں مشغول ہو جاتے ۴

ایک مرتبہ عرفی صبح میں نماز فجر کا سلام پھیرنے کے بعد اسی طرح رہنمائی ہے۔ یہاں تک کہ آفتاب بند ہو گیا اس وقت آپ نے مراقبہ سے سر اٹھایا۔ اپنے خاص مہربانوں سے راز میں یہ فرمایا کہ آج زیارت کعبہ معظمہ کا شوق پیدا ہوا اور حرم محترم کا اشتیاق ظاہر ہوا میں نے دیکھا کہ کعبہ مقبرہ آیا اے میرا طواف کیا تعجب ہے کہ اصحاب ابابکؓ اس وقت سے غافل رہ گئے۔ ورنہ وہ بھی ضرور میرے گرد پھرتے اور میرا طواف کرتے ۴

مکاشفہ ایک فوشب تئیسویں ماہ رمضان المبارک میں آپ نے فرمایا کہ آج شب قدر ہے اور تراویح سے فراغت پانے کے بعد فرمایا کہ بیتہ اللہ کی سعادت شریف میں مجھ میں غیبت پیدا ہوئی۔ اور اس ساعت کا آخری منظر نصیب ہوا۔ جس طرح کہ ایک لشکر آگے چلا جائے اور پیچھے جوئے لگا کر آہستہ پیچھے ہٹتا رہ جائے وہاں ایسا ہی میں نے اُسے دیکھا ۴

مکاشفہ شبِ برات کی صبح میں آنجناب قدس سرہ پر ہنکشت کیا گیا کہ آپ کے مہربان خاص شیخ طالع لاہوری کا نام نیکوں کے دفتر سے خارج کر دیا گیا اور بدبختوں کے دفتر میں لکھ دیا گیا ہے۔ آپ بارگاہِ حق میں متوجہ ہوئے اور اس مصیبت کے دفع کرنے کے لئے توجہ فرمائی۔ معلوم ہوا کہ عرضِ مجید میں اس حکم کو قضا میرم میں لکھا گیا ہے نہایت حیران ہوئے۔ اس اثنا میں حضرت نور محمد بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بارشاد کہ قضا میرم میں کسی کو دستِ تصرف نہیں ہے سوائے

میرے۔ آنجناب قدس سرہ کو یاد آیا۔ پس انتہا اور تشدد و مناجات فرمائی۔ کہ خدایا جب تو نے اپنے برگزیدہ بندے کو اس دولت سے مشرف فرمایا تو اگر اس فقیر کو بھی اس سے ممتاز فرمایا جائے۔ تو تیری عنایت سے دور نہیں ہے۔ آپ کی یہ دعا قبول ہو گئی۔ اور معدوم ہو کر فضا کی ایک قسم لوح محفوظ میں مبرم ہے۔ مگر عند اللہ متعلق ہے۔ بنا بر شفاعت یا بامر دیگر خاص خواص کو اس قضا میں تصرف کی اجازت ہوتی ہے۔ مگر جو قضا سلم الہی میں بھی مبرم ہے اس میں کچھ تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ لا یسأل القول لکدای نہیں بدلا جاسکتا وہ قول جو میرے پاس ہے اس کے یہی معنی ہیں۔

مکاشفہ۔ آنجناب قدس سرہ نے پہاڑوں کی گھاٹیوں میں پہننے والے لوگوں کے احوال اخروی اور مشرکین زمانہ فترتِ یس کے متعلق فرمایا ہے کہ ایک تہ دراز کے بعد عنایت خداوندی جبل سلطانہ نے اس شکل کا حل فرمایا اور منکشف کیا کہ یہ جماعت نہ بہشت میں ہمیشہ رہیگی۔ اور ہمیشہ دوزخ میں بند نسبت انبیاء کے بعد اور ان کے احباب اخروی کا حساب کر کے بقدر جرائم ان پر عذاب کریں گے۔ اور تکمیل حقوق کر کے مثل حیواناں سے غیر متکلف کے ان کو بھی معدوم مطلق اور لاشے محض کر دیا جائے گا۔ اس لئے ہمیشگی نہیں ہو سکتی۔ اس معرفت غریبہ کو میں نے بارگاہ انبیاء علیہم السلام و بتالیفات میں عرض کیا۔ سب نے اس کی تصدیق فرمائی اور قبول کیا۔

مکاشفہ۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو اسرار قضا و قدر پر اطلاع دی گئی۔ اور اس کو اس طریقہ سے منکشف کیا گیا ہے کہ اصول شریعت کے ساتھ کسی طرح کی بھی مخالفت لازم نہیں آسکتی۔ اور نقص ایجاب اور آمیزش جبر سے بالکل پاک ہے۔ ظہور میں چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔ تعجب ہے کہ اصول شریعت سے مخالفت نہ ہونے پر کیوں پوشیدہ کھسی گئی ہیں۔ اگر مخالفت کی آمیزش ہوتی تو پوشیدگی مناسب ہوتی۔ وہ جو کچھ کرے کوئی اس کو نہیں پوچھ سکتا۔

کر از ہرہ آنکہ از بسیم او کشایہ زباں جز تپسیم تو
 تن حیدر کس کی طاقت ہے کہ اس کے خوف سے زبان کھول اسکے سوائے
 تسلیم کر لینے کے۔

مکاشفہ حضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد مصحفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اپنی بیاض میں لکھ رہے کہ آنجناب قدس سرہ عام دعوتوں میں شریعت نہیں لیجاتے تھے۔
ایک دزلیک دلتند نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر التجا کی کہ میں نے اپنے ایک بزرگ
کی فالتو کے لئے کھانا تیار کیا ہے۔ آنجناب مجھ کو قبولیت دعوت سے عزت بخشیں
آپ نے دعوت عام ہونے کی وجہ سے قبول نہ فرمائی۔ اُس نے نہایت انکار میں عقیدہ کی
اور اصرار کا اظہار کیا۔ اس وقت آنجناب پر الہام کیا گیا کہ اگر تم اس جانے میں حرام ہونے
کا شک کرو گے تو ہم قیامت کے دن اس مردہ کو جس کی یہ فالتو ہے اس قدر نور عطا
کرینگے کہ تمام اہل محشر اس نور سے منور ہو جائینگے۔ آنجناب متفکر ہوئے کہ یہ حرمت
کیوں دور ہوگی جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ تو ظاہر کیا گیا کہ تمہارا اس محسوس
میں جانا ہی حرمت کا دور ہونا ہے۔ پس آپ نے اُس کی دعوت قبول فرمائی۔ اور
اُس کے مکان پر شریف لیگئے۔

مکاشفہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ مقامِ رضا سے اوپر کی رسائی نہیں بجز حضرت
خاتم النبیین علیہ السلام علیہ الصلوٰۃ والسلامات کے اور کسی کی رسائی
نہیں ہے۔ اس ارشاد کے تحریر کرنے کے چند روز بعد آپ نے فرمایا کہ ایک روز
میں نماز تہجد سے فراغت کے بعد تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلامات پر درود بھیج
رہا تھا۔ دیکھا کہ کل حضرات انبیاء علیہم السلام اپنے مقامات سے عروج فرما کر مقامِ رضا
سے بالامقام پر چند واسطوں سے دراصل ہوئے۔

اس کے بعد آنحضرت سرور کائنات خاتمہ موجودات نے عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
الْطَّیِّبَاتُ سَلَامٌ (اُن پر اور اُن کی آل پر ہزاروں درود
اور سلام نازل ہوں) اس مقام میں کہ تباہیتِ حضرت ابراہیم خلیل الرحمن
علیہ السلام سے متعلق تھا عروج فرمایا۔ اور اس مقامِ عزیز میں رسائی حاصل فرمائی۔
مکاشفہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم پر منکشف کیا گیا ہے کہ حضرت جملین

کے خزانہ رحمت کی حقیقت وجود محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور کوئی رحمت اس
خزانہ سے الگ نہیں ہے۔ عام ازیں کہ دنیاوی رحمتیں ہوں یا اخروی۔ نہ تو جنتیں
کہ آخرت کیلئے رکھی گئی ہیں۔ اُن کا مستقر ایک چشمہ ہے اور دنیا میں جو رحمتیں پھیلائی

گئی ہیں۔ اُن کا خزانہ دوسرا چشمہ ہے +

مکہ کشف کا ایک مرتبہ آنجناب قدس سرہ نے اپنے اُن صاحبزادگان کی فاتحہ کیلئے کھانا تیار کر دیا۔ جو آپ کے دروہ و وفات فرما چکے تھے۔ بعد توجہ کثیر کے وہ کھانا منبہل ہوا۔ اور ایسا منشفہ ہوا کہ ملائکہ کرام کھانے کے خوان لے جاتے ہیں۔ اور اُن کی قیود میں پہنچا رہے ہیں۔ اور بہشت کے ایک چین میں اس کھانے کو جمع کر رہے ہیں۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ میرے فرزند اُس کھانے کے پاس گئے اور کھانا اُن کے اندر چلا گیا۔ اور پھر اُن میں استعداد فوق کی پیدا ہوئی اور عروج میں مصروف ہوئے۔ اور عروج کثیر کے بعد ایک بہشت ظاہر ہوئی جو نہایت شریع الشریعت اور ترقی و تازہ تھی۔ پس وہ اس میں داخل ہو گئے۔ چونکہ آنجناب قدس سرہ نے بوقت فاتحہ دینے کے سب مومنین اور مومنات اور ملائکہ عالیات کو بھی شریک فرمایا تھا۔ اس لئے آپ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے کسی مومن اور مومنہ کی قبر ایسی نہ پائی جس میں وہ کھانا نہ گیا ہو۔ اور کوئی بہشت ایسی تھی جو اس ضیانت سے خالی ہو۔ اور یہ بھی دیکھا کہ ملائکہ میں بھی خواہاں گونا گون بھیجے گئے۔ اور اُن کے ثواب میں کوئی کمی نہ کی گئی۔ اسی طرح جب کبھی آنجناب قدس سرہ مردوں کی حرمانیت کے ایصال ثواب کیلئے فاتحہ دلاتے اسی طرح کے مکہ شفات معائنہ ہوتے تھے +

ایک مرتبہ آپ ایک ایسے بیمار کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ جو قریب مرگ تھا۔ آپ اُس کے حال کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ اس کا قلب نہایت تاریک ہے۔ ہر چند آپ نے تاریکی دفع کرنے کی کوشش کی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ بہت دیر کے بعد معلوم ہوا کہ یہ تاریکیاں صفات کفر سے پیدا ہوئی ہیں۔ جو اس میں پوشیدہ ہیں۔ اور منشا اُن کے درتوں کا کفار کے ساتھ موالاعت کھنا ہے۔ اُن تاریکیوں کا دفعیہ عذاب و فزع پر موقوف ہے۔ کہ کفر کا بدلہ یہی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اُس کے دل میں ایک ذرہ ایمان کا بھی دخل ہے کہ آخر میں اُسی کی برکت سے اُس کو دوزخ سے نجات دینگے اس حالت کے مشاہدہ کے بعد آپ کے دل میں خیال آیا کہ ایسی حالت میں اس کی نماز و نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں۔ توجہ کے بعد معلوم ہوا کہ نماز پڑھنی چاہئے +

مکاشفہ آپ فرماتے ہیں کہ ایسے تعداد ان کے بعد میں دعا کر رہا تھا اور
ہاتھ زانو پر تھا اس اشیا میں خیال آیا کہ یہ روش ادب کے دور ہے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنی
چاہئے میں نے ہاتھ اٹھائے اور دعا میں مشغول ہوا اس ادب کے صد میں بارگاہ
ستار و عنقا سے نہ آئی کہ ہم تم پر کسی طرح کا ہرگز عذاب کرینگے۔

مکاشفہ حضرت مخدوم زادہ عالی مقام خواجہ شیخ معصومؒ نے وایت
فرمائی ہے کہ آنجناب یہ فرماتے تھے کہ احادیث میں آیا ہے کہ جب کوئی شخص مرتباً
ہے اور اس کے ذمہ کسی کا قرض ہو یا حق عباد اُس پر باقی ہو تو اُس کی رُوح کو ترقی
نہیں ہوتی۔ جب تک کہ اُس کی طرف سے ادا نہ کر دیا جائے۔ اور اس کی رُوح محبوس
رہتی ہے بلائے آسمان نہیں باقی۔ آنجناب دس سترہ نے فرمایا کہ مجھ پر ایسا ظاہر
کیا گیا کہ چیم اُس کے لئے مخصوص ہے جس کو کہ اس عالم میں ترقی نہ ہوئی ہو۔ لیکن اگر
اس عالم میں باوجود ان تعلقات کے ترقی ہوئی ہو تو بعد مرنے کے بھی اُس کو ترقی
دیجاتی ہے۔ بخلاف اس شخص کے کہ جو اس عالم میں محبوس ہو جائے۔ تو وہ بعد
موت کے بھی محبوس رہیگا۔ کہ ترقی لینا الموت ان تعلقات سے ہٹتی پائے پختہ ہے۔

مکاشفہ مخدوم زادہ عالی شان علیہ الرحمۃ نے بیان خاص میں تحریر
فرمایا ہے کہ قَالَ اللَّهُ يُبْعَثُ وَتَعَالَى هَذَا كِتَابًا يُنْطِقُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ
يَأْتِيهِمْ أَتَا كِتَابًا كَسْتَنْصَحُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
کہ یہ ہماری کتاب ہے جو تم پر بھی گواہی دیگی اور تم ہمارے اعمال کو لکھتے رہتے

ہیں +

علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم جمعین نے اس سے فرشتوں کا اعمال کو لکھنا مراد لیا
اور خدا کی طرف اس استناد کو مجاری بنایا ہے، آنجناب قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں ایک
دفعہ اس بیت کی تکرار کر رہا تھا کہ خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر اعمال کے لکھنے
کی اپنی طرف نسبت فرمائی ہے اس کی کوئی حقیقت ضرور ہوگی۔ اس کے بعد معلوم
ہوا کہ اس مرتبہ مقدمہ میں فرشتوں کی اعمال نویسی کے علاوہ اور ایک قسم کا لکھنا شروع
کرنا ثابت ہے اور وہ ان بعض افراد کے لئے مخصوص ہے جن کے حالات سے
اللہ تعالیٰ اپنے سوا فرشتوں کو بھی مطلع کرنا نہیں چاہتا ہے ذَلِكَ فَضَّلُ اللّٰهُ

يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ يَهْدِ الْكَافِلَ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 اس نکتہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بعض خواص اور ارباب اختصاص کے اعمال پر مبالغہ کر کے
 کاتبین کو بھی مطلع نہیں کرتا ہے

بیان عاشق و معشوق رمزِ یسیرت

کہ انما کاتبیں راہِ سلم خبر نیست

توجہ۔ عاشق اور معشوق کے درمیان ایسے راز و نیاز ہوتے ہیں کہ ان کی فرشتوں
 کو بھی خبر تک نہیں ہوتی +

مکاشفہ قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَ اللَّهِ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ
 مَوْتِهَا كَسَبَتْ سُبْحَانَ اللَّهِ التَّوَفَّى إِلَى نَفْسِهِ أَنْ تَمُوتَ مَلَكَ الْمَوْتِ
 كَمَا يَدُلُّ عَلَيْهِ الْآيَةُ الْأُخْرَى إِذْ يُخْفِلُ أَنْ يَكُونَ لِبَعْضِ
 الْخَوَاصِّ يَلَا تَوْسِطَ الْمَلَائِكَةِ وَمَا جَاءَ فِي بَعْضِ الْأَخْبَارِ مِنْ قَوْسِطِ
 الْمَلَائِكَةِ الْمَذْكُورِ لِبَعْضِ الْخَوَاصِّ فَيُمْكِنُ حَلُّهَا عَلَى هَذَا الْمَعْنَى بِإِذْنِ
 تَوْجِيهِ قَتَامِلٍ فَرَمَا اللَّهُ تَعَالَى نَفْسَ كَرَامَتِهِ وَفَاتٍ دِيْنَهُ نَفْسَ كَرَامَتِهِ
 كَرَامَتِهِ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وفات دینے کو اپنی طرف منسوب فرمایا
 ہے۔ حالانکہ وفات دینے کا کام ملائک الموت کا ہے۔ چنانچہ اس پر دوسری آیت
 دلالت کرتی ہے پس ممکن ہے کہ یہ توفی بعض خواص افراد کے لئے بلا توسط ملائک
 کے ہو اور دیگر آیات میں جو توسط ملائک الموت کے آیا ہے وہ دوسرے خواص
 کے لئے ہو۔ اس طرح پر ادئے توجہ سے یہ آیت صل ہو جاتی ہے۔ پس خوب غور
 کرو +

مکاشفہ جب دفتر اول مکتوبات قدسی آیات تین متیرہ مکتوبوں کی
 تعداد پر موافق عدد و اصحاب بدست تمام ہو گیا تو بعض اصحاب نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو
 تو بعد کے مکتوبات بھی جمع کئے جائیں۔ اور دفتر دوم کا آغاز کر دیا جائے۔ فرمایا کہ
 ان تمام علوم و معارف کی بابت جو ان مکتوبوں میں لکھے گئے ہیں متردو ہوں کہ آیا یہ
 مقبول بارگاہ حق تعالیٰ میں یا نہیں۔ اس اثنا میں آپ نے انکار اور افتقار
 اور توجہ خاص بجناب قدس فرمائی خطاب ہوا کہ یہ تمام علوم و معارف کہ تحریر کئے

گئے۔ بلکہ ہماری گفتگو میں آئے۔ سب مقبول اور پسندیدہ ہیں بلکہ اُس کا بھی ظہار
کیا گیا کہ تمہارا کل کلام میرا کلام ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ اُس وقت تفسیر و حلال
اُن علوم کا میں نے ملاحظہ کیا۔ اور علیٰ انخصوص اُن علوم کا جن کے بارہ میں میں مشرود
تھا تو سب اسی حکم میں داخل پائے گئے۔ اور دفتر دوم کے جمع کے لئے مجھ کو حکم
دیا گیا۔

مکاشفہ گناہ کبائر کی تعین میں علم نے بے انتہا اختلاف کیا ہے کہ
ان کی تعداد کا تعین ناممکن ہو گیا ہے۔ جیسا کہ کتب کلام اور فقہ کے مطالعہ سے
بخوبی ظاہر ہے۔

آنجناب قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ بعد نماز تہجد کے خیال پیدا ہوا کہ
اُن کے تعین کے لئے بارگاہ قدس میں متوجہ ہونا چاہئے۔ محضوری سی توجہ پر بتایا گیا
کہ کل کبائر سات ہیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔ اَلْفَوَاصِلُ السَّبْعُ الْمَوْبِقَاتُ
یعنی ان سات چیزوں سے بچو جو ہلاکت میں ڈالنے والی ہیں، اور جُرْأُن کی شرک ہے
اور دوسرے چھ گناہ اُس کے گرد اگر دیں۔ گویا شرک تنہا ہے اور بقیہ چھ گناہ
اُس کی شاخیں ہیں۔ اور اگر گناہ جو رہے وہ داخل دائرہ معاصی صغیرہ ہیں۔ بعض
صغائر کا تعین بھی فرمایا گیا مثل سُود کھانا۔ اور جھوٹ بولنا۔ اور غیبت کرنا ان کو
شرک صغیرہ کہتے ہیں۔

ہفتیم

آنجناب قدس سرہ کے کلام پر مخالفین کے بعض شکوک کے جواب
اور آپ کے کلمات کے مباحث کے بیان میں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

واضح ہو کہ آنجناب قدس سرہ سے باوجود صحواً اور نہایت اتباع سنتینہ
کے زبان خامہ عنبرین شمار سے بعض اوقات غلبہ حال کی وجہ سے کلمات سکر سرزد
ہوئے ہیں۔ چنانچہ بعض مباحث نے آپ کی جناب میں عرض کیا کہ آپ بالکل صحیح رکھتے
ہیں۔ پھر کلمات سکر یہ آپ کے کیونکر سرزد ہوئے۔ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ

سچا خاص عوام الناس کو ہوتا ہے۔ جو چاہوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس طائفہ کو
 ہر چند کہ ہوتا ہے۔ مگر بے آمیزش سکر کے نہیں ہوتا اور صحواً تمام علوم کے فلک
 کتاب نہیں دلا سکتا۔ نیز اسجناب قدس سرہ ان امور کے اظہار میں مامور نہیں ہے۔

ان شبہات کے جواب سب یہ ہیں

شبہ اول

مخالفین کا ایک شبہ یہ ہے کہ ہونا ہے فی عہدہ وراثت نہ دہم میں جو اپنے پیر
 بزرگوار حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کی خدمت میں شہرہ کی تھی۔ لکھتے ہیں کہ
 ثانیاً معروض یہ ہے کہ اول مقام میں تازہ کرنے میں دوسری مرتبہ در بعض مقامات
 کہ بعض بعض سے بالا ہیں ظاہر ہوئے۔ فوق کی صرف توبہ اور نیاز و سستی کے بعد جب
 اس مقام سے بالاتر مقام میں رسائی ہوئی۔ تو معلوم ہوا کہ یہ مقام حضرت ذی النورین کا
 ہے۔ اور دوسرے نعت کا بھی اس مقام میں عبور واقع ہوا ہے۔ اور یہ مقام بھی مقام
 نگین و ارشاد ہے۔ اسی طرح اور مقامات فوق جواب مذکور ہوئے۔ اس مقام سے بالا ایک
 اور مقام نظر آیا۔ جب اس مقام پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ مقام حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا
 ہے۔ اور اس میں اور صفات کا بھی عبور ہوا۔ ہے اس سے بالاتر مقام حضرت صدیق اکبر ہے
 اس مقام میں بھی رسائی ہوئی۔ اپنے شاگردین میں سے حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ کو میں
 بہر مقام میں اپنے ہمراہ پاتا تھا۔ اور دوسرے نعت کا بھی اس مقام میں عبور ہوا ہے۔
 اس میں کوئی فرق نہیں سوائے عبور اور مہر اور شبہات کے۔ اس سے بالا اور کوئی مقام
 معلوم نہیں ہوا۔ الا مقام حضرت قیامت علیہ السلام الصلوٰۃ والتسلیمات اور قبل مقام
 حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایک اور مقام نورانی نہایت عمدہ کہ اس کے مثل اور
 کوئی نظر نہیں آتا تھا۔ ظاہر ہوا اور مقام سابق سے قدرے بلند تھا۔ جس طرح کہ چوبیس
 کو زمین سے بلند کرتے ہیں۔ اور معلوم ہوا کہ یہ مقام محبوبیت ہے۔ نہایت نگین اور
 منقش پایا گیا۔ اس کے بعد اپنے کو اس کیفیت میں لطیف اور ہوا یا قطعہ ابر کے تھوڑے
 آفاق میں منقش پایا۔ اور بعض اطراف کو لے لیا۔ اور حضرت خواجہ بزرگ حضرت ذی النورین

کے مقام میں ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ میں اپنے کو مقابل اس مقام کے پاتا ہوں جس طرح
 کہ ابھی عرض کیا گیا۔ ختم ہو گیا آپ کا مکالمہ شریف +
 اس کلام قدسی آیات سے مخالفین نے جن کے دلوں میں بیماری ہے یہ طلب
 لیا ہے کہ آپ اپنے کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فیج، مقام سمجھتے ہیں جس
 جگہ کہ مقابل مقام حضرت صدیق اکبر کے اور مقام ظاہر ہوا۔ اور اپنے کو حضرت نے اُس
 اندکس میں رنگین اور نقش پایا +

جواب

میں کہتا ہوں کہ یہ اعتراض عدم تدبر و تفکر اور صلاح صوفیہ سے واقفیت
 کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ یافت اور چیز ہے اور وصول اور ہے۔ ایسا ہوتا ہے کہ
 ایک شخص مستی اور سرگرمی میں اپنے کو پادشاہ پاتا ہے اور وصول بدرجہ بادشاہی اُس کو
 میسر نہیں ہے۔ حضرت قدس نے فرمایا ہے کہ اس مقام کے عکس میں اپنے کو
 رنگین پایا یہ نہیں فرمایا کہ میں اس مقام پر پہنچا۔ آفتاب فلک چارم پر ہے اور
 اُس کا عکس زمین پر روشن ہے۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں مقام آفتاب پہنچ گیا +
 نیز انجناب قدس نے اسی عرصہ و شست کی ابتدا میں لکھا کہ اہل خلفا
 کا یہی مقام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں عبور واقع ہوا ہے۔ مگر عبور اور مرور اور
 ثبات میں بہت کچھ تفاوت ہے۔ آپ کا یہ کلام امراض قلبیہ کے لئے شفا ہے
 یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وہاں مقام ہے اور دوسرے خلفاء کی طرف +
 و رفت ہے +

جب کہ آئینہ تیس سرہ کو اس کلام کے باعث جہانگیر بادشاہ کے پاس گئے
 بادشاہ نے آپ کو چھاکہ ہم نے سنا ہے کہ آپ نے لکھا ہے کہ میر مرتبہ حضرت
 صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بلند تر ہے۔ آپ نے ہی جواب دیا اور ایک مثال
 بھی بیان کی کہ مثلاً آپ کسی ایک انٹے آدنی کو خدمت کیلئے بلائیں اور اُس سے
 ازراہ نوازش اسرار کی باتیں کریں تو وہ لاف لہجہ ہنری اُمرائے مقام کو ٹوکے
 پیشی تک پہنچے گا۔ اور پھر اپنے مقام پر واپس جا کر کھڑا ہو جائیگا۔ اس سے لایہ

نہیں آنا کہ اس کے مرتبہ امراء پنج ہزاری سے زیادہ ہو جائے۔ اس جواب کو سن کر بادشاہ کا غائب نہ ہو گیا۔

اسی اثنا میں ایک شخص نے جو خدا شناسی دور تھا بادشاہ سے کہا کہ اس شیخ کا حال دیکھئے کہ آپ محل لقا اور غلیفۃ اللہ ہیں۔ آپ کو سجدہ نہیں کیا۔ بلکہ معمولی کو واضع باہمی سجانہ لایا۔ بادشاہ اس کلام کے سُننے سے غصہ ہوا۔ اور گوالیار میں حضرت کو قید کرنے کا حکم دیا۔ اس واقعہ سے پہلے شاہزادہ دین پناہ شاہجہان کے آنجناب کے خلوص کامل رکھنا تھا۔ اہل سے قیامی افضل خاص اور خواجہ عبدالرحمن مفتی کو کتب نقد کے ساتھ حضرت کی خدمت میں بھیج چکا تھا کہ سجدہ تحیت سنا طین کے لئے آیا ہے اگر آپ سجدہ کر لیں تو کوئی گزند بادشاہ سے آپ کو نہ پہنچے گا۔ میں خاص اور وقتہ وار ہوتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سجدہ ضعیف حکم رخصت ہے اور سجدہ قوی عزیمت پر ہے۔ کہ غیر حق کو کبھی سجدہ نہ کریں۔

اس کا یہ بھی ایک جواب ہے کہ آنجناب سے سترہ نے اسی عرصہ داشت میں لکھا تھا کہ فقیر اپنے آپ کے کافر فرنگ اور ملحد زندقہ کو بر جہا بہتر جانتا ہے اور سب میں بدتر اپنے آپ کو سمجھتا ہے۔ انتہی۔

پس جب کہ آپ کی دید قصور اس درجہ تک پہنچی ہوئی تھی۔ تو پھر یہ گمان کرنا کہ آپ اپنے کو حضرت صدیق اکبر سے کہ بعد انبیاء علیہم السلام کے افضل نبی آدم ہیں، افضل جانتے ہیں عقل و فراست سے دور ہے۔

نیز آنجناب قدس سترہ نے ایک مکتوب موسومہ شیخ حمید بنگالی میں لکھا ہے کہ صوفیہ کی ایک غلطی یہ ہے کہ کبھی سالک مقامات عروج میں اپنے کو دوسروں سے جن کی فضیلت بالاجماع ثابت ہے بالا پاتا ہے حالانکہ یقیناً مقام اس سالک کا اُن بزرگواروں کے مقامات سے اُٹنے سے بلکہ یہ شہ تباہ یہ نسبت مقامات انبیاء کے بھی جو کہ قطعاً بہترین خلق ہیں علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات واقع ہوتا ہے عیاذاً باللہ من ذلک۔

اس غلطی کی وجہ یہ ہے کہ ہر ایک نبی اور ولی کا عروج اُن سالک ہے کہ اُن کے مبادی تعینات وجودی ہیں۔ اس عروج اسی کے ولایت متحقق ہوتی ہے۔

دوسرا عروج اسماء میں ہوتا ہے اور یہاں سے آگے کو جہاں تک کہ اللہ تعالیٰ چاہے۔
 مگر باوجود اس عروج کے ہر ایک کی منزل اور مبادی وہی اسم ہے جو ان کا مبداء تعین
 و جودی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو تلاش کرنے والا ان کو انہی مقامات عروج میں پاتا
 ہے کیونکہ مکان طبعی ان بزرگواروں کے مراتب عروج میں وہی اسماء ہیں۔ اور ان
 سے عروج و نزول بوجہ عرض عوارض ہوتا ہے۔ سالک بندہ فطرت کی سیر جب
 اسماء سے بلند تر ہوتی ہے تو ان اسماء عروجی سے بھی آگے چلا جاتا ہے۔ اس لئے
 تو ہم افضلیت پیدا کرتا ہے۔ عیاذ باللہ سبحانہ پس یہ تو ہم اس کے یقین
 سابق کو بدل دیتا ہے۔ اور افضلیت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور الوہیت
 اولیاء قدس اندر اسرار ہم میں کہ اجماعی چیز ہے مشبہات پیدا کرتا ہے۔ یہ مقام
 سالکوں کا لغزش گاہ ہے۔ اس وقت سالک نہیں جانتا کہ اکابر نے اسماء سے عروج
 بے نہایت فرمایا ہے۔ اور فوق فوق میں چلے گئے ہیں۔ اور یہ بھی نہیں جانتا
 کہ وہ اسماء ان کے الگ طبعیہ ہیں اور اس سالک کا بھی وہاں ہی مکان طبعی ہے
 مگر ان اسماء سے بہت پیچھے ہے۔ کیونکہ افضلیت ہر شخص کو باعتبار اقدار و حیثیت
 اس اسم کے ہے جو اس کا مبداء تعین ہو گیا ہے۔ اسی طرح مشائخ کا یہ قول کہ کبھی
 عارف مقامات عروج میں برزخیت کبرے کو حائل نہیں پاتا اور بے واسطہ اس
 کے ترقی کرتا ہے۔

حضرت خواجہ قدس سرہ فرماتے تھے کہ بی بی رابعہ بصریؓ بھی اسی جماعت
 ہیں یہ جماعت عروج کے وقت اس اسم جو مبداء تعین برزخ کبرے ہے بالاجلی
 گئی ہے اس لئے تو ہم کرتی ہے کہ برزخیت کبرے حائل نہیں رہی ہے برزخ کبرلی
 سے مراد حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حقیقت اس کی بھی یہی ہے
 جو بیان کی گئی ہے۔

اس غلطی کی دوسری وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ جب سالک کی سیر اس اسم میں
 ہوئی جو اس کا مبداء تعین ہے اور وہ اسم جامع ہے۔ جمیع کمالات ہے جمالی
 حیثیت سے کیونکہ ان کی جامعیت بواسطہ جامعیت ان اسماء کے ہے اس لئے
 اس ضمن میں ان اسماء میں بھی کہ اور مشائخین کے مبادی یقینات ہیں۔ سیر ہوگی

اور ہر ایک ہر ایک اسم سے گذر کر اس اسم کے انتہا تک پہنچے گا۔ اور اپنی فوقیت کا
 تو ہم کریگا۔ حالانکہ جو کچھ مقامات مشائخ اُس نے دیکھے ہیں وہ اُن کے مقامات
 خد صہ ہیں۔ نہ یقیناً اُن کے مقامات کی اور چونکہ اس مقام میں اپنے کو منع
 پاتا ہے۔ اور دوسروں کو اپنے بڑا پارہا ہے۔ اس لئے اپنی اولویت کا وہم
 کرتا ہے۔ اس مقام میں شیخ بسطام قدس اللہ تہ الذی یزفراتے ہیں کہ میرا لواء لواء
 عجل صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے غلبہ سکر کی وجہ سے یہ نہیں جانتے ہیں کہ شیخ
 کے لواء کی رفعت لواء محمدی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے زیادہ نہیں ہو سکتی ہے۔ بلکہ
 ایک نمونہ لواء محمدی سے ہے جو حقیقت اہم شیخ کے ضمن میں مشہور ہوئی ہے *
 سنے ہذا شیخ کا یہ قول جو انہوں نے اپنی قدس کی دست کے بارہ میں کہا
 ہے کہ اگر عرش و ما فیہا کو گوشہ تسلیمت رف میں رکھ دیا جائے تو کچھ بھی محسوس نہ ہوگا
 یہاں ہی انوزج کا حقیقت سے اشتباہ ہے درنہ سوش از حضرت حق سبحانہ اُس کو
 تسلیم فرماتا ہے تسلیمت رف کی اُس کے مفاد میں کچھ وقعت و حقیقت نہیں ہے
 جس قدر ظہور حق سبحانہ عرش میں ہے اس کا عشر عشر بھی تسلیم میں نہیں ہے اگرچہ
 تسلیمت رف کیوں نہ ہو۔ روایت آخری میں عرش میں شفق ہوگی۔ اس کی توضیح ہم
 ایک ش سے کرتے ہیں کہ انسان چونکہ جامع عناصر و اخلاک ہے پس جب اپنی جامعیت
 پر نظر ڈالے گا تو عناصر اور اندک کو اپنے اجزا گمان کرے گا۔ اور جب یہ غالب
 آنے تو دور نہیں کہ وہ یہ کہے کہ ہر کرہ زمین سے بزرگ ہوں اور اندک سے عظیم تر مگر
 عقلاً سمجھ لیں گے کہ اُس کی عظمت و کلماتی اس کے اجزائی وجہ سے ہے۔ اور کرہ
 زمین و اخلاک در حقیقت اُس کے اجزا نہیں ہیں۔ مگر صرف اُن کے نمودجات اُس
 کے اجزا بنائے گئے ہیں۔ اور اس کی کلماتی اس کے اجزاء ارضی و فلکی سے ہے
 نہ حقیقت کرہ ارضی و سماوی سے *

اسی مسئلہ اشتباہ انوزج شے بحقیقت شے کی وجہ سے صاحب مقام
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ جمع محمدی جمع النہی سے زیادہ جامع ہے کیونکہ جمع
 محمدی شامل ہے حقائق کوئی و النہی دونوں کو اس نے اجمع ہوگی۔ صاحب ننوہات نے
 اس کا خیال نہیں کیا کہ جمع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی شمولیت ظلال مرتبہ الوہیت کے ایک

ظل اور اُس کے انودجات سے ایک انودج پر ہے۔ نہ اُس مرتبہ مقدسہ کی حقیقت پر بلکہ اُس مرتبہ مقدسہ کے نسبت کر عظمت و کبریائی اس کے لازم سے ہے۔ جن محمدی کی کچھ مقدار نہیں ہے جیسے کہ مالِ ثواب و سہلِ الاکس بابِ نرا ابی رب الارباب کا کیا مقابلہ دے

اسی طرح مالِ کسب اپنے اسم مرتبی میں سیر کر کے تو گمان کرتا ہے کہ بعض اکابر جو کہ اس سے یقیناً افضل ہیں اس کے توسط سے بعض درجات فوق کو پہنچے ہیں اور اسی کے توسل سے انہوں نے ترقی کی ہے۔ یہ مقام بھی سانکوں کی لغزش گاہ ہے +

پناہ بخدا! اگر اس گن سے اپنے کو افضل جانے لگا تو ضلالت ابدی میں پھنس جائیگا۔ ایک بادشاہ عظیم الشان اپنی سلطنت کے ایک بندار کے علاقہ میں جہاز اور اُس کے توسط سے بعض مقامات میں پہنچے اور بعض مقامات فتح کرے۔ مگر بندار کو بادشاہ پر فیضیت حاصل نہیں ہوتی ہے۔ نہایت مافی الیاب یہ ہے کہ احتمالِ فضل جزئی پیدا ہوگا۔ جو خارج از بحث ہے۔ کیونکہ ہر محجم اور جولاہ بعض اپنے وجہ خاص سے عالم و فنون اور حکیم و فہمون پر فیضیت رکھتا ہے۔ مگر ایضاً سے خارج ہے اعتبارِ فضلِ کلی کا جسے ہر حکیم و عالم کو حاصل ہے +

اس فقیر کو بھی ایسے شبہات اور خیالات کثرت سے پیدا ہوئے تھے اور ایک مازیک چالِ تہمید رہی مگر حفظِ خداوندی جل شانہ شامل حال رہا کہ یقین میں سر مو فرق نہ آیا۔ اور اعتقادِ جمہاسی میں متور پیدا نہ ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالْمِنَّہُ عَلَیْہِ ذٰلِکَ وَ عَلَیْ جَمِیْعٍ نَعْمًا ۝ اللہ تعالیٰ کا اس نعمت اور اس کی تمام نعمتوں کا ہزار ہزار شکر اور احسان ہے۔ اگر کبھی کبچہ خلافِ اجل غطاہر ہوا تو اُس پر فقیر نے کچھ غمت بار نہ کیا۔ اور محملِ نیک پر اس کو محمول کیا۔ اجمالاً اتنا جاننا تھا کہ بر تقدیرِ صحبت کشف یہ زیادتی راجع بفضلِ جزئی ہوگی۔ اگرچہ یہ دوسوہ پیدا ہوتا تھا کہ مدافضلِ قرب الہی جل شانہ پر ہے۔ اور یہ زیادتی قرب میں ہو رہی ہے۔ پس فیصلِ جزئی کیوں ہے۔ مگر یقیناً بنی کے مقابلہ میں یہ شبہ دور ہو جاتا تھا اور توجہ استغفار اور انابت سے التجا کرتا تھا۔ اور گریہ و زاری سے دعا کرتا تھا کہ

ایسے انکشافات ظاہر نہ ہوں اور خلاف عقائد اہل سنت و جماعت سے انکشاف
نہ ہو +

ایک دوسرے خوف نے غلبہ کیا کہ مبادا ان انکشافات پر مواخذہ کیا جائے
اور ان وہمیات پر سوال کیا جائے۔ اس خوف نے بیقرار اور بے آرام کر دیا۔ اور
التجاء و تصریح بارگاہ اقدس خداوندی جل سلطانہ میں اور زیادہ کی۔ اور ایک تہ تک
یہی حالت قائم رہی۔ اس مابین ایک بزرگ کے حزار پر گذر ہوا اور اس معاملہ میں ان
کوئیں نے اپنا معین بنایا۔ جنایت خداوندی جل سلطانہ نے دستگیری کی اور حقیقت
معاملہ کو کا حقہ ظاہر فرمایا۔ روحانیت حضرت برالت حاکمیت علیہ وسلم آلاء الصلوات
و التسلیمات نے کہ رحمت عالیان ہے شرف حضور عطا کیا۔ اور تسلی خاطر خیرین کو بخشی
اور فرمایا کہ قرب النبی باعث فضل کلی ہے مگر یہ قرب جو تجھے حاصل ہوا ہے وہ ظلال مرتبہ
الوہیت کا ایک ظل ہے اور مخصوص اس سم سے ہے جو تہارا رب سم۔ پس موجب فضل
کلی کا نہ ہوگا۔ انحضرت نے اس مقام کی صورت مثالیہ اس طرح ظاہر فرمائی کہ کچھ شک
باقی نہ رہا۔ اور محل اس کا بالکل اٹل ہو گیا +

اس فقیر نے وہ علوم جو محل اشتباہ ہیں اور تاویل اور توجہ کی گنجائش رکھتے ہیں
اپنے کتب رسائل میں لکھے تھے۔ اور وہ منتشر ہو چکے ہیں۔ خیال تھا کہ ان علوم کے
منشاء و اخلاط کو جو محض فضل خداوندی جل سلطانہ سے روشن ہوئے ہیں فقیر تحریر کر دے
اور اشتہار دیدے کہ گناہ شہرہ کے لئے اشتہار تو بدکار ہے۔ تاکہ لوگ ان علوم
سے خلاف شریعت امور نہ سمجھ لیں۔ اور خود تقلید میں نہ گریں۔ اور ان کو تعصب و تکلف
گراہ نہ کریں کہ اس اہ غیب الغیب میں بہت سے پھول کھلتے ہیں ایک جماعت کو ہر
کی طرف لیجاتے ہیں۔ اور دوسری جماعت کو گراہی کی رہنمائی کرتے ہیں۔ آپ کا کلام
ختم ہو گیا +

نیز آنجناب قدس سرہ نے انہیں اعتراضات کے دفعیہ کے لئے لکھا ہے اور
ساک کے ان اسلک سے عروج کے معاملہ کو جو اس کے مبادی تعینات ہیں۔ ایک مثال میں
واضح فرمایا ہے اور وہ یہ ہے :-

اہل معقول نے کہا ہے کہ دنیاں مگر تب ہے اجزاء ارضی اور تارسی سے

پس جب ہفتواں مفعول کرتا ہے تو اجزاء ارضی صحبت سے اجزاء ناری کے اوپر کھڑے ہوتے ہیں۔ اور قمر قمر کی وجہ سے عروج کرتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ اگر ہفتواں قوی ہو تو اس کا عروج کرہ نازک ہوتا ہے۔ اور اس مفعول میں اجزاء ارضی مقامات اجزاء آبی اور اجزاء ہوائی نہیں کہ باطنی فوقیت رکھتے ہیں پہنچنے۔ اور وہاں سے عروج کر کے آگے چلے جائینگے۔ اس موت میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ رتبہ اجزاء ارضی بلند تر ہے مگر اجزاء آبی اور اجزاء ہوائی سے۔ کیونکہ یہ فوق باعتبار قمر قمر کے ہے نہ باعتبار ذات کے اور کرہ ناری پر وصول کے بعد جب اجزاء ارضی غزل کرینگے اور اپنے مرکز طبعی پر پہنچینگے تو ضرور ان کا مقام آب ہوا کے مقامات سے نیچے ہوگا۔ پس موت باربعث میں بھی عروج اس سالک کا مقامات باعتبار قمر کے ہے اور وہ اخراط حارت محبت اور فوق جذب عشق ہے۔ ورنہ ذاتی طور پر اس کا مقام مقامات سے نیچے ہے۔

جواب مذکورہ بالا مناسب حال منتہی ہے لیکن اگر ابتدا ہی میں یہ تو ہم پیدا ہو اور اپنے کو مقامات اکبر میں آئے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر مقام کا ابتدا اور توسط میں اقل اور مثال ہوتا ہے۔ اور مبتدئی متوسط جب ان ظلال پر پہنچتے ہیں۔ تو خیال کرتے ہیں کہ اکابر اولیا کے ساتھ مقامات میں انہوں نے شرکت پیدا کر لی ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ یہ اشتباہ ظل شے کا ہے نفس شے کے ساتھ۔

اللَّهُمَّ أَسْأَلُكَ الْأَشْيَاءَ الْكَامِيَةَ وَجَبْتَ عَيْنَ الْأَشْتِغَالِ بِاللَّاهِي
بِخَصَّةٍ سَيِّدِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ عَلَيْكَ وَعَلَى إِلَهٍ وَصَحْبِهِ الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ مَا أَتَمَّهَا وَأَكْمَلُهَا - انتہی - فدایا! دکھا تو ہم کو اشیاء کے حقائق
جس طرح کہ وہ ہیں اور سچا ہم کو منوعات میں مشغولیت سے بظلیل سرور اولین و آخرین
ان پر اور ان کی آل اور اصحاب پر درود و سلام احم و کمل نازل ہو۔ انتہی +

میں یہ بھی کہتا ہوں کہ سلام میں یہ کچھ پہلا ہی شیشہ نہیں ہے۔ جو توڑا گیا ہے۔
بلکہ زمانہ قدیم سے کلمات تشابہات آئے ہیں۔ کلام اللہ میں بھی الفاظ پید اور ساق اور
استوئی نے ایک جماعت کو مجسمہ بتایا +

اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صوت پر پیدا کیا اور میں
اپنے لب کو نوح ان لڑکے کی صورت میں مینہ کے بازاروں میں چلتے پھرتے دیکھا ہے +

مثل شیخ میں شیخ یا زید مدبر الرحمۃ نے کہا ہے کہ یہ الوالوالیٰ محمد سے زیادہ بلند
 کما ہر یقیناً فیہ۔
 حضرت شیخ فخر الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خاتم نبوت چاندی کی ٹیٹ
 ہے۔ اور خاتم الولاہیت سونے کی۔ یہ بھی کہا ہے کہ خاتم النبوت خاتم الولاہیت سے بڑا
 اور علوم اخذ کرتے ہیں +

نیز حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ میں نے شیخ منصور صلیح رحم
 اور شیخ یازید بسطامی اور شیخ جلیقہ کے مقامات میں سیر کی۔ جہاں تک وہ لوگ گئے تھے
 میں بھی گیا۔ اور ایک بار گاہ کے پاس گیا کہ اُس سے زیادہ عظیم در کوئی بارگاہ نہ تھی کہا
 گیا کہ یہ بارگاہ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ پس میں نے استغاثہ کی اور میرا تائب
 عرش نشان آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام و التمجید پر رکھ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے میرے حال پر کرم فرمایا اور فحجہ کو اُس مقام میں داخل فرمایا +
 ظاہر ہے کہ جو شخص مقام محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پہنچے گا تو اُس کا گدہ تمام
 انبیاء و خلفاء کے مقامات پر ہوگا۔ پس جو تاویل یہاں کی جا چکی وہی تاویل بابہ لہجہ
 میں بھی ہوگی +

شیخ عطار علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ انبیاء اور خلفاء کے لئے جس طرح شہادت
 میں اہل کن خاصہ ہیں۔ اور مسافہ بن وراثین اُن کی زیارت کرتے ہیں اور فائدہ اٹھاتے
 ہیں۔ اسی طرح عالم غیب میں بھی اُن کے مقامات ہیں کہ سالکان حقیقت فتح کار
 اور طلب نعمت احوال کے لئے انبیاء و اولیاء کرام کے اول مقامات پر جاتے ہیں اور
 اُن کے ہمتدار عرش نشان پر سونے نیاز رکھ کر کشائش کار کا سوال کرتے ہیں بہت
 کیسے ہوتے ہیں کہ اُن کا فتح باب نہیں ہوتا۔ پس بارگاہ علیہ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر
 جاتے ہیں۔ اور وہاں سے فیض اٹھاتے ہیں +

شبہ دوم

کہا جاتا ہے کہ آنجناب سند وحدت الوجود سے جو متاخرین سوفیکامہ عند
 متفق علیہ ہے، منکر ہیں +

جواب

آنجناب قدس سرہ نے اس بارہ میں جو کچھ فرمایا ہے اور آپ کے کلام سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے۔ یہ ہے کہ وحدت وجود سالکان طریقت کو اتنا راہ میں منکشف ہوتا ہے مگر اس کو کمال الکمال نہیں جانتے ہیں کہ اُس کے اوپر ترقی نہ ہو۔ چنانچہ تحریر فرمایا ہے۔ کہ حال وحدت وجود اچھا ہے مگر بشرط عبور۔ آنجناب قدس سرہ کو ابتداء میں یہ حال پیدا ہوا تھا چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں :-

جو کچھ مستند وحدت وجود اور اُس کے تعلقات کے بارہ میں کہا جاتا ہے ابتداء حال میں فقیر کو اُس سے مشرف کیا گیا اور مشہود اسادت کثرت میں شامل ہوا پھر اس مقام سے مراتب بالا پر لے گئے۔ اور مختلف علوم کا اس ضمن میں فائدہ فرمایا گیا۔ مگر مصداق ان مقامات اور عوارف کا کلام قوم سے صراحتہ پایا نہیں جاتا ہے۔ صرف اشارات اور رموز اجمالی بعض بزرگوں کے کلام شریف میں ہیں۔ لیکن گواہ عادل اُن کی صحت پر موافقت شریعت اور اجماع اہل سنت ہے۔ مخالف جزئی بھی مشہدیت غرآ کے ساتھ نہیں رکھتے اور نہ کسی طرح کی موافقت بلکہ علم ہدیم کی جماعت کہ مخالفت اہل سنت کے ساتھ رکھتی ہے۔ ان کے اصول کے ساتھ بھی موافقت نہیں ہے۔

نیز آنجناب قدس سرہ نے ایک شیخ صوفی کو لکھا کہ آپ کی مجلس میں کئی ویش نے اس فقیر کے متعلق یہ بیان کیا کہ فقیر مستند وحدت الوجود کا منکر ہے۔

میرے مخدوم با فقیر کا یہ مشرب طفولیت سے ارباب توحید کا تھا۔ اور فقیر کے والد بھی اسی مشرب پر تھے۔ اور ہمیشہ اسی طریق کی مشغولیت میں رہے۔ باوجود نگرانی تمام بجا نب فوق اور مرتبہ کیفی کے اور حکیم ابن الفقیہ نصف الفقیہ فقیر نے اس مشرب سے حفاظت فرما کر اللہ اذ تمام اٹھایا پھر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے کرم سے خدمت ارشاد پناہی خالق و معارف آگاہی مؤا الیدین ارضی شیخنا واما منہ و مولانا و قبلتہنا الشیخ محمد الباقی قدس اللہ سبحانہ و تعالیٰ اللہ س میں پہنچایا حضرت نے فقیر کو طریقہ علیہ نقیشت بندیک تصیم دی۔ اور توجہات شیخ اس فقیر کے سال پر فرمائیں۔ تھوڑے ہی دنوں میں توحید وجودی منکشف ہو گئی۔ اور اس میں علو پیدا ہوا اور اس مقام کے

علوم و معارف کثیر ظاہر ہو گئے۔ کبھی دقیقہ اس مقام کے ذائقے سے یہاں ہوگا۔ جو
منکشف ہونے سے رہ گیا ہوگا۔ ذائقہ و معارف شیخ محی الدین بن عربی کی خدمت
کئے گئے۔ بجلی ذوق جس کو صاحب خصوصیت نے بیان کیا ہے اور عروج کی اُتار اس تختی
سبک لکھی ہے اور اُس کے بارہ میں فرمایا ہے کہ اس تختی کے بعد عدم محض ہے۔ اُس تختی
ذاتی سے بھی فقیر کو مشرف کیا گیا۔ اس تختی کے عموم و معارف بھی کہ شیخ ان کو مخصوص
بجی تم لاو لیا جستے ہیں تفصیل کے ساتھ معلوم ہوئے اور سرور قدس علیہ السلام اس توجیہ
میں اس درجہ پہنچا کہ فقیر نے بعض جو انفس میں جو حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت مبارک
میں بھیجے تھے۔ یہ دیا بھی جو بالکل سکریہ ہے لکھی تھی۔

اے دریا کیسے شہ بیت تلمذ اعلیٰ است تلمذ کا فری تلمذ ترمذانی است
کفر و ایمان لفظ روئے آج بھی مائی کفر و ایمان نہ اندر راہ با کجائی است

یہ حال بد توں مہینوں برسوں قائم رہا۔ پھر عنایت بے غایت حضرت حق سبحانہ جل سلطانہ
دریچہ اغیبت کے میدان ظہور میں آئی اور پردہ روپوش بے چونی و بے چگونگی کو اُلت و یاہ
علوم سابق کہ مبنی بر اتحاد اور وحدت وجوہ تھے۔ زائل ہو گئے۔ اور اعطاف و سر بیان
اور قرب و معیت ذخیرہ کہ اس مقام میں منکشف ہوئی تھی رپوش ہو گئی اور یقین
ہوا کہ صالح حقیقی جل سلطانہ کو عدم سے ساتھ ان بیستم چھ بھی نسبت نہیں ہے۔ اُس کا
اعطاف و قرب کسی چیز کے ساتھ متحد نہیں ہے۔ خدا نہ اسے اور عالم عالم۔ وہ پانی آت
بے چون و بے یگون ہے اور عالم متر پاد دل غ چونی و چگونگی سے الودہ ہے۔ بیچون
کو عین چون اور وہ جب کو عین ممکن نہیں کہ جاسکتا ہے۔ قدیم کہ کبھی حادث نہیں ہو سکتا
اور متشع عدم جائز عدم نہیں ہو سکتا۔ القذاب خنائق شرعاً و عقلاً محال ہے۔ ایک کو
دوسرے پر حمل کرنا بالکل ناممکن ہے۔ اصلاً اور اس انتخاب ہے کہ شیخ محی الدین بن عربی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے تابعین ذات و جب تعالیٰ کو مجہول مشفق کہتے ہیں۔
اور یہ کہ ذات کے متعلق کوئی حکم ہی نہیں لگایا جاسکتا ہے۔

تذکرہ۔ ارباب بصیرت پر واضح ہو کہ آنحضرت صلی اللہ
بسرو الاقدس اثبات اعلیٰ درجات وحدت الوجود کرتے ہیں۔ غایت ذاتی الہیہ
یہ ہے کہ آپ کا اختلاف اس مشرب کے صوفیہ کے ساتھ صرف اسی قدر ہے کہ وہ لوگ

اشیاء کو مظاہر کہا جاتا ہے اور منظر کہ عین ظاہر وہ اس وجہ سے خلق و حق عبد رب کی غیبت کے قائل ہو گئے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ذات حق بھی نہ ملے نہ وجہ و نہ ملحق ہے اور اشیاء کے وجودات مقیّدہ میں۔ اور قید صرت وہی ہے اس لئے قائل بغیبت ہیں۔

ان جناب قدس شدا امرارہ فرماتے ہیں کہ خفائق ہشیا عدا مات ہیں کہ کمالات کا اثبہ اور حضرت وجود کے مظاہر ہیں۔ اتنا و عدم کا وجود کے ساتھ محال ہے اور مخلوق وجود کا آئینہ عام میں منتفع۔ اس لئے آپ خلق اور حق کی غیبت کے قائل نہیں ہوئے ہیں۔ آپ کذبہ شریعت و حقیقت تک پہنچے ہیں حقیقت میں بر امر تب توحید کا اور سرور سبحان علیہ و علیہ آرا بصلوٰۃ و بہت نام کی ہے۔ یہی ہے۔ بیعت

بے خبر چہ چند ز خود بے خبر
عجیب سخنند از ششم خبر
کس در چو تو بے خبر نیست
پنی تکیه کو خبر نہیں ہے۔ عجب بیکار ہنر تھو کہ ہنر کا ہے
اس افسوس آئینہ کا کہتے ہیں، سنے ہر ہوتی ہے۔

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

پہنچنے پر ہمیشہ کسی میں آیت کے کولالات سے منقبت ادا کیا کرتے تھے۔
 ملاحظہ فرمائیے کہ اس میں اس کی تائید ہے کہ آپؐ ہوتے تو ہم آسمانوں
 کو پیدا نہ کرتے اور نہ ساری مخلوق پر ہوتی۔

۱۷۰

انہا چند پروردگار کی مشیت کے ذریعہ سے لکھے گئے ہیں کہ حقیقت کی مانند
وگوئی سے دور رہیں۔ یہ کہیں کہیں گستاخوں کی زبانوں سے نہیں کہیں گئے۔

خلق رہیگا بلکہ حیات کعبہ اگرچہ عالم خلق سے مانند خفاقی شیا کے ہے مگر وہ ایک امر باطنی ہے
 کہ احاطہ حسن خیال سے باہر ہے۔ وہ عام محسوسات سے ہے۔ مگر محسوس نہیں ہے وہ
 تمام اشیا کا منوجہ الہ ہے۔ مگر توجہ میں نہیں ہے۔ وہ ایک ہستی ہے کہ لباس ہستی میں
 پوشیدہ ہے۔ اور ایک نیستی ہے کہ اسوۂ ہستی میں ظاہر ہوئی ہے وہ ہمت میں ہمت
 اور ہمت میں بے ہمت ہے۔ بحاصل یہ صورت حقیقت منقش ایک عجوبہ ہے کہ عقل
 اس کی تشخیص میں عاجز ہے۔ اور عقلاً اس کے سمجھنے میں حیران گویا وہ ایک نمونہ علم
 بے چونی کا اور نشان ہے بے نمونی کا۔ اگر ایسا نہ ہو تو شایان مسجودیت نہ ہو سکتا اور
 بہتر بن موجودات علیہ و علیہ کہ بقولہ و بتالیہات بشوقی آند و اس کو اپنا قبیلہ
 نہ ملتے۔ فیہ اینٹ بیٹات اس کی شان میں نقص قاطع ہے۔ اور حق دھنکہ
 کان ایٹا سے قرآن خود اس کا مآخ ہے۔ وہ بیت اللہ ہے کہ نسبت خاصہ صلا
 بیت جل شانہ سے اس کو حاصل ہے۔ اور اتصال اور نسبت مجہول کیفیت بے چونی
 و بے چونی کی اس کے ساتھ ہے۔ و لہٰذا من کل الہا علی وہ عالم جاز میں قطرہ حقیقت
 ہے۔ ارباب ذوق کے لئے اگرچہ شگاہیں بہت ہیں۔ اور مجالس خلوت بے شمار
 مگر وہ ایسا گھ ہے کہ مزاحمت انہی سے پاک ہے۔ اور آرام گاہ خاص جانانہ اگرچہ بحکم
 حدیث قدسی و لکن یسعی قلب عبد المؤمن یہی سمانی صرف بندہ مومن
 کے دل میں ہے، دل میں گنجائش ظہور بے چونی پیدا کر لیتا ہے لیکن نسبت بیت کے ساتھ
 کہ معنی پر میتویت ہے کہ اس سے پیدا کر لیتا ہے۔ اور خلوت از اغیار کہ لوازم بیت
 ہے۔ کہ اس سے لایٹا چو کر غیر بغیرت کو اس مقام میں دخل نہیں ہے۔ اس لئے مسجودہ
 تعلق ہو کر غیر کے لئے سجدہ نہیں ہے اور غیریت سنانی مسجودیت ہے۔ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سجدہ قبول نہ فرمایا۔ اور بیت اللہ کی طرف شوق و رغبت
 سے سجدہ ادا کیا۔ اسی سے فرق کا اندازہ کر لو کہ ساجد اور مسجود میں کتنا بڑا فرق ہے
 اسے برابر اور جب کہ تم نے صورت کعبہ کا ایسا نہ معلوم کر لیا۔ تو اب کچھ حقیقت
 کعبہ معطر کا بیان بھی سن لو۔

حقیقت کعبہ عبارت ہے ذات بے چون و جب الوجود سے کہ طور طبیعت کی
 گرد تک بھی اس کو نہیں لگی ہے وہ مسجودیت و معبودیت کے لائق ہے۔ اگر اس حقیقت کو

اللہ لیا کرتی ہے میں نے فضل سے تربیت پائی ہے۔ اور پسند ہے کہ کہہ رہا ہوں کہ
 گیا ہوں میرا سلسلہ روحانی ہے کہ میں عباد الرحمن ہوں۔ کیونکہ میرا سلسلہ یہ ہے۔
 اور میرا ہر جی امیر حمزہؑ اور حسینؑ ہے۔ میرا طریقہ طریقہ کعبہ جانی ہے کہ راہ تہذیب سے
 گیا ہوں۔ اور اس وقت سے سوئے ذات اقدس تعالیٰ کے اور کچھ نہیں چاہا۔
 یہ جانی وہ سبھی نہیں ہے جس کے حضرت بائزیدؒ بطلانی و قاتل میں کہ اس کو اس سے
 ماس نہیں ہے۔ وہ سبھی کی دائرہ انفس کے باہر نہ آئی تھی۔ اور یہ باور دار انفس و آفاق ہے
 وہ تشبیہ ہے کہ لباس تنزیہ پہنے ہوئے ہے۔ اور یہ تنزیہ ہے کہ گردش شبہ کی اس کو نہ
 پہنچی۔ وہ چشمہ شکیہ سے پیدا ہوئی ہے۔ اور یہ عین صحت ہے آئی ہے احسن الوجودین نے
 میرے حق میں بسبب اس تربیت کو تہذیب و ادب سے تیار ہے۔ اذیت ہے۔ میں میری
 تربیت اور تعلیم بجز فضل خدا کسی اور سے نہیں لے سکتا۔ میری تربیت میں حق نے چونکہ
 درجہ کرم اور اتمام برتا ہے اس سے اس کی عزت و شان نہایت زیادہ کر کے کسی کے
 فعل کو ہر کے حق میں داخل ہو یا میں اس کے لئے کسی اور کی طرف متوجہ ہوں۔ میں
 رہا ہے حق بل شانہ ہوں اور اس کے فضل و کرم کا تانا ہی سے مجتہا۔

برکریاں کار و دشوار نیست

کہ میں برکوتی کام دشوار نہیں ہوتا ہے

ترجمہ ۶

بعض مخالفین نے اس مکتوب پر اعتراض کئے۔ اس لئے آنجناب نے اس
 نے دفع اعتراضات کے لئے ایک مکتوب لکھا ہے کہ اعتراض اور جواب اس سے ظاہر
 ہو جاتے ہیں اس لئے وہ مکتوب مجھے مریج کیا جا رہا ہے۔

آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہ نے ادنیٰ حال میں
 فقیہ کے لئے سیر محبوبیت مقرر فرمائی تھی۔ اور شنوی کے یہ شعر مطابق حال فقیر جان کر
 پڑھا کرتے تھے۔ ابیات

عشق عاشق باور و مد طفل و بقیہ

عشق عشقان نسان است تیر

لیاقت عشقان خوش و فہ کند

گرچہ عشق و شوق توں تر کہ کند

ترجمہ معشوقوں کا عشق مخفی اور پرستیدہ ہوتا ہے۔ اور عاشقوں کا عشق بہت نور و شوق
 ہوتا ہے۔ گرچہ عشق عاشقوں کے ہاں کوہ بابر سے ایک معشوق کو خوش اور بہتر

کردیت ہے۔

یہ مراد دین انبیاء علیہم السلام و تسلیما تک مخصوص ہے یہاں ہوا
قدس سرہ۔ ایک اور سالک مجذوب میں اس کی تصریح فرمائی ہے اور
مرہبان نور راہ انابت اور راہ مرادین کو راہ جہنم دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے اللہ یختار من یشاء ویختار من یشاء و یختار من یشاء کہ اللہ چاہتا
ہے جس کو چاہتا ہے۔ اور یہ بتاتا ہے اپنی طرف اس شخص کو جو جوہر کرتا ہے
اُس کی طرف۔

اصل طور پر راہ جہنم و مخصوص بانبیاء علیہم السلام و تسلیما ہے۔ اور
انہوں کے لئے تمام کمالات کی طرح ان کی اتباع میں حاصل ہوتا ہے یہ نہیں ہے کہ صرف
انبیاء سے مخصوص ہو جائے اور امت اس سے بالکل بے نصیب ہے۔

حمد و اسما کے لئے فیضان حق توسط حضرت خیر بہشت علیہ السلام
الصلوة و السلام فرسی وقت تک رہے کہ سالک محمدی المشرک ہے۔ اور حقیقت محمدی سے
منطبق اور متفق نہیں ہے۔ اگر جب کمال توحید نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بلکہ
مخصوص مقامات عروج میں حقیقت سالک توحید محمدی سے متحد ہو گئی ہو
تو توسط کی کیا ضرورت باقی رہے؟ توسط و سیولات تو معاشرت میں ہوتی ہے اور
اتحاد میں توسط اور متوسط اور حاجب مجھ نہیں ہوتے ہیں۔ اتحاد و معاد نہرکت
کی ہے لیکن چونکہ کسب و کسب اور احاطی اور طاعتی ہے تو یہ شرکت ان قبیل خادم باخداوم
ہوئی۔ میرا یہ کہنا حقیقت سالک توحید محمدی سے اس سر و بیہود علیہ السلام و السلام
انصاف و اتحاد پیدا ہو جاتا ہے اس میں توحید یہ ہے کہ حقیقت محمدی جامع جمیع
حقائق ہے اور ان کو حقیقت سمجھتے ہیں اور ان کے حقائق ایسے ہیں۔
جیسے اس کے اجزاء۔ کیونکہ اگر سالک محمدی المشرک ہے۔ تو اس کی حقیقت اُس کی
کی ایک جزئی ہے۔ اور اس پر محمول ہے۔ اور حقیقت غیر محمدی المشرک اُس کی کل کا
جز، تو ضرور ہے۔ اگر اس پر محمول نہیں ہے۔ پس ایسے سالک کو جس کی حقیقت محمدی
المشرک ہو اُس کو اگر عروج میں اتحاد پیدا ہو تو اس پیغمبر کی حقیقت کے ساتھ
ہو گا جس کے زیر قدم یہ سالک ہے اور وہ اس پر محمول ہو گا۔ اور اس کے کمال

مناسب میں شرکت پیدا کر لیا۔ لیکن وہ شرکت خادم کی خدمت کے ساتھ شرکت کے مثال ہوگی۔ اور جب اس جزئی کو علانہ کمال سے بلکہ محض فضل سے ایک محبت خاص اپنی کلی کے ساتھ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور شوق وصول اس کا دہستگیر ہو جاتا ہے۔ اور وہ قید جو کلی کو جزئی میں لائی تھی فضل خداوندی جل شانہ ندریجا نائل ہو جاتی ہے۔ تو اس کو ایک تطبیق اور احاطہ اپنی کلی سے حاصل ہو جاتا ہے۔

میرا یہ کہنا کہ محبت خاص پیدا ہوتی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اس فقیر کو فضل محض سے یہ محبت پیدا ہوئی تھی۔ اور اس کے غلبات میں کہنا تھا کہ میری محبت حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ اس لئے ہے کہ وہ رب محمد ہے اور جب تک ایسی محبت پیدا نہ ہو تو احاطہ اور اتحاد تصور نہیں ہو سکتا۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔ یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے اس سے فرما دیتا ہے۔ اور وہ صاحب فضل عظیم ہے۔

اب میں حقیقت تو وسط عدم تو وسط کو بیان کرتا ہوں۔ اچھی طرح سے سنو! طریق جذبہ میں چونکہ کشش جانب مطلوبہ ہوتی ہے اور عنایت الہی طالب حال مطلوبہ ہوتی ہے۔ اس لئے واسطہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ طریق سلوک میں چونکہ رجوع طالب کی جانب سے ہوتا ہے۔ اس لئے واسطہ سے ہٹکارہ نہیں ہوتا۔ نفس جذبہ میں اگرچہ واسطہ درکار نہیں ہیں مگر جذبہ کی تکمیل بغیر سلوک کے نہیں ہوتی۔ کیونکہ اگر سلوک یعنی عمل بر شریعت تو یہ ذریعہ وغیرہ جذبہ سے مل کر اس کی تکمیل نہ ہو تو ابتر و ناقص رہیگا۔ ہم نے بہت سے ہندو اور محمدین کو دیکھا ہے کہ جذبہ رکھتے تھے۔ مگر چونکہ متابعت صاحب شریعت سے آراستہ نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے خراب اور ناقص ہے۔ اور سوائے صورت جذبہ کے اور کچھ انہوں نے حاصل نہ کیا۔ اور طریق جذبہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں صاحب شریعت کی متابعت کے سبب کہ اسی کو سلوک کہا جاتا ہے۔ مطلوب تک پہنچنا میسر ہوتا ہے۔ جو بے واسطہ و بلا واسطہ ہوتے کے حاصل ہوتا ہے۔

کہا گیا ہے لَوْ دَلَيْتُمْ بِدَلْوٍ لَّوَقَعْتُمْ عَلَى اللَّهِ اِذَا كُنْتُمْ جَاؤُمْ
بارگاہ حق سبحانہ میں اور پہنچائے جاؤ البطن بطون میں تو تم میں اور حق جل و علا میں

کوئی حجاب تو سطا نہیں بیگا :

حضرت خواجہ قدس سرہ فرماتے تھے کہ راہِ معیت کرنی قبل سلطانہ کو بندہ کے ساتھ ہے۔ اگر متیر ہو جائے تو وہ بلا تو سطا کسی ہمارے ہوگی۔ کہ مناسب میتہ کے یہی بات ہے اگر واسطہ ہے بھی تو وہ سلسلہ ترتیب یعنی سلک میں ہے۔ اور راہِ سمت جذبہ ہے۔ اور حدیث نبوی علیہ صلوٰۃ و سلام اللہ علیہ کہ مَن أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَيْهِ اس کے ساتھ ہے جس کو وہ دوست رکھتا ہے۔ اُس کی تائید کرتی ہے۔ کیونکہ محبوب کے ساتھ معیت جب ثبوت کو پہنچ جاتی ہے۔ واسطہ جاتا رہتا ہے۔ ہم کلامِ شریف اس مکتوب میں حضرت نے مسئلہ عدم تو سطا و سطا کی شرح تفصیل سے تحریر فرمائی ہے۔ اور دوسری جگہ اسی مکتوب میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ کسی شخص کو اولیٰ کہنے میں سیرِ ظاہر کا انکار نہیں لازم آتا ہے۔ کیونکہ اولیٰ وہ شخص ہے۔ کہ اس کی تربیت میں ارواح اولیاء اللہ کو دخل ہو :

حضرت خواجہ ہمارے قدس سرہ کو باوجود سیرِ ظاہر کے چونکہ امداد اور وعایت حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ سے بھی تھی۔ اس لئے آپ کو اُن کا اولیٰ کہا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت خواجہ نقشبند نے بھی باوجود سیرِ ظاہر کے رعایت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدانی قدس سرہ سے بہت کچھ امداد پائی تھی۔ اور جو شخص کہ باوجود اولیٰ سیر کے اقرار سیرِ ظاہر کا بھی کرتا ہو۔ اُس پر اُس کے پیر کے انکار کا الزام دینا میں رکھ دینا بڑی ناانصافی کی بات ہے :

مراۃ ترکیب لفظ عبداللہ باقی سے معنی اضافی ہیں۔ نہ معنی علمی مگر متعدد وجوہ معنی کا علمی شعار بھی اس میں پایا جاتا ہے یعنی میرا پیر اگرچہ بندہ باقی ہے مگر مشغل میری تربیت کا اللہ باقی ہے۔ اس میں کوئی تخریب نہ ہوئی اور کیا سچے ادب لازم آیا۔ اللہ تعالیٰ انصاف کی توصیف ہے :

ایک بات ہے کہ معنی سبجانی میں جو کہ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ سے غلبہ فکر میں صادر ہوا تھا۔ جو کچھ قصود بیان کیا گیا ہے اس سے لازم نہیں تاکہ وہ قصود انہی اور قرار یافتہ ہو جائے تاکہ دوسرا اس سے نفل قرار پاسکے اکثر متعارف ایسے ہوتے ہیں کہ بقضائے وقت صادر ہوئے۔ مگر جب غایت اللہ جل شانہ سے اُن کی نسبت

معلوم ہوا کہ وہ قصیدہ ہے۔ تو ان کو نہ کہ کر یا گیا اور اس کے آگے گزرتے ہیں۔
مقبض نے بھی کہا تھا کہ اگر ارباب شکر سے شل یارت لکھیں تو جانتے ہیں۔ مگر
ہوش والوں سے اس کا اظہار نہایت مستعجب ہے۔
آپ نے جواب میں لکھا کہ جس نے ایسی باتیں کہیں منش اس کا شکر ہے
اور بے آمیزش شکر کے قدم ہاتھ میں نہیں لیا گیا ہے۔ غایت فی الباب کہ اگر کسی
میں جس قدر شکر زیادہ ہوگا۔ شطح کا بھی غلبہ ہوگا جس کو یہ حسی کا سا شکر ہو تو بڑا خوش
اُس سے یہ بات کہ میرا جنت انا حضرت علی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنت ہے۔ یہ بلند ہے
ظہر میں آئے سحر ہوش ہائے کو اس کا گمان نہیں ہوتا کہ شکر بھی اُس کے کلام میں
شریک ہے اور یہ بڑا قصیدہ ہے۔ کیونکہ سچو خالص انرا ہوش تو عوام الناس لکھا
حصہ ہے جس کسی نے صحو کو بہتر کہا ہے اس کی غرض اس سے صحو کا غلبہ ہے نہ کہ صحو
اور اسی طرح سے اگر کسی نے شکر کو بہتر کہا ہے اُس کی مراد بھی غلبہ شکر ہے نہ کہ
خالص شکر کہ وہ ایک مُصنِیٰ ہے۔

حضرت جنید اقدس سے ایک انقرا اہل صحو کے مزار میں صحو کو شکر پر ترجیح
دیتے ہیں۔ مگر آپ کلام اس قدر شکر آمیز ہے کہ اُس کی کوئی حد نہیں۔ چنانچہ
آپ نے اپنے مرشد حضرت معروف کرخی کے شان میں ارشاد فرمایا کہ

هو ابعاد عن الملح وحرف

وہی عارف ہے اور وہی مہر و نعت

نیز آپ کا ارشاد پانی کا رنگ بعینہ اس کے برتن کا رنگ ہوتا ہے اور یہ
ارشاد کہ حادث جبکہ قدیم سے متا ہے تو اس میں اثر حادث باقی نہیں رہتا۔
اور شیخ ابوشیوخ شہاب الدین رضی اللہ عنہ صاحب عارف کے کامل ترین ارباب
صحو سے اُن کی کتاب میں بھی بہت سے شکر کے معارف ہیں جن کی کہاں تک تفصیل بیان
کی جائے۔ اس فقیر نے ان کے بعض معارف شکر کے ایک باب میں بھی کہے ہیں۔ چنانچہ
یہ شکر کی ہی بات ہے کہ اسرار کو ظاہر کرنے کی تجویز کی جائے۔ اور سکرات میں سوچے
کہ کوئی بڑائی اور فخر بیان میں آئے اور اپنے مراتب دوسروں پر ظاہر کئے جائیں۔
اگر صحو خالص ہوتا تو ایسے موقع پر انشاء اسرار کو کفر تھا۔ اور اپنے کو دوسروں سے

بہتر جاتا شرک ہوگا
معوذ میں سکرانہ نما کے ہے کہ صلیح طعام ہے اگر نہ کشت ہو تو کھانا بیکار
ہے بدیت

اگر عشق نبوت و غم عشق نبوت
چندیں سخن نغمہ کر گفتم کہ شنوئے

ترجمہ۔ اگر عشق اور غم عشق نہ ہوتا۔ تو ایسے ایسے عمدہ کلام کون کتنا اور کون کتنا
فقیہ نے ہو کچھ معلوم و فہم اس جماعت کے ان دفتروں میں تھویر کئے ہیں
اُس کے متعلق بذات ہر تہا را یہ خیال معدوم ہوتا ہے کہ حالت صحیحہ خالص میں کھئے گئے
ہیں۔ سجدہ لایزال یہ باتیں بلا شرک کے محض حرام اور باتیں بنانے میں شامل ہے
وہ باتیں بنانے والے کہ صحیحہ خالص سے موصوف ہیں بہت ہیں۔ پس وہ ایسی باتیں
بیان کر کے کیوں مخلوق کے دلوں کو مستحضر نہیں کر لیتے۔

فراخ فقط اس جہد آخر ہر جہت
ترجمہ یہ حافظ کی فراہ کیا ہوں ہی فضول ہی ہے نہیں نہیں۔ قصہ عجیب و غریب
عند و ما ایسی باتیں جو اشتباہ و تردید اور خلاف ظاہر پر مبنی ہوں۔

بہر زمانہ میں مشائخ طلیقہ قدس اللہ اراہم سے ظاہر ہوتی رہی ہیں۔ اور ان
بزرگواروں کی عادت جاری رہی ہو گئی ہیں۔ محض فقیر ہی نے اس کی ابتدا اور افترار
نہیں کیا ہے۔ یہ سہام میں کچھ پہلا ہی شیشہ نہیں ہے جو توڑا گیا ہو۔ پھر شیشہ
خونہ کیوں ہے۔ اگر ایسا لفظ خدا اور ہو جائے کہ عدم شیشہ عیب سے مطابقت
نہ رکھتا ہو۔ تو اُس کو تھوڑی دیر سے مطابق شریعت کر لینا چاہئے اور کسی
مسلمان کو متہم نہ کرنا چاہئے۔ جب کہ شریعت میں فحش فاحشہ کی اشاعت اور
فسق کو رسوا کرنا حرام آیا ہے۔ تو پھر اونے شیشہ پر کسی مسلمان کو رسوا کرنا کیونکر
جائز ہوگا۔ اور شہر پر شہر اس کی تشہیر کیونکر مناسب ہوگی۔ مسلمانوں اور
عربوں کی طریقت یہ ہے کہ اگر کسی سے کوئی حکم نہ ہو عدم شریعت کے خلاف میں صادر ہو جائے
تو نہایت پسند ہے کہ اس کا قائل کون ہے۔ کہ قائل خود و ذہنی ہو تو اُس کا رد کریں اور
اس کی صلاح کی کوشش کریں۔ اور اگر قائل مسلمان ہو اور خدا و رسول پر ایمان رکھتا ہو

تو اُس کے قول کی اصلاح میں کوشش کریں اور صحیح محل اُس کے لئے پیدا کریں یا خود قائل کو اُس کا جواب دینے کے لئے موقع دیں۔ پس اگر قائل اُس کے جواب سے عاجز ہو تو اُس کو نصیحت کریں اور معروف اور نہی منکر نرمی کے ساتھ بہتر ہے کہ قریب اجابت ہوتا ہے۔ مکتوب ختم ہوا۔

یہ مکتوب آپ کے مکتوبات کے جلد سوم کے آخر میں مفصل مذکور ہے۔ مکتوب مطول اور کتاب مختصر ہے اس لئے پورا مکتوب نقل نہیں کیا گیا۔ جو حضرت اس کا مطالعہ کرنا چاہتے ہوں وہ اصل مکتوبات میں دیکھ سکتے ہیں اس مکتوب کے آخر میں جو کچھ حضرت نے تحریر فرمایا ہے وہ مخالفین کے تمام شبہات و اہیہ کے جواب کے لئے کافی ہے۔ واضح ہو کہ سب افاض سے باطن شریف آنجناب پر جو کچھ معارف و اسرار مخصوصہ وارد ہوتے تھے ان کی چند قسمیں ہیں:-

ایک قسم ایسی ہے کہ آنجناب قدس سرہ کبھی اُس کو زبان بنیض ترجمان پر نہ لائے اور رمز و اشارہ سے بھی کبھی ظاہر نہ کیا مثلاً تاویل مقطعات و منشاہات قرآنی کہ آنجناب پر منکشف ہوئے تھے۔

دوسری قسم وہ ہے کہ ان کا ظہار صرف اپنے صاحبزادوں سے خاص طور پر فرمایا دوسرے اشخاص کو اس میں شریک نہیں فرمایا اور نہ وہ قسم سے بیان کئے گئے۔ تیسری قسم کے وہ معارف ہیں جن کو آپ اپنے اُن مریدوں سے جو محرابانِ ازل و کالمیں احاطے بیان کیا اور ان کے ظہار کے وقت خلوت خاص ہوتی تھی۔ اہل دروازے بند کر لئے جاتے تھے۔ اور اگر اتفاقاً کوئی اور شخص آجاتا تو سکوت اختیار فرماتے اور کئے سخن کو بدل دیتے اور بقیہ اسرار کو اور کسی وقت بیان کرتے تھے۔ یہ معارف گرامی قدر حق الامکان تحریر نہیں کئے جاتے تھے۔ مگر جب کہ کوئی محرم از التماس کرتا تو بجا اُجابت سوال ایسے طریقہ سے تحریر فرماتے کہ ہر کوئی شخص اُس کا اور اکثر کر سکے۔

چوتھی قسم یہ ہے کہ بالتماس سائل یا برنیت اتادہ طالبانِ عموم و شمولاً تحریر کئے گئے ہیں۔ رسائل و مکاتیبِ فائزۃ و افرارِ لکنت انہی اسرارِ قسم چہارم پر مشتمل ہیں اور بہرِ معرفت دل سببانِ کھیلے شفا و دُخوروں کیلئے وصال ہے۔

یہ تمام مکتوبات قدسی آیات و رسائل چالیس ہزار بیست زیادہ ہیں دفتر
 اول تین سو تیرہ مکتوبات پر مطابق اعداد انبیاء مسلمین و تعداد اصحاب و مشعلت اور
 مسئلہ ہجری میں ختم تمام کو پہنچا۔ اس کی تاریخ تکمیل دس سالہ معرفت ہے +
 دستِ دوم تانے کے مکتوب پر مشتمل ہے موافق اعداد اساءِ شمس +
 دستِ سوم ایک سو چودہ مکتوبات پر مطابق اعداد سورہ قرآنی حادثی +
 نیز آپ کے رسائل مثل مبداء و معاد اور معارف لدنی کو آپ کے احوال و
 مقامات خاصہ پر متضمن ہے۔ اور رسالہ مکاشفات غیبیہ اور رسالہ ثبات نبوت اور
 رسالہ آداب المریدین اور شرح رباعیات حضرت خواجہ اور تعلقات عارف اور سال
 رد شیعہ وغیرہ بھی اس قدر قسم چارم میں سے ہیں بلحاظ مطالب کی باریکیوں اور عبارات
 کی مشکوٰۃ اور اسرار کی تحقیق اور رسالات و اشارات کی تدقیق کے آنجناب قدس سرہ کے
 علو شان اور رفعت مکانِ بندگی مراتب پر کرامت ساطعہ اور آیہ قاطعہ میں کشف
 حقائق الہی میں جو کچھ نازکیاں اور باریکیاں آنجناب قدس سرہ نے کی ہیں۔ انکا برعلیا
 و مشارحین اس کے شیعہ ہیں۔ اور جو کچھ دقائق متعلق بہ حضرات خمس اور توحید
 وجودی و شہودی اور مشاہدہ و مکاشفہ اور ایقان و ایمان غیب و بیان اطوار سبعہ
 و ظہور انوار مختلفہ و تجلیات مشکفہ و غیر مشکفہ و جمع بین التشریہ و تنزیہ و تشریح
 اور مضامین باقی اطلاق و محال تقیسات و تجلی برقی و دوامی و معاملہ و راتجلی سکرو محو و
 علوم وراثت و غیر وراثت اور ولایت کی قسموں کی تحقیق یعنی صغرے و کبرے
 و علیا و مقام نبوت رسالت و صدیقیت و قربت و تدلی و تدنی و محبت و خلقت
 اور درجائے سبب و متابعت و وحد صاحبان و ملاحت و جمع درمیان ہر دو اور سیر فانی
 و انفسی اور سیر اور آفاق و نفس میں آنجناب نے بیان فرمائے ہیں وہ مختلفہ و
 پڑھا ہر ہویدا ہیں صرف یہی علوم و معارف جو سحر و سحر فرمائے گئے باوجود علو شان
 و فصاحت و بلاغت مرتبہ اعجاز میں داخل ہو سکتے ہیں کیونکہ انکے روزگار
 اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہیں اور جب خلوت میں زبان الہام ترجمان سے
 بیان کیا کرتے تھے تو اور ہی حال وارد ہوتا تھا۔ گویا مرقومات قال ہیں اور
 ملفوظات حال و بیان معرفت ہیں اور یہ تمام نسبت عطا بر نعمت ہیں پر وہ تقریر

میں ایسا تصرف فرماتے کہ سامعین پر سکر و حضور غالب ہو جاتا تھا اور ایسی لذت اور حال درود ہوتا جس کا بیان ناممکن ہے۔ اور آپ اپنے تصرف سے جو حال کہ غائب فرماتے طالبان حق جل شانہ کو اس میں متحقق و متصف فرماتے تھے محض ان جہت سے کہ اسرار سے نجات تو اپنے کو مست اور متحیر پاتے اور جن حضرات کو آپ اپنے محرم اسرار میں داخل کرتے تھے وہ متمنی رہتے کہ اب کس روز آپ کو محارف و اسرار کے بیان کا موقع ہو گا۔

تحریر و تقریر حقائق میں آنجناب قدس سرہ کا طریقہ اینقد یہ تھا کہ جب ان علوم کے مآخذ سے مطلع نہ ہو جاتے اس کا تذکرہ ہرگز نہیں فرماتے تھے۔ بعض مخلصین آپ سے حضرت ابیاس علیہ السلام کے حالات کے متعلق اکثر سوال کیا کرتے تھے۔ آنجناب ہمیشہ خاموش رہتے۔ ایک ت کے بعد جب ان دونوں بزرگوں سے ملاقات ہو گئی تو اس وقت سائلین کو ان کے جوابات تحریر فرماتے۔

اسی طرح بعض اہل حضرت یعقوب علیہ السلام کی حضرت یوسف علیہ السلام ساتھ الفت کی وجہ دریافت کیا کرتے تھے۔ آپ نے سوائے خاموشی کے اور کچھ جواب دیا اور معلومات کی بنا پر اس کا حل نہ فرمایا۔ مگر جب آنجناب قدس سرہ پر تمام حالات منکشف کئے گئے۔ تو اس وقت بیان فرمایا اور سائل کے پاس تمام اسرار مرقوم کر کے ارسال فرمائے۔

بعض محرمات حضور نے بقیہ تصدیق علی کے اسرار دریافت کئے تھے وہ ایک مکتوب میں مذکور ہیں۔ اور جس مائل کے نام وہ مکتوب لکھا گیا تھا وہ اہل دنیا میں مشہور ہے۔ پس آپ متامل ہوئے کہ یا مگر جماعت مستقیم القدر کے لئے باعث شورش نہ ہو جائے۔ ایک لمحہ کے بعد براٹھا کہ یہ شعر پڑھا ہے

یار بس این غیب خنداں کہ سیر و میزش

مے سپام تو از چشہ حضور چمنش

ترجمہ۔ خدا یا یہ شگفتہ کلی جو تو نے مجھ کو عطا فرمائی۔ یہ اس کو میرے تیرے ہی سپردگی میں دیا کہ ماسدوں کی آنکھ سے محفوظ رکھ دے۔

آج کی توجہ کی برکت اور بارگاہِ صمدیت پر محمول کر دینے کی وجہ سے یہ عالم
آگے نہ بڑھا۔ اشرکسی نے سمجھا :

آپ کی ایسا دست یہ بھی تھی کہ اکابر اولیاء کے ایسے موقوفات کے تمام
شرعیات کے موافق نہیں ہیں اور بہانہ طلب ملے طبیعت لوگ اُن کو کھانسل کی
دستاویز بناتے ہوئے ہیں۔ آپ اُن کی تاویل مستقیم کر کے مطابق شریعت غرا
فرمادیتے تھے۔ یہاں توجہ میں ظاہر ہوتا کہ یہ قول غلبہ سکرو حال کی وجہ سے
ظاہر ہوا ہے یا خطا کشفی ہوئی ہے۔ تو دینا ہی تخریر فرمادیتے تھے لیکن
کشفی کو خطا، اجتہادی کی طرح قابلِ تقلید بھی قرار نہیں دیتے تھے اگر مدعیانِ کام
اور کم فہم کو اس کے اثبات میں شدت کرتے ہوئے دیکھتے تو آپ بھی یہ سببِ حجت
ہسلام وغیرہ میں کمال متابعت حضرت سید المرسلین علیہم السلام و تسبیحات
اُس کا رد تخریر فرماتے تھے۔ چنانچہ جو کچھ آپ نے بتقریب میر و رائے نفس آفاق
اور کلامِ سید الطائفہ کے حادث جب قدیم سے متصل ہو جائے تو اُس میں صحت و ثبات
افزاتی نہیں رہتا ہے۔ کئے متعلق رد تخریر فرمایا ہے وہ اسی قبیل سے ہے :

شہدۂ ختم

مخالفین کہتے ہیں کہ آنجناب قدس سرہ نے کلام اکابر شافعیین سلف پر

طلعن فرمایا ہے :-

جواب

میں کہتا ہوں کہ آنجناب قدس سرہ نے تا پانچ عرق محبت تو صیغ کبراء
و خلف سے ہیں لیکن ارادہ برائے کسی کلام پر اعتراض کیا گیا ہے تو وہ نیکیتی
و حکمت و الہام و اسلام پر مبنی ہے۔ بحاصل اگر انصاف کیا جائے اور آنجناب کے
حال کا غلبہ اور کلام کی مرتبت اور اعمال کی بلندی اور کمال تہلیل و سندت دیکھا
جائے تو بلا توفیق و تامل کہا جائیگا کہ بیشک آپ کے ہر طرح سے حق حاصل ہے کہ
بانتہار اپنے کشف و الہام کے اُن کام کا شقوق پر اعتراض فرمائیں۔ کیونکہ پہلے سے

ایسا ہی ہونا آیا ہے چنانچہ بعد کے انبیاء کی شریعتیں پہلے نبیوں کی شریعتوں کے مخالف بلکہ ناسخ ہوتی آئی ہیں۔ پس جب کہ ایک شریعت کی دوسری دھجی سے مخالفت ثابت ہوتی ہے۔ اگر ایک امام کو دوسرے امام سے مخالفت تحقیق پذیر ہو تو کوئی امر مانع ہے۔ یا سوا اس کے مشاجرات و مخالفت صحابہ کبار اجتہاد ہی کی وجہ سے شائع ہیں۔ اور علما میں بھی ایسے ختلافات سے ہیں +

چنانچہ شیخ علاؤ الدین دمشقی اور شیخ محمد الدین ابن عربی کا اختلاف وحدت الوجود میں مشہور ہے۔ علانکہ شیخ علاؤ الدین نے شیخ اکبر کو عارف مجانی کہا ہے۔ اور اپنی تصنیف میں شیخ کی تعریف و توصیف کی ہے۔ اور مجتہدین میں بھی باہمی رحیمیت سے ہیں +

اور شارک کے لئے درجہ چہرہ سا پر پہنچنے کے بعد باوجود مخالفت استاد اپنی رائے کا اتباع واجب ہوتا ہے +

امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ میں نے خلق قرآن میں چھ ماہ کا عظمیٰ کے ساتھ بحث و مباحثہ کیا۔ بہت مسائل میں امام عظیمؒ کی رائے کے خلاف قول صاحبین پر فتوے دیا گیا ہے +

لیکن میرتبہ ہر ایک ناقص المعرفت اور ادنیٰ رائے والے لوگوں کو حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔ مگر باوجود ان کمالات کے آپ بزرگان دین کے آداب کی کماحقہ حفاظت فرماتے تھے +

ایک مرتبہ آنجناب قدس سرہ کے صحابہ کبار نے خدمت الایمین کتاب عوارف المعارف کا درس شروع کیا۔ آپ نے اس پر ایک جزو حاشیہ نیا نیا فصیح و بلیغ عربی زبان میں لکھا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ہم نے اب اس کی شرح لکھنی ترک کر دی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی مقام پر ایسی باتوں کی نوبت پہنچ جائے۔ جس سے شیخ المشیوخ کا حسن ادبؒ تھکے جا رہے +

آنجناب قدس سرہ نے ابتداء اپنے معارف و محققانہ مضامین کے لکھنے کی طرف توجہ بحکم حضرت خواجہ قدس سرہ فرمائی تھی کہ حضرت خواجہ آپ سے استفادہ فرماتے تھے اور آپ جواب دیتے تھے۔ اور احوال بزرگان سلسلہ

نقشبندیہ میں ایک سال تحریر کرنے کیلئے ازراہ کشف خاص کے آپ کو حکم دیا تھا اور جب وہ سال اتمام کو پہنچا تو حضرت خواجہ کی خدمت میں بھیجی گئی۔ حضرت نے اُس پر اظہارِ مسرت و تحسین و تصدیق فرمائی اور بعض ادبیاءِ اشد کے حال کے متعلق بعض باریکیوں کو حضرت خواجہ قدس سرہ نے آپ سے دریافت فرمایا تھا۔ چنانچہ حضرت خواجہ کا وہ مکتوب آپ کے مکاتیب میں موجود ہے +

سب بڑا سبب ان تحریرات کا ارشاد و راجح طبعیت بدل دیا، سلف بلکہ امرِ عايشان سیدالدين آخرین علیہ من ینصوت اکملہا ومن الشیعات انہا ہوا ہے چنانچہ آپ کے ایک مکتوب میں جو حضرت خواجہ کی خدمت میں لکھا گیا تھا۔ اُس کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے +

ایک سال بعض جناب کی درخواست پر تیسرے ہوا۔ انہوں نے خواہش کی تھی کہ چند نصابِ تحریر فرمائیے۔ کو طریق کے لئے نافع ہوں۔ اور اُس کے مطابق زندگی بسر کی جاسکے۔ بے شک یہ سال پسندیدہ اور کشیدہ البرکت تصنیف ہوا ہے۔ اُسکی تحریر کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ حضرت رسالتِ خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والسلام و اُختیہ ادیار اللہ کی ایک جماعت کثیر کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ اور کمالِ کرم سے اُس کو پوسہ دیتے ہیں۔ اور اکابر کو بتا رہے ہیں کہ اعتقادات ایسے ہونے چاہئیں۔ اور وہ جماعت احبابِ تصنیف سال مذکور کا باعث ہوئی تھی آنحضرتؐ کے مراحم و مکارم سے ممتاز ہو ہی ہے۔ اور حضرتؐ کے روبرو کھڑی ہے۔ یہ قصہ بہت موزن ہے۔ اور اُسی مجلس میں اس واقعہ کی اشاعت کیلئے فقیر کو حکم دیا گیا۔ ۶

باکریاں کار بادشوار نیست

چونکہ آپ کو بلحاظ وراثت خدیو معظم حضرت فاکر و اعظم حضرت خدائے
کہ اُن کی شان میں یہ حدیث وارد ہوئی ہے کہ حق عمر کی زبانِ حققت کو فرماتا ہے۔
اور ہر اُمت کیلئے محدث ہوتا ہے۔ اور اس اُمت کے محدث عمر ہیں۔ آپ کو
بھی محدث (بفتح وال) بنایا گیا تھا۔ اس لئے یہ تمام اسرار و حقائق و دقائق اُسی پاک
ذات سے آپ کی زبان گوہرِ نشان پر جاری فرمائے گئے۔ اسکی تفصیل گذر چکی ہے +

نیز اس نے اواخر جلد اول مکتوبات شریف میں تحریر فرمایا ہے کہ تعلیم معارف تحریر شدہ و قیثا الہاماتی رحمانی ہیں۔ ان میں وسوسہ شیطانی کو مطلقاً دخل نہیں ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ فقیر نے جب ان علوم کی تحریر کا ارادہ کیا تو بارگاہ اقدس خداوندی جل سلطانہ میں التجا کی۔ دیکھا کہ ملاکر ام علیہ السلام علیہم الصلوٰۃ والسلام اس تحریر سے شیاطین کو وقع کر رہے ہیں۔ اور اُس مکان کے اطراف پھرنے کا موقع نہیں دیتے ہیں چونکہ نعمات جلیلہ کا اظہار بہت بڑا مجاہدہ ہے اس لئے اس نعمت عظمیٰ کے اظہار کی جرات کی گئی۔ امید ہے کہ یہ جرات عجب سے میرا رہے گی۔ کیونکہ عنایت الہی سبحانہ ساپنا نقص اور ذاتی ثباتی ہر وقت نصب العین ہے۔

نیز ان علوم کثیرہ کی تحریر کے مؤید دو امر عظیم و کبیر ہیں :-
 اول :- یہ کہ سیدنا امام علیہ السلام نے آنجناب سے فرمایا کہ تو علم کلام کا مجتہد بن گیا۔ یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے واقف میں فرمایا کہ میں آیا ہوں تاکہ تم کو علم سموات کی تعلیم دوں اور یہ تعلیم دوسروں کو بھی نفع دے گی کہ ایک ساعت کیلئے بار وجود سے رحمت حاصل کر سکیں گے۔
 چنانچہ آنجناب علیہ السلام نے لکھا ہے کہ ایک جماعت بار وجود سے تسکین کے لئے سماع و قرص میں مشغول ہوئی۔ اور ایک جماعت نے تصانیف کا آغاز کیا اور اُس بار سے اپنے کو ٹپک گیا۔

نیز ان اسرار کی تحریر کا ایک باعث یہ بھی ہے کہ آنجناب پر ظاہر کیا گیا تھا کہ آپ کی تحریرات حضرت ہمدانی معبود کی نظر کیسا اثر میں آئیں گی۔ اور مقبول ہوں گی۔
 نیز اس کثرت تحریر اسرار کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ علوم معارف الہامیہ سب سے بڑی آیات اور کرامات ہیں۔ اسی لئے معجزہ قرآنی تمام معجزات سے قوی اور البقی ہو۔ آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ علوم و معارف کا یہ ابن خیران کہاں سے آ رہا ہے۔ باوجود اس کثرت کے علوم شرعیہ کے ساتھ با تکیہ موافق ہیں اور سر مو مخالفت سنت کے ساتھ نہیں رکھتے ہیں۔ خصوصیت صحت علوم کی علامت خاص ہے۔ چنانچہ ہمارے حضرت خواجہ قاسم ترمذی نے تحریر فرمایا تھا کہ تمہارے علوم سب صحیح ہیں۔

آپ نے اس مکتوب کے ختم کے بعد جو آپ کے طریق کے بیان میں لکھا گیا ہے
 یہ لکھا ہے کہ یہ ہے وہ طریق جس سے حضرت حق سبحانہ نے حقیر کو متاثر کیا ہے۔ ابتدا
 سے انتہا تک اس کی بنیاد نسبت نقش بند یہ ہے کہ اندراج نہایت زیادیت کو شامل
 ہے۔ اسی بنیاد پر عمارتیں تیار کی گئیں اور محل بنائے گئے ہیں مگر یہ بنیاد نہ ہوتی تو معاً
 یہاں تک بڑھنا۔ تخم بخارا اور سمرقند سے لایا گیا! اور زمین ہندوستان میں جس کا خمیر
 خاک شیر و بٹھا سے ہے بویا گیا اور آبِ فضل سے برسوں سیراب کیا گیا۔ اور تربیت
 احسان سے تیار کیا گیا۔ اور جب کشتکاری کمال کو پہنچی تو یہ ثمراتِ علوم و معارف
 حاصل ہوئے۔

قل بعدیہ علوم و معارف میں کہ ترجمانِ احوال و مواجید ہیں۔ اکثر
 تناقض اور اختلاف مفہوم ہوتا ہے۔ اس کو مختلف اوقات و اوضاع پر محمول
 کرنا چاہئے۔ کیونکہ ہر وقت کے احوال و مواجید علیحدہ اور ہر مقام کے علوم و معارف
 نئے ہوتے ہیں۔ پس حقیقت میں نہ کوئی تناقض ہے۔ اور نہ اختلاف اس کا حکام
 شرعیہ کا ساحل ہے کہ نسخ و تبدیل کے بعد احکام متناقض معلوم ہوتے ہیں۔ اور
 جب اختلاف اوقات و اوضاع کو ملاحظہ کیا جائے تو تناقض اور اختلاف مرتفع
 ہو جاتا ہے۔ وَاللّٰهُ سُبْحٰنَہٗ یُعَلِّمُکُمُ الْحِکْمَہٗ وَالْمَصٰیحِ فِیْ ذٰلِکَ فَتَلٰکَ
 تِلْکُمُ الْمَوْزِیْنُ خَدٰیءَ پاک حکمتوں اور مصلحتوں کو جانتا ہے پس تو شک کرنا
 میں سے مت ہو۔

حضرت شمس

آنجناب قدس سرہ کے محفوظات میں ہے
 محفوظ ایک مبارک ات میں کہ شب قدر اس سے قدر و مرتبہ کا استفادہ
 اور شبِ برات کمالاتِ مراتب اس سے حاصل کرے۔ آنجناب صاحبِ کمال پُر وقت اور
 حال عمدہ وارد تھا۔ آپ نے حضرت مولوی قدس سرہ کی یہ دو باتیں جوش و خروش
 سے چند بار تکرار فرمائیں۔
 عشق معشوقان نہان است سیر
 عشق عاشقانِ باد و طیل و نیر

ایک عشق عاشقانِ تن زدہ کند عشق معشوقانِ خوش و فریاد کند
ترجمہ معشوقوں کا عشق محقق اور اندر دُورنی ہوتا ہے۔ عاشقوں کا عشق کھلم کھلا
ہوتا ہے۔ عاشقوں کا عشق اُن تن بدن کو خشک کر دیتا ہے۔ مگر معشوقوں کو خوش
اور فریاد کر دیتا ہے +

اور فرمایا کہ معشوقوں کے عشق کو کمالِ رفعت میں عاشقوں کے عشق سے
کسی طرح کی مناسبت نہیں ہے۔ کیونکہ معشوقوں کے عشق کا تعلق اُسی ایک ذات
عاشق سے ہے۔ بلا لحاظِ صفاتِ عاشق کے اور عشقِ عاشق میں صفاتِ معشوق ملحوظ
رہتی ہیں۔ لہٰذا یہ کہ غائبِ عشق کا زمانہ و راز گزرنے کی وجہ سے صفاتِ معشوق سے
ذاتِ معشوق میں سائی ہو جائے اس وقت اُس کی محبت ذاتی ہو جاتی ہے اور
صفاتِ معشوق خود عاشق میں جلوہ گر ہو جاتی ہیں +

چنانچہ جنوںِ عامری کے آخرِ حالات میں بیان کیا جاتا ہے و اگر وہ عشقِ عاشق
میں ابتدا اور توسط میں ملحوظ صفاتِ معشوق ہیں مثلاً عشقِ مجازی میں خسار کی سپیدی
اور قدر کی آراستگی، شہم کی ماحولیت، تکلم کی فصاحت اور آنکھوں کے گوشہ کا ناز و
انداز اور اُبرو کا جُشن۔ زلف و گیسو کے شکن۔ اور غیب کے خطوط اور چاہ و حق وغیرہ
مگر اُس عشق میں جو معشوق کو عاشق کے ساتھ ہوتا ہے اُن سے کوئی صفت بھی ملحوظ
نہیں ہوتی ہے۔ پھر فرمایا کہ چونکہ عشقِ صفات میں بے آرامی اور تلون ضروری ہے
اسی لئے عشقِ عاشق دو سوطِ ظہیر کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور عشقِ ذات موجبِ آیات
و تمکین ہے۔ عاشق کی زاری و زاری اور معشوق کی فریبی و مسرت اُس کے کافی
علامت ہیں۔ مولانا کا یہ کہنا کہ عشقِ معشوقانِ نہان است ستیرِ محبتِ ذاتیہ کی طرف
اشارہ ہے۔ کیونکہ ذاتِ صفات سے اخفی اور اوق ہے۔ آنجناب قدس سرہ کی
اس شرح میں ارشاد باری تعالیٰ **وَيَجُودُونَ** کی تفسیر ہے +

ملفوظ۔ ایک و زاری درویشِ صفا کیش نے آنجناب سے پوچھا کہ غوثِ بابی
شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ السامی نے فرمایا ہے۔ کہ ہر چیز میں رحمت ہے باستثناء
محبت کہ وہ رحمت سے خالی ہے یہاں قتل کرتے ہیں اور مقتول ہی سے خون بہا
لگتے ہیں اس کا مطلب کیا ہے؟ آنجناب بے تھوڑی دیر متوجہ و مراقب سے ہے اور

پھر حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ کلام زوال عین و اثر کا پتہ دیتا ہے چنانچہ
ایسے حال والا شخص اس کلام کے ساتھ لب کشائی کرتا ہے اگرچہ اس کے حق میں
محبوب کی طرف سے بالکل رحمت ہی رحمت نازل ہو رہی ہے۔ مگر یہ بیچارہ
عاشق اپنے محبوب سے ملنے کی انتہائی بیقراری کی وجہ سے گویا محبوب کے ساتھ
ہے اور اگر کسی چیز کو اپنے لئے رحمت نہیں جانتا۔ کیونکہ ایسی حالت میں کہ
عاشق محبوب کے دور ہو تو محبوب سے دور ہو تو محبوب کا نام اور وطن و مکن
کے پتہ کا حال سنا بھی عاشق کے لئے باعثِ فرحت ہے۔ مگر وہ دیدارِ محبوب
ہی کو رحمت جانتا ہے۔ مگر جب وہ محبوب کی مہربانی سے بُد سے قرب کے درجہ
کو پہنچا تو اُس کی تشنگی اُس کو بھی غیر رحمت جانتی ہے۔ اور ہم آغوشِ محبوب
کو رحمت دیکھتی ہے اور جب عنایتِ محبوب سے ہم آغوش ہو گیا۔ تو کمالِ طلب
کی وجہ سے اُس کو بھی رحمت نہیں دیکھتا ہے اور غلینِ معشوق بننے کو رحمت دیکھتا
ہے۔ اور اگر معشوق کی عنایت سے وہ اُس کا عین بھی ہو گیا۔ تو اُس عنایت میں
جو ہر ت سے مدارج و مراتب پہاں ہیں اُس کی تشنگی اُس کو بھی رحمت نہیں
دیکھنے دیتی ہے۔ اس لئے وہ ہل مری قہرِ جلد کتا ہوا اُن مراتبِ مدارج کا
طالب بنتا ہے۔ یہ قول رکشہ سے دیت مانگتے ہیں مطلب یہ کہ عاشق
اپنے خیال میں اپنے کو کشتہ پار ہے۔ اور جو کچھ سوسک اُس کے ساتھ ہو رہا ہے
اس کو بقایا سے آثارِ دیت سمجھ کر بڑی حیرت سے کہتا ہے۔ مگر یہ نہیں جانتا
کہ اُن مراتب میں اُس کا قتلِ اتمام کو نہیں پہنچاتا۔ اور ایک رنقِ حیاتِ باقی
تھی۔ اور قتلِ دوم میں اُس کا ازالہ ہوا۔ مگر نظرِ قاتل میں ایک اور رنق
دقیق باقی رہ گئی تھی۔ پس اُس کے دفعہ کرنے میں مشغول ہو گیا۔ والبقیۃ
علیٰ ذلک۔

قاتل کے مقتول سے دیت طلب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مقتول نے اپنے کو
بالکلیہ قاتل کے سپرد نہیں کیا ہے۔ جب تک کہ ایک سرِ مرقوم مقتول کا باقی ہے قاتل
دیت کا طالب ہوتا ہے۔ مگر میں کیا کہوں کہ اُس کے ساتھ کیا گذرتا ہے۔ اور وہ
کیا دیکھتا اور کیا کہتا ہے۔

ملفوظ - ایک در آپ قدس سرہ نے فرمایا کہ شیخ علاؤ الدین فرماتے ہیں۔ میں باکھی

ابن ہم بود کہ نو دئی برخیزد امکانِ حدیثِ بردہ می برخیزد
گزلفِ خدا و رسید از راهِ واپ شاید کہ مے از تو توئی برخیزد

ترجمہ - میں ہم ہے کہ تجھ میں اور تیرے خدا میں جو دوئی ہے وہ جاتی ہے اور حدیثِ سلوک کے ذریعے سے دور ہو گیا۔ اگر وہی لطفِ خدا ہو جائے تو ممکن ہے کہ کسی ایک دم کے لئے تجھ سے تیری خودی دور ہو جائے +

اس باغی میں زوالِ عین کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اگرچہ قائل اس حال کو صرف ایک لمحہ کے لئے جانتا ہے کیونکہ اس زوالِ عین سے تجلی ذاتی میسر ہوتی ہے اور قائل کو صرف تجلی برتنی حال ہے۔ اس لئے اس کا اثر صرف دئی ہے میرا یہ کہنا کہ زوالِ عین سے تجلی ذاتی میسر ہوتی ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب تک کہ کوئی اسم یا صفت ملحوظ رہتا ہے عارف کا عین ثابتہ درمیان میں حائل رہتا ہے اس لئے زوالِ عین متحقق نہیں ہو سکتا۔ پھر فرمایا کہ صاحبِ فصوص قدس سرہ زوالِ عین کے مطلقاً قائل نہیں ہیں اور تجلی ذاتی کو صرف صورتِ متجلی کے لئے ثابت کرتے ہیں +

چنانچہ نصِ شیشی میں فرمایا ہے کہ التَّجَلِّي مِنَ الذَّاتِ لَا يَكُونُ إِلَّا بِصُورَةٍ اِمْتَجَالٍ لَّهٗ فِي اِمْتَجَالٍ لَّهٗ لَا يَدْرِي اِلَّا بِصُورَةٍ فِي مَرَاةِ الْحَقِّ تجلی ذاتی صرف صورتِ متجلی کے لئے ہوتی ہے۔ پس متجلی لا مرآت حق میں اپنی صورت کا ملاحظہ کرتا ہے +

یہ بھی فرمایا ہے کہ مرتبہ عین معصومات باری نے سے ہے اگر وہ زائل ہو جائے تو علم حق تہا لے کا جہل کی طرف متغلب ہونا لازم آئیگا۔ اور یہ حال ہے اور اس کا اعتقاد اگر اہی ہے۔ بلکہ صاحبِ فصوص زوالِ اثر کے بھی قائل نہیں ہیں چنانچہ کہا ہے کہ اگر عین زائل ہو جائے تو اثر کہاں چلا جائیگا +

بعض صوفیوں کے کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عین زائل ہو جاتا ہے مگر اثر نہیں جاتا +

ہمارے نزدیک حق یہ ہے کہ عین و اثر ہر دو زوال پذیر ہیں۔ چنانچہ کلام شیخ بلند سیر حضرت ابو سعید ابوالخیر قدس سرہ اس مطلب کی تصریح کر رہا ہے اور جس نے زوال عین کو بیان کیا۔ اور زوال اثر کو چھوڑ دیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ زوال عین قائل سے بھی تحقق نہ ہوا تھا۔ کیونکہ اثر حکم عرض کرتا ہے۔ اور عین حکم جو ہر اگر جوہر زائل ہو جائے تو عرض نہیں ہو سکتا۔ کہ عرض جوہر سے قائم ہے۔ کوئی وجود علیحدہ اس کا نہیں ہے۔ اگر سر جلا جائے تو در و سر کب ہو سکتا۔

پھر آپ علیہ الرحمۃ نے حضرت شیخ ابو سعید قدس سرہ کی وہ ہر باجی جو اپنے محو اثر کے سائل کے جواب میں تحریر فرما کر بھیجی تھی۔ پڑھی۔ اور اس کے چوتھے مصرع کی تکرار کے فرمایا کہ ہم زوال عین و اثر میں شیخ بزرگوار کے ساتھ متفق ہیں۔ لیکن ہم مصرع

چوں میں ہمہ عشوقی شدم عاشق کیمست
کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ ہم شیخ علاؤ اللہ کی طرح یہ کہتے ہیں کہ :-
” توئی برخیزد و توئی برنخیزد “

لیکن شیخ سمنانی علیہ الرحمۃ نے اس حال کو ایک دم کے لئے کہا ہے اور ہم ہمیشہ کے لئے اس کے قائل ہیں کہ ہمارے پاس تجلّی ذاتی دائمی ہے۔ برقی نہیں ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ زوال عین و اثر کے لئے دوئی کا جاتا رہنا لازم نہیں ہے ممکن ہے کہ ہستی ظل اصل کی ودیعت ہو۔ کہ اپنے کو دیکھ رہی تھی۔ اور جب اصل کو دیکھا تو چونکہ اس کی توئی اصل ہی کی نہایت مودعہ تھی۔ اس لئے توئی جاتی رہی۔ مگر دوئی قائم ہے کہ ظل سے اصل سے نہیں ہو سکتا۔ سمجھا جس نے سمجھا۔

اس مقام میں آپ نے اس قدر دقائق و حقائق اضافہ فرمائے کہ قوت مدرک کو اسے احاطہ کی طاقت نہ رہی۔ اور یہ بھی فرمایا کہ شیخ علاؤ اللہ کا یہ تمام غوغا صاحب متعانت کے مقابلہ میں کہ انہوں نے حق کو جو مطلق سے تعبیر فرمایا ہے۔ اس لئے ہے کہ شیخ موصوف کی کو منحصر مقید و مطلق میں باتے ہیں۔ اور عدد و نام و اقسام کے اس کو قسم ثالث نہیں قرار دیتے ہیں۔ علاوہ ان کا تو بن مطلق کے مطابق بھی یہی قول درست ہے مگر شیخ ابن عربی رضی اللہ عنہ نے اس مطلق سے قیید مطلق سے بھی پاک اور بالا مطلق ہے

یہ تیسری قسم شیخ کی اصطلاح خاص ہے۔ اور اصطلاح میں کسی کو کوئی کلام نہیں ہو سکتا اس صورت میں یہ تمام نزاع لفظی قرار پائے گی +

ملفوظات جس طرح کذات ہمارے اور اک اور تصور میں نہیں آ سکتی ہے۔ اسی طرح صفات بھی نہیں آ سکتے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ صفات ساکب کے اور اک میں آ سکتے ہیں۔ وہ ظلال صفات ہیں +

ہمارا مسکدہ ہے کہ مطابق آیت اذ کسر فی تمام وقت کو اُس کی او میں رکھیں، کہ وہ بھی حکم اذ کسر گھر اپنے کرم سے تم کو یاد کرے۔ جس کا وہ وعدہ فرما چکا، ذکر لغرض حصول احوال و مکاشفات نہ کیا جائے۔ اور متحید میں کوئی مطلب نہ رکھا جائے۔ بلا کسی غرض کے جان و دل سے ذکر و عبادت میں مشغول رہیں۔ پس اگر قبول ہو جائے تو وہ جس چیز سے سرفرازی بخشے۔ اور وہ موافق معتقدات اہل سنت و جماعت شکوۃ اللہ سبحانہ سعید ہو تو اُس پر اعتماد کریں۔ اور شکر بجالا کر ہل من غریب کہیں اگر ایسا نہ ہو تو وہ امتبار کے لائق نہیں ہے +

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ باوجود حصول کمالاتِ اہلیہ کے مراقبات صفات کو اس کے تصورات میں اُس کی تنزیہ پاک کی مراعات میں خوف و حیرت پیدا ہوتی ہے۔ بعض مشائخین کے بارہ میں سننا گیتا تھا کہ مبتدیوں کے مرتبہ ذات پاک کی تعلیم دیتے ہیں اور اس کو ایک نور بے رنگ بے چیز سے کہ تمام عالم کو محیط ہے تعبیر کرتے ہیں۔ صاحبِ حراۃ کے بیان سے معلوم ہوا کہ نور بیضا و عریض کو خیال میں رکھا جاتا ہے۔ حالانکہ حق سبحانہ اُن کے اس خیال سے پاک ہے۔ وہ بیضا و عریض حقیقی ہے کہ اُس میں انبساط و طول و عرض اور اس قسم کے تجلیات کی گنجائش نہیں ہے +

ملفوظ۔ جس دن کہ میں نے حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت مبارک میں حاضر ہو کر بیعت کی مجھ کو یقین ہو گیا تھا کہ عنقریب اللہ تعالیٰ اپنے کرم خاص سے مجھ کو اس راہ کی نہایت تک پہنچائے گا۔ اگرچہ میں اس یقین کی نفی کرتا تھا اور اپنے احوال و اعمال کے تصور کے دیکھنے میں کوشش کرتا تھا۔ مگر کامیابی نہ ہوتی تھی اور یہ شعر اکثر میری زبان پر رہتا تھا۔

ازیں فوسے کہ از تو بردلم تافت یقین دہنم کہ آخر خواہمت یافت
توجہ آپ کے اُن انوار سے جو میرے دل پر تابان ہیں۔ مجھ کو یقین ہے کہ میں آپ کی ضرور
پاؤنگا۔

ملفوظ حضرت خواجہ اہلس (طاب ثراہ) کے پاس کوئی نسبت اُن کے
نسب سے ایسی نہ تھی کہ ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہ نے ہم کو غایت فرمائی
ہو۔ مگر ایک نسبت نایاب عظیم عطیات حضرت خواجہ احرار قدس سرہ سے باقی رہی
تھی۔ اور اس کو ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہ نے اپنی وفات کے بعد کہ ایک
فقیر ایک روز منورہ کی زیارت کے لئے گیا تھا مرحمت فرمائی ہمارے حضرت
خواجہ قدس سرہ کی سرگرمی مریدوں کی تعلیم اور تربیت کے متعلق اُسی وقت تک تھی
کہ میری تعلیم اتنا تک نہ پہنچی تھی۔ جب آپ میری تعلیم کے کام سے فارغ ہو گئے تو
معلوم ہوا کہ حضرت نے نوہ کو کار مشیخت سے روک لیا۔ اور حسب مریدوں کو میرے
حوالہ کر دیا۔ اور میرے بارہ میں فرمایا کہ ہم اس شخص کو بخارا و سمرقند سے لائے ہیں
اور اُس کو زمین برکت آئین ہند میں بویا۔ ہے۔

ملفوظ۔ برکت و عظمت کلام لا الہ الا اللہ کا ظہور و حصول بلحاظ
مراتب فائل کے ہے۔ فائل جتنا بزرگ ہو برکت و عظمت بھی زیادہ ہوگی اور
آپ نے یہ عربی مصرع پڑھا۔

یزید و جھند حسنہ اذا ما ردتہ نظرًا

ترجمہ۔ اُس کے چہ میں اور حسن بڑھ جاتا ہے۔ بسبب میں اُس کی طاعات کے
نظر کرتا ہوں۔

ملفوظ۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کوئی آرزو اس آرزو کے برابر
نہیں رہی کہ گوشہ خلوت میں کلمہ طیبہ کی تکرار سے لذت حاصل کی جائے مگر یہ
کریں کہ انہام آرزوئیں حاصل نہیں ہوتی ہیں۔ اُن امور میں سے جو کہ عارفانہ حقیقت
بشریت کی طرف لٹتے ہیں کھانا کھانا سب سے زیادہ بڑا ہے کبھی کبھی یہ کہ
کھانے کی موت ظاہری کی کہ وہ یقین نظر آتی ہیں۔

ملفوظ جو کچھ ہم کو عطا فرمایا ہے۔ وہ محض کرم حق ہے۔ اس لئے

کوئی بہانہ دیتا ہے۔ تو وہ متابعت حضرت سید الانبیاء علیہ السلام و تہذیبہات
کہ ہم اپنا مدار کا راسی پر جانتے ہیں۔ جو چچ ہم کو دیا گیا ہے تب غ کے رہتے
دیا گیا ہے۔ اگر کچھ دینے سے روک دیا ہوگا تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ تبع نبوی
سنتی اللہ علیہ وسلم میں ہم سے بقافضائے بشریت کچھ فتور ہو گیا ہوگا +

اسی تذکرہ میں فرمایا کہ ایک درہم نے سو پانچواں شیخانہ جلتے وقت سید
پاڑن رکھ دیا۔ اس روز احوال کے دروازے محمد پر بند تھے۔ پھر نہ امت اور
استغفار کے بعد وہ حال ظہور پذیر ہوا +

ملفوظ ایک در محمد پر استنجا کرنے کی ضرورت، نے غت غلبہ میں
تیزی کے ساتھ استنجا کرنے کی جگہ پر آیا۔ میری نظر ایک خان پر پڑی کہ ایک نقطہ
سیاہی کی قلم سے اس پر گر پڑا تھا۔ چونکہ سیاہی سیاہ کتابت حروف
قرآنی سے ہے۔ اس لئے میں نے وہاں بیٹھا ادب کے خلاف یا فوراً وہاں سے
پلٹا اور اس کو دھویا اس کے بعد استنجا کرنے کے لئے گیا۔ باوجودیکہ قاضی
کا غالب تھا۔ مگر میں نے استنجے کے روکنے کی کجایف گوارا کی اور ادب کی ترسوں
تھوڑے دیا +

ملفوظ ایک بار آپ فضل دئے رکھ رہے تھے۔ کسی نے پوچھا کہ یہ
روزے آپ کس ریت رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ قضاء و احتیاطی رمضان کے
بعض دنوں میں دن کو استنجا کرنے کا اتفاق ہوتا تو اس خیال پر کہ حری جوت
میں پہنچی ہے۔ قضاے احتیاطی رکھ رہا ہوں +

ملفوظ آپ ہمیشہ اپنے صاحب کو کثرت ذکر و حضور و روزہ و مراقبہ
کی ترغیب دے لیا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ دنیا دار عمل ہے اور مرزئہ آخرت
حضور باطن کو رعایت آداب اعمال نہ ہر کے ساتھ جمع کر کے کام میں لگے رہو +
ملفوظ ایک جماعت نے حضرت خواجگان لکھنؤ تہذیب سرائے ہم
رسالوں سے خدمت عمل کا مطلب سمجھا ہے۔ انہا پر یہ نہیں ہے۔ کیونکہ طریق
ان کا بکا اتباع نبویہ سے اتفاق و اتفاق واقع ہوا ہے۔ یہ حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے بے مبارک باوجود اودیت و غیبہ میں نہ کے کثرت نماز سے متاثر م

موجبات تھے۔ اتنا ہی وقت ہے کہ خط بندہ نقش بند قید سے آزاد رہا۔ چنانچہ شروع ہو کر
میں جذبات سے متعلق کچھ ہے۔ میں کثرت شایہ استغراق کی وجہ سے کثرت حال
انہیں سے معذور ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ حضور کو اسیے فرائض واجبات و سنن و کثرت
کے سختی کرنے اس پر اتنا متاثر کرتے ہیں مگر پھر بھی وہ رعایت رعایت کثرت
ضروری امر شمار کرتے ہیں۔ کہ وہی فرض یا سنن ہے۔ بلکہ مخصوص جذبات غلبہ
کے ساتھ۔ مگر غنایت بانی سے جب تمہوں سے تمکین پر پہنچتے ہیں۔ تو کثرت طاعت
میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور اس وقت کثرت ترقیات کا دار و مدار کثرت

اعمال پر ہے۔
ملفوظات گواہوں نے ریاضت کو بھوکا رہنے اور روزہ رکھنے میں منحصر
کر دیا ہے۔ لیکن متوسط مقدار میں کھانا کھانا دو روزہ سے زیادہ مفید ہے۔
جب کہ لذت کھانے سے روکے ہوئے ہوں تو نصف بھوک کھانا اور نصف بقیہ
باقی اٹھ لینا سخت ریاضت ہے۔ اور ان ریاضتوں سے بدرجہا زیادہ ہے۔
کیونکہ وہ کھانے کو روک دیکھ کر کھانے سے باز رہے ہیں۔ اور یہ اس میں سے کچھ کر

باز رہے ہیں۔
ملفوظات ششم آتی ہے کہ اکیلے نماز پڑھنے میں باوجود قوت استقامت
کے رکوع اور سجدہ میں کم تعداد میں تسبیح پڑھی جائے۔
ملفوظات۔ نماز میں سنن و مندوبات و آداب کی رعایت حضور تعالیٰ کی
کام کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ تمام رعایتیں ذکر تیں۔ یاد کرو اس کو امر اور اس کی نظر
توجہ خالصہ۔

ملفوظات۔ لوگ ریاضات و مجاہدات کی ہوس کرتے ہیں۔ حالانکہ کوئی
ریاضت اور مجاہدہ رعایت آداب شریعت کے برابر نہیں ہے۔ خصوصاً فرض و سب
و سنت نماز میں حسب دون شریعت اور اگر تا بہت مشکل ہے ادا نہ کرے فرماتا ہے کہ
وَأَنصَحُكُمْ بِدَرْءِ الْعَاشِعِينَ نماز بھاری ہے مگر ڈرنے والوں پر۔
ملفوظات۔ نماز میں التحیات پڑھتے ہیں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا
بعض ظاہر احادیث کے موافق ہے اور بعض روایات منفیہ اس کی جواز پر موجود ہیں مگر

تحقیق سے معلوم ہوا کہ احوال اور نفس پر کراشا دینے کے اکثر علماء نے حرام اور مکروہ کہا ہے۔ اور یہ قاعدہ ہے۔ یہ سب کسی چیز کی حکمت اور عزت میں بہت کم ہو۔ تو اس کا ترک کرنا ایسا ہوتا ہے۔

ملفوظ۔ احوال بالشرعیت میں اور شریعت، بمع احوال نہیں ہے۔ کہ شریعت نفسی ہے اور وحی الہی۔ نہ ثابت ہو چکی ہے۔ اور احوال نفسی امور ہیں۔ جو کشف اور الہام سے ثابت ہوتے ہیں۔

ملفوظ۔ یعنی نفس و رویش اپنے کشف پر ختماد کر کے شریعت بیضا کا انکار اور مخالفت کرنے لگتے ہیں۔ حالانکہ اگر حضرت کلید الہی حمد نبوت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوتے تو بجز تسبیح شریعت مصطفوی کے ان کو بھی کوئی اور چارہ کار نہ ہوتا۔ پھر ان کو باطنیوں کو مخالفت کا کیا حق ہے۔

ملفوظ۔ فرقہ ماتر پر یہ کے بارہ میں آپ فرماتے ہیں کہ یہ بزرگوار امیر مہر علوم و فلسفہ سے دور اور قہت سب اس انوار نبوت سے نزدیک تر ہیں۔ نسبت ملفوظ حضرات خواجگان نقشبندیہ قدس اسرار ہم نے فرمایا ہے ہماری تمام نسبتیں سے فوق ہے۔ چونکہ ان کا طریق تسبیح سنت نبویہ اور رعایت عزتِ قویہ میں اور طریقوں سے فوق ہے اس لئے ان کی نسبت بھی افضل ہے۔

ملفوظ۔ بوجہ عمل صالح کو ایسا انکار کر دیتا ہے۔ جیسا کہ آگ لکڑی کو منشا جھپٹ ہے کہ عامل کی نظر میں اس کا عمل نریا معلوم ہوتا ہے پس چاہتے کہ وہ اپنی پوشیدہ برائیوں کو بھی یاد کیا کرے۔ اور اپنی نیکیوں کو مشہور کرتا رہے بلکہ ادائے عبادت سے شرمندہ ہے۔

ملفوظ۔ جب تک کہ کسی کو ملاحظہ میں پوری پوری غیبت حاصل ہو جائے۔ اس وقت تک اسرار صوفیہ کے کما حقہ استفادہ نہیں کر سکتا۔

ملفوظ۔ موبوم اور موجود میں تمیز کرنا الگ چیز ہے اور اس کا معنی جو الگ چیز ہے۔

ملفوظ۔ بنی و انتفا میں فرق نہیں ہے کہ نفس شروع اور توسط میں ہوتی ہے۔ اور انتفا رہتا ہے۔

ملفوظ۔ حضرات خواجگان نقشبند قیاس سرار ہم کے طریقہ میں اسم ذات اور نفی و اثبات دونوں کی تعلیم دی جاتی ہے مگر ہمارا انکشاف یہ ہے کہ اسم ذات کو حیدریت سے زیادہ مناسب ہے۔ اور نفی و اثبات کو سلوک سے اس طریقہ کی ابتدا میں چونکہ حیدریت کا مقدم ہونا معتد ہی کے حال کے مناسب ہے اس لئے اُس کے لئے تحریر اسم ذات ہی ادا ہے اور جب سلوک میں قدم رکھے تو اُس کے سال کے لائق ذکر نفی و اثبات ہے۔

ملفوظ۔ ایک شخص نے آج بھی پوچھا اس میں کیا رہا ہے کہ میں نسبت کا ظہور اُس کی حضور ہی مقصود اور مجلس اور بازار اور صحبت و ارتباط میں زیادہ پایا ہوں۔ اور سنوات و ہجرات و صحبت و صحابہ جمعیت میں کمتر آپ نے ارشاد فرمایا کہ کسی نے حضرت خواجہ احرار قدس سرہ سے بھی یہی سوال کیا تھا۔ انہوں نے یہ جواب دیا کہ نسبت خواجگان محبہ پسیم اور محمد کو جب خلوت میں بلایا جائے تو پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ یہ جوانی بیت بیعت و فصیح ہے۔ مگر تحقیق یہ ہے کہ ظاہر کو باطن کے ساتھ الفت و محبت ہوتی ہے جیسا کہ ہم نشینوں کو آپس میں اور ظاہر اور باطن اپنے اپنے کام میں مشغول رہتے ہیں محافل اور مجالس میں صحبت و خلوت سے سانس کا ظاہر اُس کے باطن کی مصاحبت کو ترک کر دیتا ہے اس لئے اُس کا باطن بے مزاحمت ظاہر کے سرگرم کار ہو جاتا ہے اور یہی وجہ اُس کے حضور اور حدوت کے غلبہ کی ہے۔ جب سانس کا خلوت میں جاتا ہے تو اس کا ظاہر شامل محافل سے الگ ہو کر باطن کی مصاحبت میں مست کرتا ہے اور باطن بھی محبت اختیار کرتا ہے۔ اس لئے حضور میں فتور ہوتا ہے۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہ ان کو خلوات و ہجرات میں متبادلہ بلوات اور کثرات کے جمعیت زیادہ حاصل ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا باطن قوی ہو کر ظاہر پر غالب ہو گیا ہے اور ظاہر کو اپنا تابع بنا کر اپنے رنگ میں ہم رنگ کر لیتا ہے۔ پس انفاق ظاہر و باطن کی وجہ سے نسبت میں زیادہ پیہا ہو گئی ہے۔

ملفوظ۔ ایک زناختاب قدس سرہ نے فرمایا کہ اگر پیسہ فدیہ علیہ السلام محمد علیہ علیہ السلام و آلہ و صحابہ کو بہت نفع پہنچے ہیں کہ اس کے بہت

فاجران کے برکات اخراجات سے درجہ کمال پر پہنچ جاتے۔ اور ان کے انوارِ صحیحیت سے ظلمتِ بدعتِ واقع ہوئی۔ اور اس کتابِ سنت ان کے کشف کی وجہ سے ظاہر ہوئے۔ لیکن اس طائفہ کے اربابِ بند سے بہت کچھ نقصان بھی بینستین پر عاید ہوئے اور بہت سے ائمہ و افاضیوں کے لئے نگہِ گاہ بن گئے۔ اور ان کے منکرات و شیطانیات جمع کثیر کے لئے باعثِ گمراہی ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کلمات کے ظہور میں حکم و منہج رکھے ہیں بلکہ اس علیہ سے کلمات حکم مختلفہ و باخلاؤ اللہ مطابق سنت الیہ جاری ہوئے ہیں۔ کیونکہ کلام مجید میں کئی مشابہات مثلاً یٰٰذَا اٰمَنُوْا عَلٰی الْعَرْشِ اور ساق وغیرہ کے واقع ہیں جن سے ایک جماعت نے اللہ تعالیٰ کے لئے جسم ثابت کیا۔ اور گمراہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ ان الفاظ سے ان کے گمراہ ہونے کو بخوبی جانتا ہے۔ اور اتباعِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ان گمراہوں کو قوت دی۔ جیسے کہ خَلَقَ اللّٰهُ وَاِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهِ وَاَمَّا اَنْتَ فِیْ سِیْکَلَتِ الْمَرٰیئِنِ عَلٰی صُوْرَتِ اٰهَرٰیثَ شَاطِیْ وَاَوْضَعَ اللّٰهُ یَدَہُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ قَوْجَدَیْثَ بَرَدَہَا اللّٰهُ تَعَالٰی ہندیا اور خدائے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اور میں نے اپنے رب کو بصورتِ امّہ جو ان مدینہ کے راستوں میں چلتے پھرتے دیکھا۔ اور اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھا۔ تو میں نے اس کی خوشگلی پائی۔

یہ کلمات آنحضرت علیہ السلام و امتیہات نہایت صحیح یعنی عالم ہوش میں تھے۔ پس صوفیہ علیہ سے ان کلمات کا صدور اور ایسی شیطانیات کا ظہور موجبِ لعن و طعن کس طرح سے ہو سکتا ہے؟

پھر فرمایا کہ ہم نے اپنے آپ کو باطل شریعت کے سپرد کر دیا ہے۔ اور خدمتِ سنتِ سنیہ صوفیہ علیہ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و اختیار کیا ہے تیار کھڑے ہوئے ہیں مگر ہمارے قلم کی زبان سے بھی بعض کلمات نکل رہے ہیں جو

(9)

آج کے مجاہد اور شہداء کو کرامت کے بیان میں رہی ہے

اور آپ کے پیغمبر اکرمؐ میں کیا جاتا ہے تاکہ ساتھ کن راہ طریقت اور مرقون منازل حقیقت اس کو وصول کا ذریعہ بن کر صاحبِ خلیفہ کے تصور کی طرف غیب ہوں اور ہکات و فیوض اس رابطہ سے حاصل کریں۔

سایه زهر به است از ذکر حق

نوجمبر ۶ سایہ رہبرِ کبر حق سے بہتر ہے

قد سب سے پہلے چار اور مشغول موجب ترقیات میں لیکن شیخ سے رابطہ
رکنا سب باتوں سے زیادہ قریب کا راستہ ہے اور گویا ایک قسم کا نقب یعنی
خزانہ پر پہنچنے کے لئے بمنزلہ کوئل کے ہے۔

نقشبند پیچیدگی قافیه سالار است که بر اندازد نهی و بحر مثنوی را

ترجمہ: نقشبند عجیب قادریاں ہیں، انکھنی رہت سے قنارہ کو حرم شریف
پہنچا دیتے ہیں * ❦

آپ گندم گون مائل سپیدی کشادہ پیشانی تھے۔ آپ کی پیشانی اور
چہرے پر ایک نورانی رشتہ تھا کہ آنکھیں اُس کے کشادہ سے خیرہ ہوتی
تھیں۔ آپ کا وہ برو تھے۔ آپ کے برو قوس کی طرح تھیں اور دراز سیاہ
اور باریک تھے۔ آپ کی آنکھیں کشادہ اور بڑی بڑی تھیں اُس کی سپیدی زیادہ
اور سپیدی زیادہ پیر بینی مبارک بلند اور باریک تھی۔ آپ کا وہن مبارک نہ
دراز تھا۔ اور نہ کوتاہ۔ آپ کے دندان مبارک ایک دوسرے کے ساتھ متصل
تھے۔ اور بخشن مثل اعلیٰ بخشان کے۔ آپ کی ریش شریفیت خوب گنتی اور دراز
و مرلی تھی اور آٹا کے نہ نہ باریک پریش مبارک نے بنا اور کیا تھا
آپ کا راز راز نہ نہ راز تھے کبھی آپ کے جسم پر نہ نہ تھی نہ تھی۔
آپ کی اڑیاں بکھر چھوٹی چھوٹی کے ہاتھوں کے خیاروں کے درمیان نہ نہ تھیں۔

تھیں۔ آپ کے پسینہ سے کبھی بد بو نہ آئی۔ جس طرح کہ عموماً موسمِ گرمی میں پیدا ہو جاتی ہے۔ بحاصل آپ کا حسنِ حسنِ یوسفی کی یاد اور آپ کی وجاہت و شوکتِ خلیلی کو تازہ کرتی تھی۔

جو شخص آپ کے دیکھتا ہے بہت یار کا ہذا ابش ان ہو الا مملکت کریم کرتا۔ یعنی یہ انسان نہیں ہیں بلکہ کوئی بزرگ فرشتے ہیں، کلمہ شیحان اللہ اور ہذا اولی اللہ اس کی زبان پر جاری ہو جاتا تھا۔ حدیث اذ اکبر اکو اذ کر اذ نے گویا آپ کی شان میں وارد ہوئی تھی۔ یعنی او بیار اللہ کے دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے۔ باوجود ضعفِ اسلام اور غلبہ کفر ہزاروں کا فر آپ کے دستِ مبارک پر سامان ہوئے۔ اور جماعت کثیر فساد و فحار آپ کے اخلاق کے ربط سے تائب ہو گئی۔ اور صلح و تقویٰ اور خدا ترسی و حق پرستی میں مشغول ہو گئی۔ ایک جم غفیر اطراف الکفاف لم سے اوقات اور خوابوں میں آپ کی صورت دیکھ کر اور رابطہ حاصل کر کے آپ کی خدمت شریف میں آتی تھی اور ملازمت کے بعد مطابق پاتی تھی۔ بہت سے علماء و صلحا و فقرا اور تو نگروں نے آپ کا جلیہ مبارک عالم خواب میں معائنہ کر کے ذکر اور شغل آنجما سے حاصل کیا اور ان کے قلوب ڈاکر ہوئے۔ پھر کمال شوق آپ کی خدمت شریف میں حاضر ہوئے۔ اور طریق حاصل کیا تو اس کو وہی شغل پایا جو خواب میں آپ سے حاصل کیا تھا۔

یہی آپ کی ایک کرامت تھی کہ مریدین کثرت سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اور آپ ہر سہ پہر توجہ کر کے حالِ حاضر فرماتے۔ اور اس حال سے گذر کر اس کی بجائے دوسرا حال عطا فرماتے۔ اور پھر اسی طرح سے جہاں تک کہ اللہ تعالیٰ چاہتا عطا فرماتے کذا و کذا الحمد کذا و کذا اللہ شاء اللہ شیحانہ۔

ہر شخص کے ساتھ آپ کا معاملہ علیحدہ اور اسرار جدا گانہ تھے۔ ہر ایک مرید اور ملازم یہی جانتا تھا کہ حضرت کی شفقت و رحمت جتنی بھی ہے اتنی کسی پر نہیں ہے۔ آپ کا معاملہ مریدوں کے ساتھ مرید کرنے اور تعظیم شروع کرنے کے دن سے رجب و ولایت پر داخل کرنے تک ہر روز اور ہر ساعت ایسا ہی رہتا تھا۔

فقیر اپنا وہ قدم عرض کرتا ہے کہ ہر روز کم و بیش دس مرتبہ حضرت میرے
احوال باطنی کو دریافت فرماتے تھے میں اپنا جو کچھ حال کہ عرض خدمت کرتا آپ اس
نورِ آبدل دیتے اور دوسرا حال جو اس سے کمیں زیادہ اور بند ہوتا عطا فرماتے کبھی
اشراحوال میں تہن پیدا ہو جاتا تھا۔ پھر اس کے بجائے دوسرا حال بتوجہ آنحضرت
حاصل ہو جاتا تھا۔ اس فقیر کا یہ ہمیشہ کا تجربہ ہے کبھی آپ خود فرماتے کہ تیرا حال اس
وقت غلام ہے اور آب اس کے بعد غلام حال وارد ہوگا پس مطابق ارشاد آنجناب
واقع ہوتا تھا۔ مریدوں کے مرتبہ ولایت تک پہنچنے اور خدمت و اجازت حاصل
کرنے کے بعد بھی آپ غائبانہ اُن کے حال کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور احوالِ خفا
کو پستی مراتب ولایت سے اوج کمالاتِ راشت نبوت پر داخل فرماتے تھے اگر کسی
کو آپ جانتے کہ اس کو ولایت موسویہ سے ولایت محمدیہ پر لی جائیں۔ تو بجمال
تصرفِ جبرِ ثقیل کر کے اس کو داخل فرماتے اور سالک صاحبِ علم خود معلوم کرتا تھا
کہ وہ کہاں سے کہاں آگیا ہے۔

چنانچہ بیانِ احوال حضرت مخدوم زادہ کلال علیہ الرضوان اور حضرت میر محمد نعمان
وغیرہ میں معلوم ہوگا۔ یہ بات کہ طالبوں کے حالات سے آپ آگاہ ہونا اور اُن کے
حالاتِ آئندہ سے اطلاع دینا اور پھر اس کے مطابق وقوع ہونا ہمیشہ ہر مرتبہ
آپ سے ظاہر ہوا ہے۔ آپ کے مریدوں کی تعداد لاکھوں سے متجاوز تھی اگر ہر
ایک طالب کی نسبت صرف ایک ہی ایک کشف اور کرامت آپ کی لی جائے
خوارق و کرامات لاکھوں سے زیادہ ہو جائیں گے۔

حقیر مؤلف ستر سال آپ کی خدمت میں رہا۔ اگر اسی زمانہ میں آپ کے کشف
و کرامات اور آپ کے مقامات و درجات کی تحریر کا ارادہ کیا ہوتا۔ امدادِ اوقات
روز مرہ کو تحریر کرتا تو اگرچہ ہر ساعت اور ہر لمحہ آپ سے خوارقِ خواہر سچے سچے
تھے مگر بطورِ تنزل اگر صرف ایک ہی ایک کرامت روزانہ فرض کی جاتی تو چھ جہز
کرتیں اس امتِ ملازمتِ احقر میں تحریر ہو سکتی تھیں۔

یہ ارادہ وصال آنحضرت قدس سرہ کے برسوں کے بعد مسمومہ حالت میں
کہ آپ کے خلفائے ارشاد خلق کیلئے شہروں میں متفرق ہو گئے اور اکثر مرتبہ بقیات

زمانہ سیاحت میں مصروف ہو گئے ہیں۔ تخریر کتاب کے وقت جو کچھ تصنیفات فقیر کو یاد تھیں اور جو کچھ باقی ماندہ لوگوں سے سُننے گئے تھے برکتے جاتے ہیں کیا کیا جاؤں جس کا کل نہ حاصل ہو سکتا ہو۔ تو اُس کے جزو کو بھی نہیں چھوڑ سکتے ہیں اور تھوڑا بہت پر اور نظرہ دینے کے لیے پر دلالت کرتا ہے +

اس حقیر مؤلف صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ حاجات کی حیات بَرَکات کے زمانہ میں آپ کے مقامات کا مسودہ تحریر کیا تھا۔ اور اس کا نام سیاسی مجلس دی رکھا۔ اُس کو آپ کی نظر کیا اثر میں پیش کیا۔ جب آپ اُس قصہ تک پہنچے کہ حضرت خواجہ کو حضرت خواجگی علیہ الرحمۃ نے استخارہ کیلئے حکم دیا تھا۔ اور حضرت خواجہ نے اُٹھا وہ میں ایک طوطی دیکھی کہ شاخِ درخت سے اوڑکھ حضرت خواجہ کے دستِ مبارک پر بیٹھ گئی۔ الی آخر اقصاء +

فقیر نے اُس میں طوطی کو طائرِ ہند کی لکھ دیا تھا۔ آنجناب نے اُس کو کاٹ کر فقط طوطی تحریر فرما دیا۔ اور بسبیلِ مطالبہ فرمایا کہ اس حدیثِ مبارکہ پہلی تصنیف ہمارے احوال کے ذکر میں واقع ہوئی ہے گویا ازراہ کشف معلوم فرمایا تھا کہ اس حقیر نے مختلف تصنیفیں وضع ہوئی۔ ابھی ایسا ہی ہوا کہ بعد وفات آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتابِ کرامات و بارہ اولیاء، اثباتِ خوارقِ اولیاء بعد موت، تصنیف کی گئی۔ اور فتوح الغیب مصنف حضرت عوث بن عفیم شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ اور ایک کتاب روحِ شمس و طہارات صوفیہ و احوالِ قادریہ نقشبندیہ میں جمع کی اور ایک کتاب سنوالاتِ اتقیا جس میں حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے اس وقت تک کے اربابِ کمال کے حالات بیان کیے گئے ہیں تالیف کی +

چونکہ ہر چیز اپنے وقت پر توقف ہے۔ سنوالاتِ سید احمدی حضرت سید صاحبِ کائنات میں ہمراہ سامانِ سفر ہو گئے۔ اس کے فراق میں نہایت رنج و غم ہوا۔ اور طبیعت سرد ہو گئی +

پھر سنہ ۱۳۵۰ ہجری میں آنجناب قدس سرہ کے مناقب کی تالیف کا خیال تازہ ہوا۔ اور اُس کا کچھ حصہ بنیاد بھی ہو چکا تھا۔ کہ سنہ ۱۳۵۰ ہجری میں حالتِ فقر و پید

ہوئی۔ اُس پریشانی ہی میں ان سونات کو جمع کیا۔ دستجات الابرار اُس کی تاریخ تالیف ملتی۔ ان مسودات کو صاف کرنا چاہتا تھا کہ ایک سید صاحب باسندہ مضامین لکھے جو کہ دس سال تک کروری حاکم سہرند میں رہ چکے تھے فخر سے فرائض کی کہ ایک کتاب حالات اولیا میں جمع کی جائے +

چنانچہ سلسلہ ہجری میں اس تالیف سے فراغت ہوئی۔ اور مجمع الاولیا اُس کا نام رکھا۔ ایک ہزار پانچ سو اوچھتر کے حالات اُس کتاب میں جمع کئے گئے اُنکی تاریخ تالیف مناسبت شیوخ مکی +

اس کے بعد پھر کتاب من قبہ مقامات کے صاف کرنے کا ارادہ پختہ ہو گیا اور کسی قدر حصہ اُس کا صاف بھی ہو چکا تھا۔ کہ حاکم مذکور نے کتاب مجمع الاولیا کے مقابلہ اور تصحیح کی درخواست کی اسحق بن یوسف نے کتاب گروہ صوفیہ کے کتب رسائل کا مجموعہ ہے لیکن بعض بزرگ طلب علموں نے مشاجرات صحابہ کو اُس حاکم کی خوشامد کی دوسری کتاب میں داخل کر کے اس کو پایہ بحث سے گرا دیا +

سلسلہ ہجری میں اس کے مقابلہ اور تصحیح سے نجات ملتے ہی کتاب مذکورہ بالا کا کام شرمسار کر دیا۔ اور کاموں سے وقت بچا بچا کر شب و روز توجہ و تامل میں کوشش کی۔ اور یہ خوف تھا کہ بہادر چپراست سے کوئی مانع پیدا نہ ہو اور اس کتاب کے کام میں سستی نہ آئے۔ مصرعہ

تَجَرَّبَ الزَّيْجَ حَيْثُ لَا تَشْتَبِي الشُّقُوقُ

کشتی کے خلاف باد مخالف چلنے لگتی ہے

ترجمہ

ہو جب شاہ حضرت علی کریم اللہ وجہ کرمہ تعالیٰ نے ربی بفسخ العزائم میں اپنے بکوپتار دور کے شیخ ہو جانے سے پہچانا کہ

بندگانِ شہزادہ عالی قدر والا گروہ علیہ السلام علامہ محمد سلطان محمد اسحاق نے کتاب بحجتہ الابرار اور علی زبان میں مناقب حضرت غوث اعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ میں واقعیت۔ ترجمہ مکمل اس حقیر کے عاقل کی تعمیل سے ترجمہ کیا گیا۔ اور مقامات غوث الثقلین اُس کا نام رکھا۔ اور منظر کیمیا اثر مافی اُسر میں گذرانی گئی۔ جو کہ مقبول اور پسندہ ہوئی +

اس کے بعد پھر کتاب وضع التواظر کہ حضرت غوث اقدس فرمائی کہ اس کا بھی ترجمہ کر کے پیش کیا جائے۔ فقیر نے اس کا بھی ترجمہ کیا۔ اس کے بعد تفسیر اکر ابیدان تفسیر شیخ روز بہان بقلی مرحمت فرمائی کہ اس کا ترجمہ کیا جائے۔ پانچویں کتاب کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کتاب حضرت اقدس کی تکمیل کے بعد بقیہ ترجمہ مذکور کی کوشش کیا جائیگی۔ سبحان اللہ و عظیم ہند کا شکر و احسان ہے۔

بات محل سے بے محل کہاں سے کہاں جا پڑی مقصود یہ تھا کہ موقوفات کی بنیاد پر مسودات حضرت اقدس کے صاف کرنے میں تاخیر واقع ہوئی۔ بلکہ مطلب یہ تھا کہ آنجناب کے خوارق کا بیان اور کرامتوں کی شریح پہلے کی جائے۔ اُس کے بعد آغاز مقصد کیا جائے۔ اس پر مسلم نے شب غنائی کے شاہراہ مقصود کو چوبہ غیر نازندہ سے دیوار کی طرف قدم بڑھا دیا۔ نہیں نہیں تم غنیمتیں شمار اپنے مطلوب پر نظر جمائے ہوئے ہے۔ کو چوبہ غیر نازندہ سے جدا ہو کر کسی اور طرف کو نہیں چلا۔ اور سررشتہ اصل کو ہاتھ سے دے کر اصل مطلوب کی طرف متوجہ ہو کر چل رہا ہے۔ کیونکہ مقصود یہ تھا کہ آنجناب نے بعد خط فرمانے مسودات سیر احمدی کے یہ بات بطور مطالبہ کے فرمائی تھی کہ تمہاری پہلی تصنیف ہمارے حالات میں واقع ہوئی ہے۔ اس میں ایک اشارہ گرامی یہ ہے کہ حقیر سے سوا اس کتاب کے اور تصنیفات بھی دیدار میں آئیں گی۔ ان تصانیف کو تیار کر کے سحر کرنے اس موقع پر اثبات مطلوب کیلئے بطور استدلال کے بیان کیا ہے۔ اللہ اکبر۔

اس طوالت کا سبب ہے چونکہ آنجناب کے بعض خوارق و کرامات کا آغاز کرتا ہوں کہ ان کا جمع کرنا احاطہ عالم سے باہر ہے پھر صفات کاغذ کس طرح سے اُس کے متعلق ہو سکتے ہیں۔ بہر حال حربہ ستور ارباب تصانیف کہ احوال و مقامات کبر و عظمیٰ میں سے چند سطریں اُن کی کرامات میں بھی تحریر کر دیتے ہیں۔ ہم بھی اُن کے طریق پر چلتے ہیں۔ اور حضرت کے تصرفات و کرامات بے پادین میں سے کچھ قصیدے سے زبان نام نہاد کرتے ہیں۔ ہر چند کہ آپکا ہدایت و ارشاد کا گواہوں و درگاہوں اور شہر شہر پھیلانا اور رشد و صلاح کا تمام عالم میں سرایت کرانا اور تقویٰ و اخلاق کا سارے جہان کو محیط ہونا اور اُن ذائق اور حقائق کا اظہار فرمانا کہ ادیب و سابقین کے قلم اُن کی مثال تحریرات سے قاصر ہے۔ اور بطور سہارہ کا ظاہر ہے ان کے تقدیم کی زبانیں اُس کی تقریر سے جز

رہیں۔ اور خواص عوام کو آپ کو قبولِ نظر کر لینا۔ اور اربابِ رادات میں آپ کی خدمت
فرمانِ آپ کی سبک دہی کی کرامت ہے۔

قدسیہ کیلئے۔ انجانبِ حق سے تشریف لے گئے۔ کھلم کھلا ہے کہ خوارق کی دو قسمیں ہیں۔
قسم اولِ ظاہرِ علوم و معارف الہیہ کہ ذاتِ صفات و افعال واجبِ تعالیٰ سے
متعلق ہیں۔ یہ کرامت حریفانہ نظر اور عقل سے الگ اور خلافِ عادت جاریہ ہے کہ
اپنے اپنے خاص خاص بندوں کو اس سے محنت نہ کیا ہے اور اہل حق و اربابِ معرفت
اس کو مخصوص کیا ہے۔

قسم دوم جو کہ عالم کون سے متعلق ہے اور اصحابِ حق و باطل میں مشترک ہے
کہ اہل استدراج کو بھی قسم دوم حاصل ہے۔ قسم اول اللہ تعالیٰ کے ہاں معظّم و مکرم ہے
اپنے ادیا کو اس سے مخصوص کیا ہے۔ اور دشمنوں کو اس میں شریک نہیں فرمایا
قسم دوم عوام میں مقبر اور اُن کی نظروں میں معزز و محترم ہے۔ اگر اہل استدراج سے
ایسی چیزیں ظاہر ہوں تو اُن کی پرستش کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور قسم اول کو خوارق میں
شمار نہیں کرتے ہیں۔ اُن کی بے عقلی دیکھو کہ وہ علمِ احوالِ مخلوقاتِ حاضر با غائب سے
تعلق رکھتا ہو اس میں کوئی مشابہت ہو سکتی ہے۔ بلکہ یہ علم تو اس لائق ہے کہ
جہل سے بدل لیا جائے تاکہ خلق اور اُس کے حالات سے شبہاں حاصل ہو۔ صرت
معرفت اللہ تعالیٰ ہی شرافت و کرامت کے لائق اور احترام و اعزاز کی مستحق ہے
پہلی ہفتہ سہ رُخ دیو در کشتہ ساز

بہشتِ عقلِ زہیرت کہ اس چہ بو بجی است

تجسّم۔ پری کا چہرہ تو چھپا ہوا ہے اور دیو کشتہ آذر ناز میں ہے۔ عقل
میری حیرت سے جل اٹھی کہ یہ کیا تعجب انگیز معاملہ ہے۔

ایسے مقدسینِ اولیاء اللہ سے مثلِ ضعیف بغدادی قدس سرہ کی شاید دش
کہ امتیں نقل گیتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلیم کے حال سے نبویؐ کے کہ وَلَقَدْ آتَيْنَا
مُوسَى تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ یعنی حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کو دس ایسی
کل نو آیتیں عنایت ہوئی تھیں۔

کثرتِ خوارق و دلیلِ فضیلت نہیں۔ اور قلتِ کرامات علامتِ نقص نہیں ہے۔ ظہورِ خوارق و جلّیّاتِ مہیبت و ولایت نہیں ہے۔ صرف لازمِ ولایت ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کرامات اس سے صادر ہوتی ہیں۔ اور اس کو نیز تک نہیں ہوتی جتنے قلیل ہیں۔ یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ لہامی علم اور عرفان مقبولیت کی بڑی علامتوں اور بند کرامتوں میں سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معجزہ قرآنی سب معجزوں سے اقویٰ اور باقی رہنے والا ہوا +

قل سیدنا بابِ شاد کے لئے یہ کرامت ضروری ہے کہ مریدانِ یہ ایک عالم سے دوسرے عالم میں لیجانے اور ایک حال سے دوسرے حال پر اس کا گذر کرنا سعادتِ مرید پرہیزم اپنے پیروں سے کرامات و خوارق عادات کا مشاہدہ کرتا رہتا ہے اور اپنے میں اس کے آثار و تصرفات کا معائنہ کرتا ہے۔ اولیاء اللہ کے لئے ضروری نہیں کہ سارے رخصت اللہ پر اظہارِ خوارق کریں۔ بلکہ معاند ولایت پوشیدہ رکھنے کے لائق ہے۔ حدیثِ قدسی **اُولِیَّائِی تَحْتَ قَبَائِی لَا یَعْرِفُکُمْ غَیْرِی** میرا اولیاء میری قبائے کے پیچھے چھپے ہوئے ہیں۔ کوئی ان کو میرے سوا نہیں پہچان سکتا۔ اس پر شاہد عادل ہے +

کہا گیا ہے کہ **عُقُوبَتُ الْاَنْبِیَاءِ حَبْسُ الْوَحْیِ وَ عُقُوبَةُ الْاُولِیَّاءِ اِظْهَارُ الْکِرَامَاتِ وَ عُقُوبَةُ الْمُؤْمِنِیْنَ التَّقْصِیْدُ وَ فِی الْکَلَامَاتِ** انبیاء پر عقوبت حبسِ وحی ہے اور اولیاء پر عقوبت اظہارِ کرامات ہے اور مؤمنین پر عقوبت ان کی عبادت میں کمی آ جانا ہے +

قل سیدنا زمانہ قرب قیامت جتنا نزدیک ہے اُسی قدر ضعیف دین بھی زیادہ ہے۔ پس وہ کراتیں جو رواجِ دین کے لئے مفید تھیں کم ہو گئیں اور اولیاء اللہ ان امور کے عذر کے امور نہیں رہے۔ اور چونکہ ہزار سال حضرت ہتھکڑی کو نین صلیوۃ و ستائم جلالت فرما کر گذر گئے ہیں اور اس مدت کو غیرِ مؤثرین اور ضعیف ثابت متن میں پورا پورا دخل ہے اس لئے اولیاء عشرت بھی مانند اولیاء عزالت کے اظہارِ خوارق سے روک دئے گئے ہیں۔ کہ ظہورِ خوارق اسمِ الحصادی کا منتظر ہے۔ کہ ارشادِ ہدایت حق اللہ سے متعلق ہے۔ اور آخر زمانہ مقتضی اسم

المُضِلُّ کما ہے۔ کہ بدعت اور گمراہی سے وابستہ ہے۔

آنحضرت عیسیٰ صلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ اِنَّ بَيْنَ يَدَيَّ السَّاعَةِ
فِتْنًا كَقَطْرِ الْكَيْلِ الْمُظْلِمِ يَضِلُّكُمُ الرَّجُلُ فِيْهَا مُؤْمِنًا وَيُكْسِي كَافِرًا
وَيُكْسِي مُؤْمِنًا وَيَضْمِيْكُمْ كَافِرًا تِيَارَتِ كَيْ قَرِيبَ اَيْسے قلنے ہو گئے جیسے پیری
رات کا کھرا۔ پس صبح کو جو مرد مومن ہو گا وہ شام تک کافر ہو جائیگا اور جو شخص شام
کو مومن تھا وہ صبح تک کافر ہو جائیگا۔

قد سید۔ نیز آنجناب رضی اللہ عنہ نے بعض مکاتیب میں ا طرح نگارش
فرمایا ہے۔ کہ اولیاء تقدیم اور تاخیر ہر ایک سے ہر زمانہ میں کرامتوں کا ظہور ہوتا
ہے۔ خواہ مخالف اُس کو جانے یا نہ جانے۔ ع

خورشیدِ محمدیؐ کے پناہ میں

شائع کی اکثر کرامات کو مریدان خاص اور ہمنشینان مجلس ختم خاص دیکھتے ہیں
اور زمانہ دراز کے بعد زبانوں کی تقریر اور قلموں کی تحریر کے ذرائع سے لوگوں میں شہرت
پاتی ہیں۔

قد سیدؐ فرماتے ہیں کہ اس نعمت عظمیٰ کا حصول یعنی طالبانِ طریق کا تہذیب
تعلیم میں ذکر سے نل کا گویا ہو جانا اور جذبہ کا حاصل ہو جانا۔ ہمارے حضرت خواجہ
قدس سرہ کے ہی برکات میں سے ہے۔ اگرچہ کایہ سابقین کا بھی یہی معمول ہے
مگر ابتداً تعلیم میں کسی کو اتنی عمومیت حاصل نہ تھی۔

ایک وزیر میں نے حضرت خواجہ قدس سرہ سے پوچھا کہ شروع تعلیم میں عام
طور سے اس کمال کے حصول کا راز کیا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ بقا بار زمانہ سابق کے
زمانہ حال میں اہل ارادت کی طلب اور محنت میں نقصان اور فتور کثیر پھیل گیا ہے۔
اور مقاصد طلبہ میں کمی آگئی۔ اس لئے شفقت کا تقاضا یہ ہوا کہ بغیر مجاہدہ اور سعی کے
اُن کو مقصود کی رہنمائی کر دی جائے۔ تاکہ اُن کی برودت حرارت سے مبتل ہو۔ اللہ
تعالیٰ آپ کو ہم سب کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔

قد سید۔ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی کمال عنایت مجھ کے تئیں کے
حق میں ہے کہ کوئی کوچہ اس رستہ کا باقی نہ رہا۔ جس پر کہ اس فقیر کا عبور نہ کیا گیا ہو۔

جس مرید نے اپنی استعداد کے موافق جس سلوک کے طے کرنے کی خواہش کی۔
مجھ پر وہی طریقہ دیا گیا اور اس کو اسی طریق میں مرتبہ کمال تکمیل پر میں نے
پہنچا دیا۔

قد سیدہ! اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت بے غایت سے اس رویش
کو اتنی قوت بخشی ہے کہ اگر اس سوکھی ہوئی لکڑی پر اپنی ہمت صرف کروں
تو ایک عالم اس سے منور ہو جائیگا۔ مگر اس آخر زمان میں اس کی مرضی اقدس اس
ہمت کے اظہار کے لئے نہیں پاتا ہوں۔

قد سیدہ! مولانا یوسف علیہ السلام علماء و قوت سے تھے اور حضرت
خواجہ نے ان کی تربیت آئینہ سب کے حوالہ فرمائی تھی۔ انہو سلوک میں جذبہ نے
ان کو گھیر لیا۔ اور وقت و نزع کا تھا۔ کہ آنجناب ان کے پاس آئے۔ اور ان کا
سلوک پورا کرنے کے لئے توجہ فرمائی اور اپنی توجہ کی مولانا کو اطلاع فرمائی۔ اور ہر
ان سے حال دریافت فرماتے تھے۔ اور مولانا اپنی ترقیات و منقیات کو توجہ آنجناب
سے حاصل ہو رہی تھی۔ عرض کرتے تھے یہاں تک کہ اسکا کام اپنے تصرف پورا
فرمادیا۔ اور انہوں نے بھی اپنے حصول کمال اور اتمام سلوک کی خبر دی۔ اور اسی وقت
راہی عالم قدس ہو گئے۔ مجھ پر ہے قوت تصرف پر کہ برسوں کا کام ان واحد
میں پورا کر گئی۔

برگیاں کار نادشاہیت ترجمہ کر میں پر نہیں کچھ کام دشوار

بے لحاظ عنایت تو ہے بندہ نواز

بہتر ترجمہ ہزار سالہ تسبیح و نماز

ترجمہ ایک لحاظ آپ کی عنایت ہے بندہ نواز، ہزار سال کی تسبیح اور نماز
بہتر ہے۔

گرامت ایک روایت صاحب جد و حال نے بیان کیا ہے کہ آنجناب کے
مناقب آثار حجب عالم اور عالمیاں میں مشہور ہوئے اور پھیل گئے۔ تو میں نے آنجناب
کے دیدار فائز انوار کے لئے مہرند کا قصد کیا۔ رجب شب گذشتہ ہی تھی کہ میں داخل
شہر ہوا اور ایک مسجد میں فروکش ہوا۔ ہمسایہ مسجد مجھ کو اپنے گھر لے گیا۔ اور مہربانی کی

اٹائے کھام میں اُس سے آپ کے حالات دریافت کئے اُس نے طعن کی باتیں
کیں۔ میں بخیرہ ہوا احد بطن میں آپ کی طرف متوجہ ہوا دیکھا کہ آپ بیکٹ ہنٹاؤ
ہاتھ میں لئے ہوئے نظر ہر ہونے۔ اور آپ نے اُس طعنہ کو منکر کو پارہ پارہ کر دیا۔ اور
پھر واپس چلے گئے۔ مجھ پر اس شاہد سے وہ ہشت عظیم غائب ہوئی اور مضطرب ہو کر
آپ کے پیچھے پیچھے باہر کو دوڑا مگر آپ کو نہ پایا۔

صبح میں آنجناب کی محبت سے مشرب ہوا۔ رعت اور خوف اُسی طرح
مجھ پر چھایا ہوا تھا حضرت نے مجھ کو آغوش میں لے لیا اور مسکرا کر کان میں فرمایا کہ
رات کا واقعہ دن میں ذکر نہیں کرتے ہیں۔ اس کے بعد میں اُس محلہ میں گیا دیکھا کہ ایک
شور برپا ہے کہ فلاں شخص کو کوئی مار گیا ہے۔

تصرف ایک فریض نے کہ آثارِ جذبہ و علاماتِ آزادی اور دارِ سستی
کے اُس میں پیدا تھی۔ بیان کیا۔ کہ میں بنگالے سے اکبر آباد آیا تھا اور آنجناب
اُس شہر میں تشریف فرما تھے ایکے ات میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور
تعلیمِ ذکر کی درخواست کی۔ حضرت نے اجازت دی اور تلقین فرمائی۔ اس اثنا میں
مجھ پر ایسا تصرف فرمایا جس سے ایسی حالت غالب ہوئی۔ کہ اُسی رات کو دیوانہ وار
دہاں سے نکلا۔ اور جانبِ مشرق روانہ ہو گیا اور وہ توں کوہ و بیان میں پھرتا رہا۔
اپنے سونے اور کھانے اور سکون و آرام کی مجھے خبر نہ تھی۔ میں کیا کہوں کہ اس اثنا
میں میں نے کیا کیا دیکھا اور کیا کیا حاصل کیا۔

تصرف ایک سید صاحب نے جو نبھا ہر تاجر اور سنی دلی کا مل تھا نقل کیا
کہ میں اکثر قاطع وقت کی خدمت میں گیا اور ہر ایک سے ذکر و مراقبہ حاصل کیا۔
شدہ شدہ ہر ہند پوچھا اور استنانہ عرش نشان آنجناب قدس سرہ پر حاضر ہوا اور
مور و عنایتِ الطاف بنا۔ میں نے آپ سے طرہ بہ طرہ کا اظہار کیا۔ آپ نے
فرمایا کہ ذکر تم کو دیا جائے گا میں نے تنگ دلی کے ساتھ عرض کیا کہ میں نے صورت
اذکار اکثر مشائخین سے حاصل کی ہے۔ مگر اُس کے ثمرات و برکات کی امید آپ کی
بارگاہ سے ہے۔ پس حضرت تھوڑی دیر تک مراقبہ ہوئے اور توجہ خاص سے
خبر از ہی فرمائی۔ استغراق و سکون اور عظیم مدہوشی نے مجھ پر غلبہ کیا جس سے صبح

تک مجھے اپنی خبر نہ رہی۔ علیٰ اصباع جب مجھ کو آتا تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ترک و تجرید کی آپ کے متناظر رہی۔ آپ نے فرمایا کہ تجارت میں القیال اور نفقہ عیاں ہے اس مت چھوڑو جو کچھ تم کو پہنچا ہے اسے مضبوط پکڑو۔ اور نیت کر یہ ملاوت فرائی۔ **وہجبال لا تہیضیستم تجسروا ولا یبغ عن ذکری اللہ**۔ ایسے بھی مردان خدا ہیں جن کو تجارت اور وسیع خدا کے ذکر سے غافل نہیں کر سکتی، پھر مجھ کو رخصت فرمادیا۔

کرامت۔ ایک سید بیچ نسب سعادتمند نے کہ حضرت کے تصرف کی برکت طبقات ارض و سماں پر کھل گئے تھے۔ اور احوالِ نادیرہ رونما ہو کر تے تھے بیان کیا کہ ایک روز مجھ کو یہ خیال گذرا کہ آج کل آنجناب کے کوئی کرمت ظاہر نہیں ہوئی ہے۔ پھر اس خیال کے میں نے اپنے احوال میں کمی پائی۔ تو میں فوراً سمجھ گیا کہ قبض اُسی خیال بد کا نتیجہ ہے۔ پس معافی گنہگار کے لئے دستار گران میں ڈال کر حضرت کو قدموں پر گر پڑا۔ اور گریڈ نزاری شروع کی۔ مگر اُس خیال کو چھپانے رہا۔ اور زبان پر لایا۔ حضرت نے ایک لمحہ کے بعد سر اٹھایا۔ اور فرمایا کہ تم نے مجھ سے کرامت طلب کی تھی۔ اور بیخبرہ نلاں کی صحبت سے پیدا ہوا تھا۔ آپ نے یہ فرما کے اُس شخص کا نام بھی بتا دیا جس کی صحبت میں یہ برا خطہ پیدا ہوا تھا۔

کرامت۔ ایک مرتبہ زمانہ مرض میں حضرت پُضعف کا غلبہ ہوا اور تباہی فرمانے کے لئے دس پندرہ دانے منقہ کے آپ نے طلب فرمائے خادم نے حاضر کئے۔ حضرت نے مراقبہ فرمایا کہ ان دانوں کا کھانا مفید ہو گا یا نہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد فارغ ہوئے اور فرمایا کہ عجیب چیز ظاہر ہوئی۔ ان تمام دانوں نے مناجات اور دعا کی کہ خداوند اسیرے و دوست نے تناول کرنے کیلئے ہم کو مٹا دیا۔ ہتھکیر نفع اور صحت ہم میں عطا فرما۔ کہ جو شخص ایک دانہ ہم میں کا کھائے اُس کا ہر مرض صحت سے تبدیل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول فرمائی۔ یہ واقعہ سنہ نویں محسوس ہوا ہوا ہے۔ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ پھر چند دانے اُس کے آنجناب نے تناول فرمائے فوراً آپ کی بیماری صحت سے تبدیل ہو گئی۔ اور جس بیمار نے ایک دانہ بھی اُن میں کا کھایا تو پستی مرض سے کُرج

پر چل گیا حضرت فرمایا کرتے تھے کہ کاش اُن دانوں کی مقدار زیادہ ہوتی۔ تاکہ جماعتِ کثیر اُس سے صحت حاصل کر سکتی +

گرامرت۔ ایک یوم صاحبِ صبح تھا۔ یہ حضرت کے قدیم مریدوں میں سے نقل کرتے تھے کہ آنجناب قدس سرہ کے برادر حقیقی بلندہ سروج میں مقیم تھے حضرت نے اُن کو بلانے کے لئے ایک خط تحریر فرمایا۔ اور مجھ کو دیا کہ تم خود جاؤ اور اُن کو بلا کر لے آؤ تمہیں حکمِ علی میں نے سفر کا ارادہ کیا۔ حضرت نے نہ تو رخصت پر صبح فرمایا کہ رستہ میں لایٹلف فرگشت کثرت سے پرہیز کرو۔ جہاں سے سلامت پہنچو گے اور کسی ضرورت سے عاجز نہ ہو گے اور جب تم کو کوئی مشکل پیش آئے تو ہم کو یاد کرنا میں آپ کے قدموں پر پوسہ دیکر روانہ ہو گیا +

رستہ میں ایک جماعت میرے ساتھ رفیق سفر ہو گئی۔ جب سروج دو تین منزل باقی رہ گیا۔ تو ایک صبح اوشتناک پیش آیا گھانسل اُس میں اقدام کے برابر تھی۔ میں اُس میں قفا جہت کیلئے گیا۔ اور تمام۔ انھی بھی وہاں کھڑے ہو گئے۔ صہارت کے بعد میں نے دو رکعت نماز تخیل الوضو ادا کی۔ اس اثنا میں گھانسل میں ایک جنبش پیدا ہوئی۔ اور ایک شیر غندہ نکلا۔ اور میرے سامنے کھڑا ہو گیا میں نے فوراً حضرت کو یاد کیا اور کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ جب کوئی مشکل پیش آئے تو ہم کو یاد کرنا۔ اب وقتِ دوپہر ہے مجھے اس شیر کے پنجے سے ہائی دیکھئے +

ابھی یکلمات ختم نہیں ہوئے تھے کہ آنجناب غافل ہوئے اور شیر کو ہاتھ اشارہ کیا۔ فوراً شیر وہاں سے بھاگ نکلا۔ میں نے دوبارہ دیکھا تو آپ میری نظر پر سے غائب ہو گئے۔ میرے رفیقوں نے بھی اس معاملہ کو معائنہ کیا۔ اور کہا کہ یوں بزرگ تھے جنہوں نے تمہاری امداد کی۔ میں نے حضرت کا نام دیا سب بجاں بول معتقد ہو گئے +

گرامرت۔ ایک معتبر صحابہ حضرت انس علیہ السلام نے بیان کیا کہ میں نے حضرت سے سنا تھا کہ بتوں اور ریت پرستوں کی جس قدر مسلمان سے توہین ہو سکے اُس میں کوتاہی نہ کرنا چاہئے۔ اس سے غازی فی سبیل اللہ کا اجماع ہے +

میں دو تین درویشوں کے ہمراہ اطراف ملکِ کن کے ایک صحرا میں گیا وہاں

ایک بُت خانہ نظر آیا کہ کوئی شخص اُس کے اطراف میں نہ تھا۔ مجھے خیال آیا کہ آپ کی نصیحت کے موجب اس بُت خانہ کو اگھاڑ ڈالنا چاہتے ہیں میں ہاں گیا اور بت کو توڑ ڈالا اور بُت خانہ کے گرانے کا قصد مصمم کیا۔ اور اُس کی بعض دیواروں کو گرا دیا تھا کہ تقریباً ایک ہزار بت پرست چوٹ سنگ تیر و تفتنگ ہوئے ظاہر ہوئے۔ مجھ پر اور میرے دوستوں پر دہشت نے غالب کیا۔ اور فرار کی کوئی صورت نہ تھی۔ بجز اس کے کہ قتل ہو جائیں۔

اتنے میں دل نے حضرت اقدس مرتضیٰ کی طرف رجوع کیا اور گرتی زاری کے ساتھ حضرت کو حاضر تصور کر کے عرض کیا کہ اے حسین کے بزرگ! آپ کی نصیحت پھر وہ کون ہے جس نے یہ کہہ دیا ہے کہ آپ بن کفار اس لئے کہ شریعت سے ہم کو رہائی دیجئے اسی فریاد میں حضرت کی آواز میرے کانوں میں آئی کہ اے حسین! یہ کہہ کر تمہاری اعانت کیلئے ایک لشکرِ اسلام بھیجنا ہوں میں نے دوستوں کو اس معاملہ کی خبر دی کہ گھر کو نہ رہا قریب پہنچ گئے تھے ایک تیر کا فاصلہ رہ گیا تھا کہ ایک ہندو مقام سے چالیس سوار نکلا ہوا ہونے اور تیزی کے ساتھ گھوڑوں کو تازہ کرتے ہوئے پہنچے۔ اور کافروں کی جماعت پر حملہ کر دیا اور ہم کو اپنے ہمراہ لے لیا۔ اور جب کفار نظر سے غائب ہو گئے تو ہم کو رخصت کر دیا۔

گرامت ایک مرتبہ آنحضرت نے بقیہ قصہ سیر و تفریح و شہتِ میاں کی بنا تو چھوڑائی۔ اثناءِ راہ میں ہوا کی گرمی اور راستہ کا گرم و خرابی نے اندازہ تھا کہ یوں تشنگی اور گرمی و ماندگی نے آپ کے ہمارے پیوں پر کہ کتابِ سعادت میں یاد دہ پادوڑ ہے۔ یہ غم کیا۔ حضرت کے جلال و عظمت کی وجہ سے جو تمام قبیلے پر مشتمل تھا وہ آپ سے عرض حال کرنے کی دیر ہی نہ کر سکے۔ یہ خطرات اُن کے دلوں میں جاری تھے کہ حضرت نے مولانا یوسف سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اُن کی وفات کی کیفیت غرقِ یب بیان کی جائیگی۔ مخاطب ہو کر فرمایا کہ آفتاب کی گرمی شدید ہے اور غبارِ لک دوستوں کو تکلیف دے گا ہے مولانا نے عرض کیا کہ سارا حق حضرت پر خود نماش ہے جو فقرائے عرض کرنے کی کیا حاجت۔ حضرت نے تہمت فرمایا اور گوشہ چشم حق بین سما کی طرف کر کے کچھ منہ کا منہ میں پڑھا۔ چہ تقدیر چہ تھے کہ ایک ایر کا کھڑا نمودار ہوا

اور حضرت پر اور آپ کے اصحاب پر سایہ کر لیا۔ اور صرف اسی قدر بارش ہوئی۔ کہ گرد و غبار کے دفع کرنے کیلئے مٹی کی ضرورت تھی۔ باوجود شمال نہایت اعتدال کے ساتھ چلنے لگی کہ سب سے رستہ کی کو قوت اور ہوا کی گرمی اور گرد و غبار کی تکلیف دفع ہو گئی۔ حالانکہ ارد باران کا موسم بھی نہ تھا۔

گرامت ایک یہ صارف نے بیان کیا ہے۔ کہ مجھے ان لوگوں سے جو حضرت علیؑ سے اٹھے تھے۔ خصوصاً حضرت معاویہ سے بہت نفرت تھی۔ ایک رات حضرت کے مکتوبات قدسی آیات کا مطالعہ کر رہا تھا۔ اُس میں آپؐ کی ایک تحریر یہ نظر آئی کہ امام مالک رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ کو بُرا کہنا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بُرا کہنے کے برابر پر ہے۔ میں اس نقل کے دیکھتے ہی آپؐ ازودہ ہو گیا۔ اور آپؐ کے مکتوبات کو زمین پر ڈال دیا۔ اور سوراخا۔ خواب میں دیکھا کہ آپؐ غصہ کی حالت میں تشریف لائے ہیں اور میرے دونوں کان پکڑ کر فرماتے ہیں۔ کہ اے طفیل نادان ہمارے تحریر پر اعتراض کرتا ہے۔ اور ہمارے کلام کو زمین پر ڈال دیا۔ اگر میری اس تحریر کی سچے عتبہ ہا نہیں ہے۔ تو میں تجھ کو حضرت علیؑ کو مالک وجہ کے پاس چلتا ہوں۔ آپؐ اسی طرح کشاں کشاں مجھ کو ایک بارغ میں بے گئے۔ وہاں ایک عمارت عالیشان تھی ایک بزرگ اُس میں تشریف فرما تھے۔ آپؐ اُن بزرگ کے سامنے تواضع فرمائی۔ اور اُنہوں نے بناشت کے ساتھ آپؐ کو لیا۔ اس کے بعد مجھ سے فرمایا کہ اس وقت حضرت امیر تشریف فرما ہیں سنو کیا فرماتے ہیں میں سلام کیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ خبردار ہزار بار خبردار اصحابِ شیعہ اہلِ علیہ السلام کے ساتھ ہرگز نہ درت مت کہو اور اُن کے عیوب بھی مت بیان کرو کہ ہم جانتے ہیں اور ہمارے بھائی کہ کونسی منافقانی نیتوں نے ہم میں اور اُن میں جھگڑا ڈالا۔ پھر حضرت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان کے کلام کا بھی انکار نہ کرو۔ ہر آدمی بیان کرتا ہے کہ باوجود اس نصیحت کے میرا دل کہ ورت سے بچ نہ جاتا تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے آپؐ کو حکم دیا کہ بہت زور سے ایک چٹھر بڑی گدھی پر ماریں اُس وقت میں نے اپنے دل کو اُس کے ورت سے صاف پایا اور اچھکے اور آپؐ کے کلام کی نسبت قحط و کامل حاصل ہوا۔

گرامت: مخقران پناہ جی عبدلحی و ملوہی علیہ الرحمۃ سے جو کہ علامہ
 علماء ہند اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ طرحی ہے کہ ایک عالم کی مجلس میں
 میں شریک تھا۔ اثنائے مجلس میں حضرت کا تذکرہ شروع ہوا۔ اُس عالم نے اعتراضاً
 شروع کئے۔ میں نے کہا کہ میں ان کی صحبت میں ایک ماہ بسر کر چکا ہوں۔ اور
 اور مشائخ کی صحبتیں بھی حاصل کیں۔ مگر آپ کا صفاء وقت اور اتباع نبوی اور
 سی میں نہیں دیکھا گیا۔ اور میں نے اُس عالم نے وُردان کی باتیں شروع کیں
 میں نے کہا کہ آؤ نیا وضو کریں اور قرآن مجید کو لیں جو آیت کریمہ نکلا اگلے ان کے
 عنات کی بابت بطور فل کے جانیں گے۔ اُس عالم نے بھی اس بات کو تسلیم کیا پس
 ہم نے وضو صمد کیا۔ اور دو گانا ادا کیا۔ اور عالم نہ کو نے قرآن مجید شروع و شروع
 کے ساتھ گسلا تو یہ آیت: **وَجِبَالٌ فَجُتٍ** اور **وَاللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ** اور
وَاللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ اور اپنی گفتگو پر نام نہوا۔ اور میں نے شکرِ جان
 آفرین ادا کیا۔

گرامت: ایک امیر نے جو حضرت کے مریدوں میں سے تھا ایک روز
 یسنا کہ آپ بادشاہ کے وزیر کے گھر شریف لیگئے ہیں۔ یہ سنکر بہت دل تنگ ہوا
 اور اُس نے کہا کہ آپ کو دنیا داروں کے گھر جانے کی کیا ضرورت تھی۔ اُس وقت
 وہاں ایک فرویش صاحب جو آنجناب کے خلصوں میں سے تھے موجود تھے۔
 انہوں نے کہا کہ حضرت کسی مسلمان کی حاجت روائی یا رواج دین کیلئے تشریف
 لے گئے ہونگے اور یا اللہ پر اعتراض کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ اُس امیر نے سب سے
 خواب میں دیکھا کہ ایک جماعت رجالِ نفیس کی آئی اور اُس امیر کو مجبور ہوئی حج
 کھینچنے لگے گئی۔ اور چھڑھی نکال کر اُس کی زبان کاٹنی چاہی اور کہا کہ کیوں تو نے
 حضرت پر اعتراض کیا۔ اُس نے بہت کچھ تو بہت سننا۔ کہی کہ میں اس کو سمجھا
 کیا کیا۔ پھر بھی اس نے حضرت پر اعتراض نہ کیا اور اعتد و نفیسا و اُس کا
 کامل ہوا۔

گرامت: حضرت کے ابتدائی زمانہ میں کہ آپ کی شہرت آغاز نہ ہوئی تھی
 ایک چور کے مکان میں چوری ہوئی۔ کو تو ال نے آدمیوں کو بھیجا کہ اس مکان کے سب

کے لوگوں پر کڑا کر لائیں۔ وہ ناخدا اس آئے۔ اور حضرت سے کہا کہ آپ کو کواوال
بلا رہا ہے۔ سنت اُسی تگھڑے باہر نکلے تھے۔ اور اصحاب حاضر نہ تھے۔
آپ کو توال کے پیادوں کے ہمراہ پیدائش لے گئے۔ کو توال نے حضرت
دیکھا تو تھکھڑے ہوئے۔ اور فوراً آپ کو رخصت کر دیا۔ مگر تیر نشانہ سے نکل گیا تھا
اُسی روز یا دوسرے روز کو توال کی شہ کے لوگوں سے جنگ ہوئی۔ غیبت ایک
آگ اُس کے گھر پر گری اور کو توال بھائیوں اور لڑکوں سمیت جو اُس گھر میں تھے
ایرا جمل گیا کہ صفحہ روزگار پر اُن کا نام و نشان باقی نہ رہا۔

گرا امت۔ ایک امیر نے کو سلطان وقت نے لاہور سے اس خیال سے
طلب کیا کہ آتے کے ساتھ ہی اُس کو ہوج اُس کے خطب کے ماتھی کے پاؤں
کے پیچھے ڈال دیا جائے۔ وہ امیر زادہ جب سر ہند پہنچا۔ تو حضرت کی خدمت میں
حاضر ہوا۔ اور عجز و نیاز سے استسما عرش نشان پر اُس نے سر جھکایا۔ اور اپنی
جان بخشی کے لئے التماس کیا حضرت تھوڑی دیر مراقب رہا اور ارشاد فرمایا کہ اطمینان
رکھو بادشاہ سے کچھ تکلیف تم کو نہ پہنچے گی بلکہ انواع الطائب شالانہ سے سرفروزی
پاؤ گے۔ اُس نے حالت اضطراب میں عرض کیا کہ حضرت ایک نوشتہ لکھ دیں تاکہ
خاطر حزین سستی پائے حضرت نے اُسکی اطمینان خاطر کے لئے کاغذ پر کچھ دیا کہ
فلاں امیر زادہ نے خوف غضب سلطانی سے فقر کی خدمت میں جمع کیا ہے اور
فقر نے اس کو اپنی پناہ میں لے لیا اور اس مسئلہ سے اُس کو رہائی دے دی ہے
چند روز کے بعد کچھ لوگوں نے خبر دی کہ بادشاہ اُسکی غصہ ہوا۔ اور ایسی ایسی
تکلیفیں اُس کو پہنچیں۔ حضرت نے فرمایا کہ ہمارے نظا میں صبح روشن کی طرح
واضح ہے۔ کہ لطف و مہمت شالانہ اُس پر نازل ہو رہے ہیں۔ اور اُس خبر میں شائبہ
صدق کا نہیں ہے۔ دو تین روز کے بعد مطابق ارشاد گرامی لگتا کہ خبریں آئیں
کہ بادشاہ امیر زادہ کو دیکھتے ہی مسکرایا اور چند کلمے نصیحت کے اُس سے کہے
اور باطاعت خمدانہ خلعت خاص عطا کیا۔ اور خدمت مقربہ رواہ کر دیا۔
خدمت ایک دمیش آپ کے خلمصوں میں سے ملتان سے آپ کی
خدمت میں حاضر ہوا اور عرش کیا کہ میری اہلیہ حضرت کی خلمصہ ہے اور چند سال سے

مختلف امراض میں مبتلا ہے۔ اطباء اُس کے علاج سے عاجز آگئے ہیں۔ اب نہ
حضرت سے توجہ کی امید ہے۔ فرمایا کہ نہ تمہ اُس کی شفا کے لئے پڑھو۔ اُس نے
نہایت تضرع سے درخواست کی کہ حضرت اُس کو اپنے ضمن میں لے لیں حضرت
نے فرمایا کہ اس تکلیف کی کیا ضرورت ہے درویش نے عرض کیا۔ ع
بر کر یہاں کار ہا و شوا رست

جب اُس کی التجا تضرع و رجائے کو پہنچ گئی تو فرمایا کہ مطمئن رہو۔ ہم نے اُس کو اپنے
ضمن میں لے لیا۔ درویش رخصت ہو کر وطن چلا گیا اور وہاں سے ایک عرضی
ملکھی کہ جس دن کہ حضرت نے میری ایبہ کو اپنے ضمن میں لیا ہے۔ اُس دن اُس کو
محکم علی حاصل ہو گئی۔ حضرت نے اُس کو پڑھ کر فرمایا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ
گرامت۔ ایک دن قلمند کو کہ اس خاندان عالی شان کا بزرگ ادا تھا اور
اُس کی والدہ کسی بادشاہ کی اولاد میں سے تھی مرض تو بیخ عارض ہوا اور ایک
مدت تک نہ اُٹھا۔ اطباء حاذق کے معالجات سے کچھ آرام نہ ہوا۔ زندگی کی امید سے
بانتھ دھو کر حضرت کے ایک مخلص کے توسط سے آنجناب کی خدمت میں عرض کرایا
حضرت نے بوقت سحر اُس کے حال پر توجہ کی اور صبح کو اپنے اس مخلص سے فرمایا
کہ جاؤ اور اس عزیز کو صحت کی بشارت دو۔ وہ حسب حکم اُس کے پاس گئے۔
اور دیکھا کہ مریض اپنے بستر پر پڑا ہوا ہے۔ اُس سے کہا کہ تم کو صحت ہو چکی
اب کیوں لیٹے ہو۔ مریض نے کہا کہ اصل بات کیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ
کل آنجناب نے توجہ صحت تم کو دی ہے۔ وہ اُسی وقت اُٹھا اور اُس نے بیمار کی
اپنے اندر بالکل اثر نہ پایا۔

گرامت۔ مولانا محمد اصبہ کی ابتداء میں خواجہ سورتی کے مرید تھے
مرض شدید میں مبتلا ہوئے کہ دعا اور دوا سے اثر نہ کرنا چھوڑ دیا ایک شخص کو حضرت
کی خدمت میں بھیجا اور بعد نیاز و انکسار ایک عرضداشت ارسال کر کے توجہ فرمائی
کے لئے التماس کی۔ اور کچھ پڑا تیر کا طلب کیا۔ حضرت کو اُن پر رحم آیا اور عین
کے جواب میں تحریر فرمایا کہ ضعف کی شدت سے اندیشہ نہ کرو بہارِ ادب تیار رہی نظر
سے مطمئن رہنا انشاء اللہ تعالیٰ ضرورت پاؤ گے۔ فقیر کا کپڑا تم نے طلب کیا تھا

اس نے ایک پیرا ہن بھیجا جاتا ہے۔ پتو اور اس کے نتائج و ثمرات کے امیدار رہے کہ کثیر البکست ہے بیت

ہر کس افسانہ بخواند افسانہ است و انکہ دیش نقد خود مردانہ است
جو شخص کسی شخص کو بطور کہانی کے پڑھ کر چھوڑ دیتا ہے وہ اس کے لئے قصہ اور کہانی ہے
اور اگر کوئی شخص اس سے اپنے لئے کچھ نتیجہ نکالتا ہے۔ وہ جو نمرہ ہے +

مولانا نے پیرا ہن پتو اور برسوں کی بیماری سے فوراً لٹائی پائی۔ اور یہ
صادق عقیدہ بنے اور تمام عمر جمعیت اور استقامت سے حضرت کی خدمت میں بسر کی
اور حضرت کے فیوض و برکات سے بہرہ حاصل کیا۔ اور صاحب خاص میں داخل ہوئے اور
میرا خیال ہے کہ اجازت تعلیم طریقہ بھی حضرت ہی سے لی تھی +

گرامت آنجناب کے مخلص ایک مہتمم نے فرمایا کہ میں کسی کفری
کام کیلئے لاہور سے بقصد اکبر آباد روانہ ہوا۔ سرمد میں حضرت کی خدمت میں گیا۔ مئی
زمانہ میں ایک مرض نے گھیرا خیال ہوا کہ چند روز سفر موقوف کر کے یہیں مقیم رہوں
حضرت نے فرمایا کہ جاؤ سب بخیریت رہیگی۔ کہ کار ضروری درپیش ہے اسی وقت
ساری بیماری جاتی رہی۔ میں روانہ ہوا اور تین روز تک تندرست رہا۔ چوتھے روز
پھر مرض نے عود کیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ حضرت نے کہا تھا کہ جاؤ خیریت ہے،
آداب بخار غلبہ کر رہا ہے جو باعث تعجب ہے +

اسی اثنا میں حضرت تشہیف فرما ہوئے۔ اور فرمایا کہ خاطر جمع رکھو میں نے
تمہارا مرض کمال لیا ہے اٹھو اور رستہ طے کرو۔ اسی وقت آثار ضعف جاتے
ہے اور تمام وکمال صحت حاصل ہو گئی +

گرامت۔ نواب خان خاناں مرحوم صوبہ بارکن تھے اور اس پر مور تھے
کہ ممالک دکن تصرف تملک میں لائیں۔ ایک تہ و راژ پونہ گذر گئی معتمدان سلطنت
نے عرض سلطانی میں پہنچایا۔ کہ خان خاناں نے پوشیدہ عنین سے صلح کر لیا ہے۔
اور بظاہر جنگ میں مشغول ہے پادشاہ نے فوراً خان خاناں کو معزول کر دیا اور خطرہ
اس امر کا ہوا کہ کہیں قتل نہ کر اے +

خاکِ مہم حضرت میر محمد نعمان خلیفہ آنجناب میں کہ ریان پور میں مقیم تھے۔

وسیلہ جو ہوا۔ میر صاحب موصوف نے آنجناب کی خدمت میں عاجزی و ادوار التجا کے ساتھ اس بارہ میں عرض کیا۔ حضرت نے بعد ملاحظہ فرمانے میر صاحب موصوف کے خط کے قلمدان طلب کیا۔ اور جواب میں تحریر کیا۔ کہ آپ کے مکتوب کے مطابق وقت خان خانان نظر رفیع القدر میں آئے۔ خاطر شریف اُس کے معاملہ سے جمع ہے۔ حضرت میر صاحب نے حضرت کے مکتوب کو بحسب خان خانان کے پاس بھیج دیا انہوں نے کہا کہ توجہ ادب و ارادہ سے لیا ہونا تعجب کی بات نہیں ہے مگر بظاہر مشکل معلوم ہوتا ہے۔ کہ بادشاہ سلامت نہایت بدگمان ہو گئے ہیں اور حاسدوں فکر میں ہیں۔

حضرت کا مکتوب پہنچ کر دس بارہ دن نہ بوائے تھے کہ بادشاہ کا دل خان خانان کی طرف سے صاف ہو گیا۔ اور پھر صوبہ داری ملک دکن فرسناد کی گئی۔ اور خلعت عطا فرمایا۔

تصہرت ایک درویش نے کہ ابھی وہ خدمت آنجناب میں ضرر ہوا تھا۔ ایک عرضی لکھی کہ صاحب حضرت نبی علیہ السلام صرف ایک صحبت کی وجہ سے ادب و کرامت سے افضل ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔ غالباً پہلی صحبت میں اُن کو وہ کمالات میسر آئے جلتے ہوئے۔ جو تمام مقامات ادب سے اعلیٰ ہو گئے۔

حضرت قدس سرہ نے اُس کو یہ جواب دیا کہ حل اس عقدہ کا صحبت پر قوت ہے۔ درویش صاحب کش حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور پہلی ہی ملاقات میں حالت غریب اُس پر طاری ہوئی۔ اور اُسی دن اس کو حضرت نے خلوت میں طلب فرما کر کہا کہ آج تمہارا ذوق ہم نے لوٹ دیا ہے اور تمہارے حال کی صورت بدل گئی۔ تم بھی سمجھتے ہو یا نہیں اُس نے اپنا سر آگے قدموں پر رکھا اور چلتے چال کی کل کیفیت عرض کی اور صحبت کی فضیلت کا معترف ہوا۔

تصہرت ایک درویش حضرت کی خدمت میں آیا۔ اُس کا حل ایسا ڈاکر تھا کہ اُس کا ہم نشین نہ تھا۔ بالخصوص جب کہ وہ سوتا تھا تو روز نکال داند زور کی جاتی تھی۔ اُس کو بعض مشائخ عصر سے خلافت بھی حاصل تھی۔ اور حضرت بھی اُس کو یہی توقع تھی۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ درویش صاحب تعداد ہے مگر غلبہ ذکر اور

غلافت مشائخ نے اُس کو غور اور خود پستہ ہی میں ڈال دیا ہے۔ اور اُس کی راہِ ترقی مسدود کر دی ہے۔ اُس کا علاج ان حالات کے سلب کر لیتے سے ہو گا۔ روز میں حضرت نے اُس کا حال سب کر لیا۔ درویش نے گریہ زاری شروع کی اور اشک حسرت اُس کی آنکھوں سے جاری تھی۔ چند روز قوجہ اُس کے حال پر دیکھ کر کعبہ پندار اُس کے داغ سے بھل گیا۔ اُس کے بعد آپ نے اُس کو خلوت میں طلب کر کے معاملات اور مقامات عطا فرما کر اہل پہلو کو ان معاملات کے مقابلہ میں زمینہ اول کی نسبت بھی نہیں کتا تھا۔ درویش نے اپنی پہلی حالت کی بابت نقص کا اقرار و اعتراف کیا۔

کرامت۔ جس زمانہ میں کہ حضرت اجمیر شریف میں تشریف فرما تھے لو مبارک رمضان عین برسات میں آیا۔ بارش بکثرت ہو رہی تھی اور شب روز اُس سے سخت نہ ہوتی تھی۔ حضرت مسجد میں نماز تراویح میں قرآن پڑھا کرتے تھے نقص ہوا اور غلبہ حرارت سے آپ کو اور آپ کے درویشوں کو بہت تکلیف پہنچی۔ ایک ات تراویح کے بعد حضرت مسجد سے نکلے اور سر آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا کہ اگر تم ختم قرآن تک جو ہماری مشقت دہائی ہے بارش شب میں فرصت سے تو کیا اچھا ہو یا بیا ہی ہوا۔ کہ ستائیسویں شب تک کہ تم ختم قرآن تمام ہو گئے تھے۔ پانی شب میں نہ بہتا تھا تا بیسویں رات کو اتنا پانی یکبلہ لگی برسا کہ گویا دھارا نہ شک بند تھا اور اب اسے کھول دیا گیا۔

کرامت۔ کہتے ہیں کہ جب شریف کی مسجد کی جنوبی دیوار کی بنیاد مکمل ہو گئی تھی۔ اور قریب کرنے کے تھی گویا آج کل میں گرنے والی تھی۔ جو شخص اُس کے سامنے سے گزرتا۔ تو بھاگ کر نکل جاتا۔ آپ کے مریدوں کے دلوں میں اس دیوار کا ہمیشہ خوف غالب رہتا تھا۔

ایک دفعہ حضرت نے بطور مذاق کے فرمایا کہ جب تک کہ ہمارے خضر ایسا ہیں ان کی خاطر سے نہ کرے گی چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا کہ جب تک کہ حضرت وہاں سے دیوار قائم رہی۔ جس دن کہ آنجناب نے وہاں سے کوچ کیا تو حضرت کا اور آپ کے مریدوں کا اُس دیوار سے آگے نہ ہوا اور دیوار کا گنا ایک ساتھ ہوا۔ حالانکہ بارش کا موسم بھی نہ تھا گویا کسی نے ایک تھم دیوار کے نیچے رکھ دیا تھا کہ اُس کے ہٹانے سے دیوار فوراً گرے گی۔

کرامت۔ خواجہ جمال الدین حسین نے منہ خفاقی پناہ خواجہ حسام الدین احمد سے

کہ والد بزرگوار کی ہدایت و حکم سے سرحد میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے فرماتے تھے کہ جب میں خدمت عالی میں آیا۔ اور حضرت نے مجھ کو ذکر بتایا۔ اور زوجہ فرمائی تو تھوڑی دیر کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے دل میں کسی عورت کی محبت کا نقش ایسا بھاڑا پاتا ہوں جس طرح کہ پتھر مٹی میں۔ سچ کہو کہ یہ ایک بات ہے جب تک کہ اُس کی محبت کا نقش تمہارے دل سے نہ نکل جائیگا۔ خدا کی محبت سے تم مستفید نہیں ہو سکتے۔ میں نے کہا کہ میری بھوپہ کی ایک کینز سے میرا تعلق ہے اور میں اُس کا شیفہ ہوں اُس کے بعد آپ نے توجہ فرمائی اور اُس کے تعلق سے میرا دل پاک کر دیا۔ اُس کی محبت اس طرح میرے دل سے جاتی رہی کہ گویا کبھی اُس سے الفت ہی نہ تھی +

گرامت۔ حضرت کے ایک مخلص قدیم نے زمانہ شدتِ دُبا میں حضرت کے عرض کیا کہ ہمارے محلہ میں بلکہ مکان کے گرد و باشندہ سے بھینسی ہے میں حضرت کی توجہ اور تصرف سے التماس کرتا ہوں کہ مریدینِ مخلصین کی اس دُبا سے جان بخشی ہو جائے اور اُس زمانہ میں دُبا کی یہ حالت تھی کہ اگر کسی گھر میں ایک شخص مبتدے مرض ہو جاتا۔ تو پھر شاید ہی کوئی مکان والوں میں سے سچا تھا مدد نہ سب کو خوفِ ملامت رہتا تھا حضرت مراقبِ موت اور کچھ دیر کے بعد سر اٹھا کر فرمایا کہ اطمینان رکھو تمہارے گھر والے ایک کینز کے سوا باقی سب محفوظ رہیں گے۔ پس ایسا ہی ہوا کہ ہماری ایک دُبا میں مر گئی اور باقی سب لوگ اس بلا سے محفوظ اور سلامت رہے +

گرامت حضرت کے ایک مخلص معتقدین میں سے ایک صاحب نے حاضر ہو کر یہ عرض کیا کہ میرا لڑکا بیمار ہے اور وہ کچھ نذر بھی حضرت کے روبرو پیش کرنے کیلئے لائے۔ اور دعا و شمت کے لئے درخواست کی حضرت نے اس کی نذر قبول نہ فرمائی بہت کچھ اُس نے التجا کی۔ مگر قبولیت نہ ہوئی۔ حالانکہ آپ کا طریقہ و توفیق کا نہ تھا اس سے سب کو یقین ہو گیا کہ اس کا لڑکا بچنے والا نہیں ہے۔ پس ایسا ہی وقوع میں آیا کہ اُسی در شام کو لڑکے نے انتقال کیا +

گرامت ایک عالم نے جو حضرت کے مخلصوں میں سے تھے بیان کیا کہ میرا ایک عزیز تھا جس سے مجھ کو بے حد محبت تھی وہ بیمار ہو گیا جیکوں کے علاج اور عزیزوں کی دعاؤں سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ میں آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا

اور توجہ کے لئے درخواست کی حضرت نے قبول فرمایا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد مجھ کو یاد فرمایا۔ میں حاضر ہوا۔ ارشاد فرمایا کہ ہم نے اس کی مغفرت کیلئے فاتحہ پڑھ دی ہے۔ میں بہت متعجب ہوا۔ اور اُس کے مسکن کو جو شہر سے کئی میل تھا۔ روانہ ہوا کہ اُس کی خبر گیری کروں جب میں اُس کے مکان پر پہنچا تو دیکھا کہ لوگ اُس کے دفن سے فارغ ہو چکے ہیں +

گرامت۔ ایک درویش صفائش نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ مرضِ سنپاٹ نے مجھ پر سخت حملہ کیا۔ کہ حرکت کرنے کی طاقت بھی نہ رہی تھی۔ زندگی کی اُمید نہ رہی تھی اس حال میں میں حضرت کی روح پر فتوح کی طرف متوجہ ہوا۔ اس توجہ میں میں اپنے سے غائب ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ حضرت تشریف فرمایاں۔ اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرماتے ہیں کہ اُٹھ اُس عیسے دم کے اتنا فرماتے ہی وہ میری مدہوشی سب جاتی رہی۔ اور میں ہوش میں آ گیا۔ اور اپنی آنکھوں سے اس قندہ اویلا کے جمال جہاں آکا شہدہ کیا۔ اور میں نے اپنے اندر طاقت و قدرت پائی اور تیزی کے ساتھ اُٹھا آپ نے فرمایا کہ کیا تجھ لائے ہو۔ میں نے کہا کہ خدص۔ فرمایا کہ پھر سب چیزیں لے آئے ہو اور یہ فرما کر غائب ہو گئے ہیں نے خور کیا تو مرض کا مطلقاً اثر باقی نہ تھا +

گرامت۔ ایک صوفی نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حج کرنے کا ارادہ مجھ پر ہو گیا۔ میں نے حضرت کی خدمت میں اپنا حال عرض کیا۔ اور خدمت کیلئے اجازت چاہی۔ آپ نے ایک محضر سکوت فرمایا اور مرتب ہو گئے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ تم کو حج کے میدان میں نہیں پاتا ہوں۔ بلوی کہتا ہے کہ اس ارشاد کو آج تیس برس گزر گئے ہیں جب کبھی ارادہ سفر کا کیا عزیمت فرمائی ہو گئی اور جانے کا سامان نہ ہو سکا +

گرامت۔ حضرت کے بھائی شیخ مسعود قندہار جانے کیلئے روانہ ہوئے۔ ایک ذر صبح کے وقت حضرت نے غفران، ہزار سے فرمایا کہ شیخ مسعود کو قافلہ قندہار میں تلاش کیا۔ پتہ نہ چلا پھر قندہار میں ڈھونڈ ڈھال بھی نہ ملا بلکہ مرتبہ سے قندہار سے کب منزل منزل تلاش کی گئی کچھ معلوم نہ ہوا۔ بلکہ تمام زمین کو چھان ڈالا۔ کچھ پتہ نہ چلا غالباً اُن کا انتقال ہو گیا ہے۔ پھر توجہ کر کے فرمایا کہ اُس کی قبر بلند قندہار کے طرف میں نظر آئی ہے۔ غالباً آج ہی فوت ہوئی ہے۔ سامعین نے تاریخ اور رد و ملکہ لیلہ

ایک مدت کے بعد جب قافلہ واپس آیا اور شیخ مسعود کا عمل اُن سے دریافت کیا گیا تو اُن لوگوں نے کہا کہ فلاں در فلاں ماہ فلاں وقت اُن کی وقت ہوئی اور احاطہ بلد قافلہ دار میں مدقون ہوئے گویا وہی دن وہی تاریخ وہی مہینہ تھا۔ جو کہ آپ نے فرمایا تھا +

گرامت۔ حقیر کے چچا شیخ محمد بیان کرتے ہیں کہ صفہ اصفہان سے واپسی میں گھوڑے پر سے میری خرچیں گر گئی اور میں اُس کی تلاش کے لئے سواری اُتر پڑا۔ اور اتنا وقت گزر گیا کہ قافلہ نظروں سے غائب ہو گیا اور میں قافلہ سے جدا ہو گیا۔ سولے پہاڑ اور جنگل کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ میں حیران و پریشان گریبان و بریان ہر طرف دوڑا۔ مگر قافلہ کا کہیں پتہ اور نشان نہ ملا۔ زندگی سے میں نے ہاتھ دھو لئے۔ اور ایک چشمہ کے کنارہ بیٹھ کر وضو کیا اور گریہ و زاری کے ساتھ بارگاہ حضرت قطب نام میں یعنی آپ کی طرف میں منوجہ ہوا اور آپ سے مدد طلب کی کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت قافلہ صفا کیشان اسب عتی پر سوار پیدا ہوئے اور میرے پاس آکر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اپنا ہاتھ مجھ کو دو۔ پس میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھوڑے پر مجھ کو بھی سوار کر لیا اور گھوڑے کے کوڑا مار کر تیز دوڑایا۔ کہ ایک گھنٹہ کے بعد قافلہ نظر آنے لگا۔ تب مجھ کو گھوڑے سے اتار دیا اور ارشاد فرمایا کہ اب تم قافلہ میں چلے جاؤ۔ میں جانب قافلہ روانہ ہوا اور پیچھے پھر کر دیکھا تو آپ میری نظروں سے غائب ہو گئے +

گرامت۔ سرہند کے ایک قاضی ادہ صاحب حضرت کی خدمت میں اداوت قوی کہتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسے بیمار ہوئے۔ کہ حکماء نے اُس کی بیماری کو علاج کدیرا۔ اور ناامیدی چھا گئی۔ انہوں نے حضرت کی خدمت میں ایک نیاز نامہ بھیجا۔ اور وجہ شہزادہ شہسوار التماس کیا۔ کہ ایسی توجہ و انداد فرمائیے کہ مخلص صحت پائے حضرت نے اُس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ ہم نے تم کو اپنی محاضرت میں لے لیا ہے اس باری سے انشاء اللہ تم ضرور صحت پاؤ گے۔ اطمینان رکھو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی توجہ و بشارت کے طفیل میں اُن کو فوری صحت عطا فرمائی۔ جب کسی مجلس میں حضرت کا ذکر خیر ہوتا ہے تو وہ سن انہ کو بہت ہی آب تاب اور ذوق و شوق سے بیان کیا کرتے ہیں۔

حضرت کا وہ نمشتہ بھی اب تک اُن کے پاس تیر کا موجود ہے +

گرامت نواب سید مرتضیٰ خاں مرحوم کو اُٹا دیا سلطنتِ سلطانی اور ختمِ وقت تھے قلعہ کانگرہ کے فتح کرنے کیلئے کہ ہندوستان کے مستحکم قلعوں میں مشہور ہے متعین ہوئے نواب موصوف حضرت کے قصدِ خاص تھا اُس نے انہوں نے ایک نیا زامہ لکھا کہ وقتِ امداد ہے۔ تو جہ فرمائے تاکہ حضرت حسین میرے ہاتھ پر فتح ہو حضرت نے خط پہنچنے کے دوسرے روز اپنے مریدوں سے فرمایا کہ آج سحر کے وقت ہم نے توجہ کی تھی تو معلوم ہوا کہ قلعہ مدھنے خاں کے ہاتھ پر فتح نہ ہو گا۔ اور یہی جواب سحر پر دیا گیا۔ چند روز نہ گزرے تھے کہ سید جوم کی خبر وفات پہنچی اور قلعہ فتح نہ ہو سکا +

گرامت سلطانِ وقت نے راجہ بکرماجیت کو کہ معتدینِ ملک سے تھا نواب مرتضیٰ خاں مرحوم کے جزوِ وفات کے بعد قلعہ کانگرہ پر یقیناً نہ فرمایا۔ راجہ مذکور حضرت کی خدمت میں بصدِ عجز و نیاز حاضر ہوا اور کمالِ تواضع و ادب کے بیٹھا اور اپنے اسلامِ باطنی کے صراحت بیان کئے حضرت نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایسا مسلمان ہو اور بظاہر علاماتِ کفر و انکار میں ہے۔ تو وہ کافر نہیں ہے۔ اُس نے عرض کیا کہ بندگانِ سلطان نے مجھ کو ہم قلعہ کانگرہ پر تعین فرمایا ہے اور یہ علم ایسی سخت ہے کہ نواب مرتضیٰ خاں جیسا اُس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ میں حیران ہوں کہ کفارِ گوناسا کے دارِ الحرب کیلئے کو حملہ کروں۔ مگر یہ کہ حضرت دستگیری فرمائیں۔ اور بشارت دیں کہ قلعہ میرے ہاتھ پر فتح ہو جائیگا حضرت نے فرمایا کہ کفار دارِ الحرب کے ساتھ جنگ کرنا تمام مسلمانوں پر واجب ہے مگر تم جب ایکٹِ واجب کو ادا کر کے اوروں کے ادا پر سے اُس کو ساقط کرتے ہو تو ہم کیونکر تمہارے لئے دعا کریں گے۔ اُس نے جواب دیا کہ اپنے ساتھ مہربانِ مایا اس زیادہ احوال و زاری شریعی کی۔ اور عرض کیا کہ جب تک کہ حضرت فتح کی بشارت نہ دینگے میں یہاں سے نہ اٹھوں گا۔ حضرت نے پہلی ہی بات کا اعادہ فرما دیا۔ اُس نے پھر التبی و زاری کی۔ حضرت نے دیکھا کہ اس کو کسی طرح تسلی نہیں ہوتی ہے۔ تو تھوڑی دیر کے لئے مراقب ہو گئے۔ اُس کے بعد فرمایا کہ فتح تمہاری ہے۔ اطمینان کے ساتھ جاؤ۔ پس اچانک کور بہزار انکار اجازت بیکرِ خمسہ ہو گیا اور مدّ تخیل میں قلعہ کور کو سلاطینِ متقدمین میں سے بھی باوجودِ عظیمِ مجاہدات کے

کم فتح کر سکے تھے۔ آنجناب کی توجہ سسائس کے ماتھے پر منع ہو گیا۔

گرامت حضرت کے ایک مختص سید صبح شمس نے بیان کیا کہ میں ملک
وکن کے شہر اُتین میں لشکر کے ساتھ تھا۔ ایک روز حال کے قبض نے مجھ پر غلبہ کیا میں
تفریح خاطر کے لئے خیمہ سے نکل آیا اور بازار میں ایک کان پر بیٹھ گیا۔ اس اثنا میں
ایک رویش نے کہ آثار ریاضت و علامات جذبہ اُس سے ظاہر تھے۔ مجھ سے ملاقات
کی اور سلام کیا میں نے جواب دیا اُس نے کہا کہ میں یہاں کے پہاڑوں میں گوشہ نشین
رہا کرتا ہوں اور اپنا وقت خلق سے علیحدگی اور دوری اور خلوت و عزلت میں گزارتا ہوں
اور وہاں سے باہر نہیں نکلتا ہوں میں حضرت کا مرید ہوں اور اُس وقت حضرت کی خوشبو
میری تمام جان میں آئی۔ میں اُس کی جستجو میں دانہ بنوا۔ اور آب و ہوا و شہ و قوم میں پارا ہوں
میں نے کہا کہ میں بھی حضرت کا مرید ہوں اور نسبت کی کشش کو کھینچ لانی جہاں بھی
طاقت دیر تک ہی اور ہر طرح کے تذکرے ہوتے سہہ اور اثنا پر تذکرہ میں اُس نے
یہ بھی کہا کہ میں مدتوں تک حضرت کی خدمت میں ملا کرتا ہوں +

گرامت ایک رات نماز عشاء کے بعد حضرت توجہ خلوت خاص ہوئے
آپ کا ایک عزیز اس وقت حاضر نہ تھا اُس نے مجھ سے کہا کہ حاضر تیار ہے اگر قبول ہو
تو ہم دو نول کر کھالیں میں نے قبول کیا۔ اُنھد انا ترس نے رستہ میں حضرت کا
شکوہ و شکایت شروع کی۔ میں اُس کی رفاقت سے بیزار ہو گیا۔ مگر صبر کر کے
اُس کے گھر تک گیا۔ اُس نے کھانا میرے سامنے رکھا۔ اور خود بھی میرے برابر بیٹھا
اتنی میں اُس کے تمام اعضا حضرت کی تلوار سے کٹ کر گر گئے اور ٹکڑے ٹکڑے
ہو گئے۔ میں کانپنے لگا اور ماسے خوف کے دھان سے بھاگا۔ اور حضرت کے دروازہ
پر جا کر دم بیا دیکھا کہ حضرت خلاف عادت دروازہ پر کھڑے ہیں اور میرا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے
روانہ ہوئے۔ اور اُسی شخص کے گھر پہنچے۔ حضرت گھر میں گئے اور میں دروازہ پر
کھڑا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد باہر ہوئے۔ اور وہ شخص بھی تندرست و سلامت آپ کے
ہمراہ تھا۔ حضرت اُس کو رخصت کر کے واپس ہوئے۔ اور اپنے مکان پر تشریف آئے
میں متحیر تھا کہ ابھی اُس کو مقتول پایا تھا۔ اور اب اُس کو زندہ بے زخم دیکھ رہا ہوں حضرت
نے فرمایا کہ جو کچھ تو نے دیکھا ہے کسی نا محرم سے غاس کا اظہار نہ کرنا +

نقصت ایک صوفی نے بیان کیا کہ میں شروع زمانہ طلبِ خدا میں ایک دھڑ
کمال طلب اپنے اوپر غصہ ہوا اور اپنی ناکامی کی وجہ سے اپنے اوپر بگڑا مجھ کو میرے
دلی جوش و خروش نے بیقرار اور بے آرام اور بے خور و خواب کر دیا تھا یہ دیر نہ
پھرتا اور اپنی بے نصیبی پر آنسوں کر رہا تھا۔ میرے اس اضطراب میں کسی طرح کی کمی نہ
ہوتی تھی۔ اگر صبح میں جاتا تو جنوں زیادہ ہوتا۔ اور خلوت میں رہتا تو اضطرابِ عقد
تھا۔ ایک در خانقاہ ملائک پناہ آنجناب علیہ الرضوان میں آیا حضرت اس وقت
دروازہ پر تشریف فرما تھے اور اصحابِ حلقہ کئے ہوئے دست بستہ بادب تمام سر
جھکاٹے ہوئے کھڑے تھے۔ ان کے بدن میں جان ہی نہیں تھی کھڑے ہوئے تھے میرے
ابھی دروازہ پر نہیں پہنچا تھا کہ حضرت میرے آنے سے قطع ہو گئے۔ اور سر مبارک کو
دروازہ سے نکال کر فرمایا کہ اے فلاں جلدی آؤ۔ جلدی آؤ۔ میں دوڑا آپ کے قریب
گیا۔ کمال بندہ نوازی و سرافرازی سے میرے گریبان میں دست مبارک ڈال کر فرمایا
کہ فلاں نعمت جو تم کو پہنچی ہے تمہارے ہمعصوروں میں کسی کو نہیں ملی۔ حضرت نے فریاد
آپے لال تھا جس نے میری آتشِ طلب کو بجھا دیا۔ اور میرے قرار و تبدیلی و بے آرامی
و جوش و خروش سب سکون اور آرام سے بدل گیا۔

گرا مروت ایک حافظِ صاحبِ کتب ہمیشہ تراویح میں قرآن مجید پڑھا کرتے
تھے اور حضرت کے قدیم خادم تھے۔ بیان کرتے تھے کہ حضرت ایک بار اپنے شروع زمانہ
مشقت میں تفریح کے لئے نکلے۔ پہلے آپ قصبہ مستکان میں گئے اور وہاں سے
قصبہ کیتھل زیارت حضرت شاہ کمال علیہ الرحمۃ کے لئے روانہ ہوئے۔ اور وہاں سے
مراجعت کر کے اجرا ورتشہ فی لائے۔ اور درگاہ حضرت شیخ احمد اجراوری میں بغرض
زیارت تشریف فرما ہوئے۔ میں پوری منزل آپ کے رکاب میں چلا تھا۔ اس سے
میرے اعضا گرم ہوئے۔ اور میں پسینہ پسینہ ہو گیا۔ ہوا بھی نہایت گرم تھی تشنگی
نے غلبہ کیا میں ٹھنڈا پانی لے کر پی گیا۔ مجھ کو پانی کے پینے کے میرا حال مستحضر ہوا
اور چہرہ کارنگ زرد ہو گیا۔ اور ضعف دل پیدا ہو گیا۔ مجھ کو یہ محسوس ہوا کہ گویا وجہ
پاؤں کی طرف سے نکل کر میرے سینہ تک آگئی ہے۔ لوگ میرے پاس جمع ہو گئے
اس اثنا میں آپ گنبد سے نکلے اور فرمایا کہ یہ کیا حال ہے میں نے عرض کی کہ چونکہ میں

گرمی میں آیا تھا اور پیاس غالب تھی پانی پی گیا ہوں اس سے ضعف دل پیدا ہوا اور میری جان بھل رہی ہے۔ فرمایا کہ اس کو میری پالکی میں بٹھا کر لاؤ۔ اور خود آپ گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور صحابہ سے فرمایا کہ اس کی جان بھل جانے کے قریب ہو گئی تھی۔ میں نے اس کو اپنے ضمن میں لے لیا ہے۔ اور اب وہ فوراً صحت پائیگا۔ تھوڑا سا سترہ ملے ہوا تھا کہ میں نے لہتے آپ میں صحت اور قوت پائی اور پالکی سے اتر آیا اور حضرت کی رکاب سادت میں منزل تک پہنچا۔

گرامت حافظ صاحب مذکور نے یہ بھی بیان کیا کہ میں کم سن ہی میں حفظ قرآن مجید کرتا تھا۔ سفر الہ آباد پیش آیا اور عادت قرآن مجید کو ہو گئی اور حفظ قرآن رک گیا۔ چند سال اسی حال پر گزر گئے۔ ایک مدت کے بعد وہاں سے روانہ ہو کر وطن آیا۔ اسی زمانہ میں آپ بھی حضرت خواجہ سے رخصت ہو کر آئے تھے اور اپنے مکان کے روبرو ایک مسجد نئی تیار کرائی تھی اور زمانہ رمضان کا تھا۔ میں حضرت کی ملازمت میں آیا فرمایا حافظ صاحب تراویح میں ہم کو قرآن پڑھ کر سناٹے میں نے عرض کیا کہ سلسلہ حفظا چھوٹ گیا ہے فرمایا کہ تم پڑھ لو گئے۔ میں نے دو تین مرتبہ مکرر عرض کیا کہ حضرت نے وہی جواب دیا۔ پس تعمیل ارشاد حضرت میں نے شروع کیا اور آپ کی برکت سے دو رکعت میں کہیں پارہ پڑھے اور حضرت نے کھڑے ہو کر سنا اور صحابہ میں سے کوئی کھڑا نہ رہ سکا۔ شب بدم میں قرآن شریف ختم کر دیا۔ اور بہت ہی کم غلطیاں ہوئیں۔ یہ آپ کا صرف نصرت تھا۔ ورنہ قرآن مجید مجھے یاد نہیں آتا۔

گرامت حافظ صاحب مدد سونف یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ تراویح میں حضرت کے حضور میں قرآن پڑھ رہا تھا۔ چھ پارہ ختم ہو جانے کے روز مجھ پر چھ ق نے غلبہ کیا۔ اور اتنا بے ہوش کر دیا کہ نماز عصر قضا ہو گئی۔ شام کے وقت ہوش آیا میں ان فقہاء کے رب انسی نقاہت و ضعف میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کیا حال ہے۔ میں نے عرض کیا کہ بخار غالب ہو گیا ہے حضرت نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ بخار سخت ہے مگر تم تراویح پڑھ سکتے ہو۔ میں نے کہا کہ اتنا ایسی ہے لیکن اگر حضرت کی توجہ اور مدد و نصیحت ہو تو پڑھ سکو گھا۔ فرمایا کہ جلدی کر

پڑھو کہ خیر موت ہے۔ میں نے جب زراچ میں قرآن پڑھنا شروع کیا۔ اللہ اپنی
آیا اور سبچار باکل جاتا رہا۔ اور حضرت کے نفس عیسوی کی برکت سے عافیت و صحت
سے کلام حضرت علامہ انجم کو پہنچا۔

گرامت خواجہ قاسم علی خان نے جن کا لقب عقیدت خاں تھا اور
وہ حضرت خواجہ کے مقبول نظر تھے۔ آپ کے ساتھ بھی اعتقاد و حسن ملاصق رکھتے
تھے۔ آپ سے عرض کیا کہ آپ ایسی کوئی توجہ فرمائیں۔ کہ میں دلچسپ ہو جاؤں آپ
نے ایک خط توجہ کی اور فرمایا کہ منصب ہزاری تک تم ترقی کر سگے۔ خان موصوف
آداب سبجالائے۔ حالانکہ اُس زمانہ میں کچھ بھی اُن کو عہدہ تھا۔ مگر چند ہی روز میں
منصب ہزاری پر پہنچے اور مدت العمر اسی عہدہ پر قائم رہے۔

گرامت شیخ یار محمد طالقانی جو کہ حضرت کے مریدوں میں سے ہیں۔
اپنے کسی دوست سے نقل کرتے ہیں کہ ایک بار اُن کا بھائی بیمار ہوا اور ان کی زندگی
کی اُمید جاتی رہی اور اُس کا کفن بھی آگیا تھا۔ اس اثنا میں اُس نے حضرت کیلئے
ایک اس گئے اور دس روپیہ بطور نذر بھیجے۔ صبح کے وقت حضرت کو خواب میں
دیکھا کہ اپنے اُس کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا کیا۔ اور فرمایا کہ تو تندرست ہے غم مت کھا۔
وہ خواب سے اٹھا اور اپنے میں قوت دیکھ کر کیا رگی اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ میں
بھوکا ہوں۔ حاضرین نے خیال کیا کہ ہریان میں کہ رہا ہے۔ اُس نے کہا کہ یہ
ہریان نہیں ہے۔ اور قصہ حضرت کی زیارت کا اور صحبت کی زیارت کا سنایا۔
پس اُس کو شور باپینے کے لئے دیا گیا۔ حضرت کی عنایت و گرامت سے اُسی روز
صحمت کامل حاصل ہو گئی۔ اور مرض کا نام و نشان نہ رہا۔

گرامت۔ آپ کے ایک قیدی شخص ساکن انبالہ نے نقل کیا ہے کہ حاکم
انبالہ نے میری زمین مدد معاش ضبط کر لی۔ اور کسی قدر زمین جو پہلے ایک مرتبہ اپنی
حکومت کے زعم میں اُس نے زیادہ لے لی تھی۔ پھر وہ اس کر دی تھی پھر حکم و سختی
سے چھین لی۔ ایک وزیر نے موقع پا کر آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اُس حاکم
نے مجھ پر ایسا ایسا ظلم کیا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ یہ زمین سالانہ بندوبست میں شرم
نہ ہو جائے حضرت مراقب ہوئے اور فرمایا کہ غم نہیں ہو سکتی۔ جا حاکم ذلیل ہوگا

میں دوسری تحصیل میں زمین کے محاصل کے وصول کرنے میں گیا ہوا تھا کہ اس حاکم کی معطلی کا حکم پہنچا۔ بالآخر وہ مجھوس ہو گیا اور اٹھارہ سال تک مجھوس رہا پھر اُس زمین کی آمدنی کو دوسرے کسی حاکم نے مجھ سے طلب کیا +

گرمیّت - ایک روز حضرت کی زبان الہام ترجمان سے نکلا۔ کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیخ منزل ایک ہولناک گڑھے میں گر گئے ہیں! دروہاں سے نکلنے کیلئے کاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ چند روز کے بعد خبر آئی کہ شیخ منزل اطراف سرہند کے پہاڑوں میں تفریحاً گئے تھے! اور ایک غار کے کنارہ سے گزر رہے تھے کہ اُن کا پاؤں پھسلا اور غار میں گر پڑے کہ باہر نکلنا دشوار ہو گیا۔ وہاں سے نکلنے کیلئے ہاتھ پاؤں مار رہے تھے کہ ایک ہتھان نے دور سے دیکھا اور لوگوں کو خبر دی۔ لوگ جمع ہو کر اُس غار کے کنارہ آئے اور شیخ کو اس سے نکالا۔ شیخ موصوف حضرت کے صحابی قدیم اور صاحب ایجاز تھے +

گرمیّت - علامہ غلامی شیخ حبیب اللہ استاد شاہزادہ ولیعہد نے بیان کیا کہ میں نے بعض لوگوں سے سنا تھا کہ آپ نے لکھا ہے کہ میرا مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے زیادہ ہے۔ اس لئے مجھ کو آپ کے دروت خاطر تھی۔ جس زمانہ میں کہ میں ہندوستان میں آیا۔ اور سرہند میں منزل ہوئی میری ملاقات ایک قدیم دوست سے کہ اُس سے پہلے چنداں پابند وضع نہ تھا ہوئی میں نے دیکھا کہ حلیہ سیاح و تقویٰ سے آراستہ ہے۔ اور سیائے خدا طلبی و حق پرستی سے پیراستہ ہے میں نے اُس سے اُس کا سبب پوچھا۔ تو اُس نے کہا کہ حضرت کی خدمت میں ایادت لایا ہوں اور سعادت حضورِ سی سے مشرف ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت صحبت سے مجھ کو اس مرتبہ پر پہنچایا ہے۔ میں نے کہا کہ انہوں نے تو ایسا ایسا کتاب میں لکھا ہے۔ اُن کی صحبت میں کیا اثر ہوگا۔ اُس نے کہا کہ خبردار ہزار بار خبردار لیکن انکار نہ کر کہ آپ قطبِ زمین میں۔ اگر تم اُن کو دیکھو اور اُن کی صحبت میں بیٹھو تو حقیقت کا روبرو پہنچاؤ گے۔ میں نے انکار تشدد کیا کہ آپ کو نہیں دیکھ سکتا ہوں اُس نے بہت اصرار کیا کہ ملاقات ضرور کرو۔ اور اس اعتقادِ فاسد سے رہائی پاؤ۔ میں نے دل میں کہا کہ اگر تین باتوں کے جواب سے مجھ کو مشرف فرمائیں تو میں مستعد ہو گا

اؤگایا کہ حضرت صدیق اکبرؓ کی بات کا تذکرہ کریں۔ اور میرے لئے

اکاز کمال دیں +

ثانیاً۔ یہ میرے آباؤ اجداد کا ذکر کریں۔ اور ان کے کسی قدر حالات بیان

کریں +

ثالثاً۔ یہ خواجہ خاوند محمودؒ کے حالات کا بھی تذکرہ کریں۔

میں اُس کے ہمراہ آپ کی خدمت میں گیا۔ ابھی میں نے آپ کو صرف دُور سے دیکھا

ہی تھا کہ روضۂ میرے بدن کے ہضائیں پڑ گیا۔ اور میرے دل پر دہشت غالب ہو گئی

اور ترساں و لرزاں حضرت کی پاؤں سے مشرف ہوا۔ اجازت بیٹھنے کی دی۔ پھر

آپ نے ایک جزدیکہ کے نیچے سے نکالا۔ اور میرے ہاتھ میں دیا۔ وہ وہی خطا تھا

کہ جس سے لوگ حضرت صدیق اکبرؓ رضی اللہ عنہ پر آپ کی فوقیت کا توہم کرتے تھے۔

آپ نے اُس کو اس طرح سے بیان کیا کہ کسی طرح کا شک و شبہ میرے دل میں باقی نہ

پہنچا۔ کہ اے مولانا صبر کی کہ تمہارے والد کا نام نکلاں ایسا ایسا تھا۔ اور تمہارے

دادا ایسے ایسے اور تمہارے پردادا ایسے تھے۔ ہر ایک کا نام اور ہر ایک کے

فضائل بیان کئے۔ حالانکہ میں آپ کی خدمت سے بالکل نا آشنا تھا۔ اس کے بعد

حضرت نے مجلس برخواست فرمائی۔ اور چاہا کہ مجھ کو دعا کریں مجھے یہ خیال آیا کہ

آپ نے خواجہ محمودؒ کا ذکر نہ فرمایا۔ آپ نے اُسی وقت فرمایا کہ خواجہ خاوند محمودؒ ہمارے

پیر زادے ہیں اور جدِ بُرور و ثی رکتے ہیں +

مراوی کتاب ہے کہ تین کرامتیں حضرت عبد الرحمتہؒ سے ایک ہی مجلس میں

ہم نے مشاہدہ کیں +

تصرف جس زمانہ میں کہ حضرت لاہور میں تشریف فرما تھے اہلِ منصوبی

مولانا جمال تلوی حضرت کی خدمت میں آئے۔ اور خلوت میں آپ سے پوچھا کہ آج آپ کا

ثانی جامع علومِ ظاہر و باطن صغیر روزگار پر پیدا نہیں ہے مسئلہ وحدت وجود کو

بظاہر شریعت کے مخالف ہے۔ مگر اولیاء اللہ کثرت سے اُس کے قائل ہیں

اُس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے حضرت نے توجہ و تصرف فرما کر وہ حال مولانا کو

عطا فرمایا۔ اور کان میں چند کلمات فرمائے۔ مولانا کو طاقت نہ رہی کہ ابراہیمؑ کی طرح

اُن کو آپ کی آنکھوں سے ہنسنے لگے اور آپ کے بشرو میں ایک تغیر مثل اربابِ کرد و جاد کے پیدا ہوا۔ مولانا بے طاقت ہو گئے اور بتواضع و انکحار تمام قد بیوی کے رخصت ہو گئے۔ مجھے اس تصرف پر ناز ہے۔ عالم زبردست مثل مولانا جمال جن کو دلائل سے معقول کرنا دشوار تھا۔ ایک لمحہ میں اُن کو آپ کے حال عطا فرمایا۔ اور اُن کو اُس مقام پر کہ جس سے وہ خوف کرتے تھے، پہنچا دیا اور اُن کے شکوک و شبہات کو حالِ ارادہ کے دور کر دیا۔

گرامت ایک پیش خادم حضرت نے بیان کیا کہ میں قلعہ گویا میں سجدہ انجام دے رہا تھا۔ ایک بزرگ اُس رستہ سے گذرے اور انہوں نے بعد افسوس و حیرت کہلا بھیجا کہ اچھی رہائی یہاں سے ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ باعثِ اس تکلیف کے روافض ہیں۔ اور قلعہ بالفعل انہی سے متعلق ہے۔ اگر وہ کہلا بھیجیں کہ قلعہ کے اوپر سے گزریں تو کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ حضرت نے اُس کے جواب میں کہلا بھیجا کہ قلعہ سے میری رمانی یقیناً ہوگی کیونکہ بعض لوگوں کو جن کے نصیب مجھ سے متعلق ہیں۔ اُن کا حصہ پہنچنا باقی ہے۔ اور یہ بات بغیر میری رمانی کے ناممکن ہے۔ فقوڑی مدت کے بعد اُس قلعہ سے آپ کی رمانی ہوئی۔ اور آپ کا وہ ارشاد جلد سے جلد ظاہر ہو گیا۔

گرامت حضرت کے ایک مخلص بیان کرتے تھے کہ حضرت کا طریقہ تھا کہ ہر غرور و کلاں و یگانہ و اور بیگانہ کو پہلے سلام کیا کرتے تھے۔ ایک ذریعہ مجھے خیال ہوا کہ آج حضرت کی خدمت میں اچانک پہنچ کر سلام میں ابتداء کر دنگا۔ پس اس نیت سے آپ کی خدمت میں روانہ ہوا۔ اور حضرت سے اتنے فاصلہ پر پہنچ گیا کہ اگر وہ میں قدم آگے بڑھتا تو آپ کے روبرو پہنچ جاتا اور ابھی تک آپ نے نہ مجھ کو دیکھا تھا۔ اور نہ میں نے آپ کو مگر آپ نے اندر ہی سے آواز دی کہ سلام علیکم یا فلان! مجبوراً میں سنے گیا اور علیکم السلام کہا۔ اور سلام میں سبقت کرنے کے ارادہ کو بیان کیا حضرت سُکر سُکر اٹھے۔

گرامت ایک ذرا ایک طالب نے حضرت سے نسبتِ قادریہ کیلئے کہا کہ میں حضرت نے طریقہ عالیہ قادریہ میں اُس کو مرید کر کے فرمایا کہ صحبت میں اکثر حاضر کرو

حضرت بوجائس کی تمنا کے دو تین روز نسبت قادر یہ میں مشغول رہے اور اُس کے برکات طالب مذکور کو عطا فرمائے۔ جو لوگ کہ حضرت سے حصول نسبت نقشبندیہ کرتے تھے اُس زمانہ میں انہوں نے اپنے کو بیکار اور اپنے کام میں انقباض دیکھا۔ حقیقت کا یہ مطلع نہ تھے۔ اس لئے حضرت سے عرض کی۔ حضرت نے تبسم فرمایا اور کہا کہ دو تین روز سے ہم فلاں شخص کو نسبت قادر یہ کے افاضہ کرنے میں مشغول تھے۔ اس لئے تمہارے کام میں تاخیر واقع ہوئی۔ پھر ان لوگوں کے احوال کی طرف متوجہ ہوئے اور تلافی آیام سابقہ کی فرمائی۔ جو ابواب فتوح کے چاند میں نہ کھلتے وہ چند روز میں ان کو عطا فرمائے۔ عجیب تصرف تھا کہ ایک توجہ میں کارخانہ طلب خلل پذیر ہوا۔ اور ہم نگاہ میں شروع سے آخر تک کام پورا کر دیا۔

کرامت ایک سید نجمی بیان ہے کہ میں ایک زمانہ میں اہلبین میں تھا اور ایک جماعت تاجرانہ کے میرے پیروں میں تھی۔ ان میں سے ایک تاجر جان محمد نامی سے مجھ سے خلوص ہو گیا تھا۔ ایک روز ایک شخص سے میں نے حضرت کو بادشاہ کی ایذا دہی اور گویا میں مجبوس کرنے کی خیر سنی۔ نہایت غمزدہ اور تنفک ہو گیا۔ اتنے میں جان محمد مذکور آیا اور مجھ کو مغموم دیکھ کر اُس کا سبب پوچھا میں نے حقیقت حال بیان کی۔ اُس نے کہا کہ میں حضرت ہی کا مرید ہوں۔ اور آج حضرت ہی سے اُس کی تحقیق کرتا ہوں۔ پس حضرت کی طرف متوجہ ہو کر قیدوار کیا۔ حضرت تشریف فرما ہوئے اور کہا کہ نفس واقعہ صحیح ہے۔ مگر بعض مدارج کی تکمیل تربیت پر موقوف ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو یہ مراتب حاصل نہ ہو سکیں گے۔ دوستوں سے کہو کہ مطمئن ہیں تاجر موصوف نے یہ بھی بیان کیا۔ کہ میں اکثر خدمت شریف میں حاضر رہا ہوں اور جب آپ کو دیکھتا تو آپ کی بیشانی اور ہر درخشاں پر لفظ اللہ لکھا ہوا دیکھتا تھا۔

کرامت یہ صاحب موصوف نے ایک واقعہ بھی بجاورد بیان مجھ مذکور بیان کیا کہ ایک روز آپ نے قریب شام کے مجھ سے فرمایا کہ ایک کام کے لئے کہتا ہوں اس کو کر سکو گے۔ میں نے کہا کہ میرے ہاں باپ آپ پر خدا ہوں کیوں نہ کر سکو گا۔ آپ نے ایک جواز بدین ارشاد عطا فرمایا کہ بارغ حافظہ رخندہ میں چند درویش فروکش ہیں ان کے

پاس جاؤ۔ اُن میں ایک فقیر چھپک ہو سب سے الگ بیٹھا ہوا ہے۔ اُس کو ہماری دعا کو اور یہ جو اُس کو دے دو۔ اور اصرار کر کے اس کو ہمارے پاس لے آؤ۔ میں حسب الحکم گیا اور دیکھا کہ ایک جماعت قلندروں کی بیٹھی ہوئی ہے اور ایک فقیر چھپک و تھوڑے فاصلہ سے بیٹھا ہوا ہے اُس نے مجھ کو دیکھتے ہی پچھا کہ کیا حضرت نے تم کو میرے پاس بھیجا ہے۔ میں نے اُس کو وہ جوڑے دیا اور دعا پہنچائی اُس نے کہا کہ حضرت نے ہم کو بلایا اور خود آئے پس وہ میرے ہمراہ روانہ ہو گیا۔ حضرت محراب میں تشریف فرما تھے۔ وہ درویش دوسری طرف بیٹھ گیا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ تھوہ لاؤ۔ میں دوڑا ہوا گیا تھوہ خانہ سے پالی تھوہ کی لیکر حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ درویش کی خدمت میں لے جاؤ۔ میں درویش کی طرف منوجہ ہوا دیکھا تو وہ درویش بھی آنجناب ہی ہیں۔ فرما رہے ہیں کہ آنجناب کی خدمت میں پیش کرو۔ میں اس طرف مڑا تو دیکھا کہ ادھر بھی ہمارے حضرت ہی تشریف فرما ہیں۔ درویش نے حضرت سے میرے حالات دریافت کئے حضرت نے فرمایا کہ شخص جلد رکلہ منہ والا ہے۔ اور جان محمد اس کا نام ہے اور فدا شخص کا لڑکا ہے۔ اُس نے کہا کہ اس کے والد میرے دوست تھے۔ اس کو کس سلسلہ میں آپ نے مرید کیا ہے۔ فرمایا کہ سلسلہ قادریہ میں۔ اُس نے کہا کہ میں سفارش کرتا ہوں کہ اس کو حضرت غوث الثقلین سیہ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی خدمت میں پہنچا دیکھئے۔

اس اثنا میں حضرت اٹھے آفتاب اور چہ ڈھیلے استنجا کے واسطے آپ نے مجھ سے منگائے۔ میں لے آیا۔ حضرت بیت المقدس تشریف لے گئے جب وہاں سے نکلے تو فرمایا کہ جان محمد ستارہ قطب کو جانتے ہو یہی ہے یا اور ہے۔ قطب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ خوب دیکھو میں نے دیکھا کہ ایک زندہ صاحبِ سیاہ لباس والے اُس میں سے نکلے۔ اور تیر کی طرح ایک لمحہ میں اُس مقام پر اتر کے آگئے۔ حضرت نے فرمایا کہ ان کی قد ہو سی کر وہ حضرت غوث الثقلین ہی ہیں۔ حسب الحکم میں نے قد ہو سی کی۔ پھر حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ فرصت ہوئے۔ اور ستارہ قطب کی طرف منوجہ ہوئے اور اُس میں غائب ہو گئے جب کہ

حضرت وضو سے فرغت پا کر مسجد میں تشریف لائے اُس سوبیش نے مجھ سے پوچھا کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی تو نے زیارت کی۔ میں نے کہا کہ ہاں۔ سید صاحب کہتے ہیں کہ میں نے جن محمد مذکور سے کہا کہ تم باوجود ان کرامتوں کے مشاہدہ کرنے کے سوداگری میں کیوں پھنسے ہوئے ہو۔ اُس نے کہا کہ یہ ایک قصہ عجیب ہے۔ میرے اقربا حضرت کی خدمت میں آئے اور التماس کیا کہ جان محمد کو ہمیں دے دیجئے۔ ہم اُس کی شادی کر دیتے۔ حضرت نے مجھ سے کہا کہ جاؤ شادی کر لو میں نہ گیا وہ لوگ پھر آئے انرض میرے اقربا حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر اصرار کیا کرتے تھے اور حضرت مجھ کو اجازت دیتے تھے اور میں نہ جاتا تھا آخر کار آپ اقربا کی تکلیف دہی سے آپ تنگ آ گئے اور ایک روز آپ پان کھا رہے تھے اُس کا دوش منہ سے نکال کر مجھے دیا۔ وہ پان کھاتے ہی میرا سارا حال سب ہو گیا۔ گویا کہ میں مست تھا اور اب ہوشیار ہو گیا۔ اور کاروبار دنیا نظر آنے لگے۔ عزیزوں کی رفاقت خستیا کی شادی کر لی اور تجارت میں مشغول ہوا۔ مگر حضرت کے ساتھ محبت کا تعلق بہت قویم ہے۔ بسبب متوجہ ہوتا ہوں تو حضرت کی طاعات کرتا ہوں +

تصرفت۔ علامہ قاضی مولانا عبدالحکیم سیاح کوٹلی نے کہا ہے کہ میری آپ کے ساتھ عقیدت کا سبب اس کرامت کا مشاہدہ تھا کہ ایک رات حضرت کو میں نے خواب میں دیکھا کہ یہ آیت پڑھ رہے ہیں۔ قُلْ اِنَّهُ لَفَرُّدٌ ذَرِیُّہُہُ اور اثناء قنادت میں یہ تصرف فرمایا کہ میرے دل میں جذبہ پیدا کر دیا کہ میں اپنے دل کو ذکر پایا۔ علامہ موصوف ایک مدت تک اسی نسبت کے ساتھ حضرت کے باطن سے استفادہ فرماتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ میں اویسی حضرت شیخ احمد کا ہوا پھر حضوری میں حاضر ہوئے اور ظاہر میں بھی تعلیم و ذکر کی محال کی +

کرامت۔ حضرت سید ایک درویش شخص نے بیان کیا کہ ایک روز مجھ سے فرمایا کہ تم اندھ ملاں شخص لایتا برا کہہ سکتے ہو۔ مجھ کو حیران ہوا کہ اگرچہ حضرت کا ارشاد اس بارہ میں کافی ہے۔ لیکن اگر مجھ کو بھی علم اُس کا ہو جاتا تو بہتر ہوتا۔ اسی بات میں نے حضرت علیل الزحمن علیہ السلام کو بڑی شان و شوکت کے ساتھ دیکھا۔ آپ بھی دامن موجود ہیں۔ اور میں اور وہ شخص بھی کھڑے ہیں۔ اپنے

ہم دونوں کے ہاتھ پکڑ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بزرگ قدموں پر گرا دیا۔ ہم ان کی قدموں پر چلنے لگے اور پھر چلے گئے۔

مراوی کا بیان ہے کہ اس وقت کے بعد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ابھی کیفیت عرض کرنے نہ پایا تھا کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے سب کچھ کہا تھا۔ اس میں تردد کی گنجائش نہیں ہے۔ کیا نہیں جانتے ہو کہ ہر ایک مالکِ اہ کو ذائقہ احوال اور مشربِ استعداد کا علم نہیں دیتے ہیں۔ بلکہ قرینِ کثیرہ میں اس بڑی دولت اور اعلیٰ نعمت سے کسی خاص اکمل بزرگ کو نوازا جاتا ہے۔ شیخ نجم الدین کبرے کہ قطبِ قسنت تھے یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کس نبی کے زیرِ قدم ہیں۔ اس کی تحقیق کے لئے انہوں نے اپنے ایک مرید کو دوسرے کسی بزرگ کی خدمت میں جن کو علمِ احوال دیا گیا تھا بھیجا۔ اُن بزرگ نے اس کو دیکھتے ہی کہا کہ وہ یہودی توجہ کر رہا ہے۔ مرید اُتر رہا تھا کہ شیخ کی خدمت میں آیا اور کل ماجرا بیان کیا۔ شیخ بہت کچھ خوش ہوئے۔ اور قرض کیا۔ اور فرمایا کہ مجھ کو انہوں نے خبر دی کہ تو حضرت موسیٰ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم پر ہے۔

ایک دن ایک غلط فہمی کو یہ خیال آیا کہ حضرت خود ہمیشہ امام بنتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہوگی۔ اسی خیال میں وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ابھی بیان کرنے نہ پایا تھا کہ آپ نے خود فرمایا کہ شافعیہ و مالکیہ کے پاس بغیر سورہ فاتحہ پڑھنے کے نماز نہیں ہوتی۔ اس لئے سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھتے ہیں۔ احادیث صحیحہ بھی اس مسئلہ کی تائید کرتی ہیں۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قرأتِ امام کو قرأتِ مقتدی کہا ہے۔ اور مقتدی کے لئے سورہ فاتحہ کا پڑھنا جائز نہیں رکھا ہے اور جمہور فقہاء حنفیہ کا مسلک بھی یہی ہے۔ مگر بعض ضعیف روایتوں میں اس قرأت کو جائز رکھا گیا ہے۔ ہم حتی الامکان یہ کوشش کرتے ہیں۔ تمام آئمہ کے مذاہب جمع ہو جائیں اور ان میں جمع بین مذاہب بغیر اپنے امام بننے کے نہیں ہو سکتی۔

کرامتِ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ جب دبا اور طاعون کا غلبہ ہوا تو ایک صاحب کی بابت لوگوں نے بڑے وقعات دیکھے۔ وہ حضرت کی خدمت میں عرض کرنے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ ختمِ حصین کیا جانے چنانچہ اُس نے ختم کر کے

آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فخر پڑھی اور فرمایا کہ اتنا ختم میں تمہارے اطراف ایک فائدہ تیار دیکھا گیا ہے۔ مگر اُس کی بعض دیواریں خراب تھیں معلوم ہوا ہے ختم کے پڑھنے میں کچھ قصور ہوا ہے۔ اُن صاحب نے عرض کیا کہ کتاب مذکور نہایت ایک الخفہ تھی۔ بعض جگہ پڑھی تھی نہ تھی۔ اور غلط بھی تھی۔ چنانچہ صاحب گئے اور دوبارہ ختم کر کے پھر عرضِ خدمت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ختم درست معلوم ہوا۔ اور ختم اول فلاں کے نام منتقل ہو گیا ہے۔ امدہ ایک مرضِ شہرہ میں مبتلا تھا کہ فلاں اُس کے علاج سے مایوس ہو گئے تھے۔ اُس کو قوراً صحت ہو گئی۔ اور وہ صاحب بھی خیر و عافیت سے ہے۔

کرمت ایک غلامِ حضرت ایک سرے میں فروکش ہوئے اور فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آج اس سرے میں آگ لگی کہ گھر میں سارے سامان کے جل جائیں گے۔ پس تم لوگ ایک دوسرے کو خبر دے دو کہ جو شخص اس عاکو مکر رہے کر پڑھیکا۔ وہ اور اُس کا اسبابِ گ کے اثر سے محفوظ رہیگا۔ وہ دعا یہ ہے :-
 اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔

ایک ساعت گذری تھی کہ سرائیں اس شدت سے آگ لگی کہ اُس کی بیان نہیں ہو سکتی۔ ہر چند اُس کے بچائے کی کوشش کی گئی۔ مگر کچھ فائدہ نہ نہ ہوئی۔ تمام مکان اور سامان جل گئے۔ صحاب میں سے جس نے وہ دعا پڑھی تھی۔ وہ اور اُس کا سامان محفوظ رہا۔ قابلِ زہان مولانا عبداللہ لاہوری کو کسی نے خبر نہ دی تھی کہ حضرت نے فلاں دعا پڑھنے کیلئے ارشاد فرمایا ہے۔ اس نے اُن کا سامان جل گیا۔ اور وہ بہرہٗ محنت و وقت آپ کی خدمت بابرکت میں پہنچ سکے۔

کرمت ایک بار حضرت لاہور میں قیام کے زمانہ میں عشا کی نماز کے بعد اُس گھر کی دیوار کے متصل جس میں کہ سکونت تھی کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ خبردار آج اس دیوار کے پاس کوئی شخص نہ آئے۔ اُس وقت ابراہیم بارش کا موسم بھی نہ تھا۔ بعض لوگوں کو آپ کے اس ارشاد سے بہت تعجب ہوا کہ اور دیواریں پڑانی ہیں۔ اور یہ دیوار چھٹی خاصی ہے۔ آخر کار خدا کے حکم سے اخیر تہائی رات میں دیوار گر پڑی اور ایک چھو کر می جو اُس دیوار کے قریب تھی اُس پر کچھ ڈھیلے گرے۔ حضرت نے

اُس پر غائب فرمایا۔ کہ ہم نے رات ہی کدیا تھا کہ کوئی شخص اُس دیوار کے قریب سے گرامت۔ مگر اُنظر فوجدار سرہند قصبہ جیت میں مقیم تھے پہاڑی باشندوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ ایک درویش کے پاس حصول بشارت کے لئے رجوع کی۔ اُس درویش نے فتح کی بشارت دے دی۔ اُس کے بعد درویش کو اپنی اس بشارت میں توفیق ہوا۔ اور حضرت کی خدمت میں خط لکھا اور اپنی بشارت کی اصلیت کی بابت دریافت کیا حضرت نے لکھا کہ اس حملہ میں فوجدار شکست فاش پائیگا بشارت دینے میں تم نے کیوں جلدی کی۔ جب تک کہ سپہی صحیح سادق کی طرح کسی معاملہ کے حالات ظاہر نہ ہوں کچھ نہیں کہنا چاہئے تین چار روز گذرے تھے کہ فوجدار اور پہاڑیوں میں جنگ ہوئی اور فوجدار کو شکست فاش ہوئی۔ کہ علم و تقارہ بھی چھن گیا۔ اور وہ پریشانی و حیرانی کے ساتھ واپس ہوا۔

گرامت حضرت کے ایک مرید نے نقل کیا ہے کہ میں تپہ حق میں ایک سے متعلق تھا۔ ایسا ضعف ناتوانی پیدا ہوئی کہ زندگی کی امید منقطع ہو گئی۔ سب قریب بیداری میں مصروف تھے۔ کہ وقت نزع موجود رہیں۔ میں نے حضرت کی خدمت میں توجہ کی یاد رکھا کہ ایک شخص از سر تا پا چادر سفید اوڑھے ہوئے آیا۔ اور مجھ سے کہا کہ اس چادر کو حضرت سرور کائنات علیہ علیہ الصلوٰۃ و التسلیمات نے قطبِ قوت شیعہ احمد فاروقی نقشبندؒ کی کو عطا فرمایا ہے اور انہوں نے تمہارے پاس بھیجی ہے تم اسے اوڑھو اس کی برکت سے شفا پاؤ گے۔ پس مجھے اُس نے سر سے پاؤں تک وہ چادر اوڑھادی۔ میں نے ہاتھ سے اُس چادر کو چھونا چاہا۔ تو چادر ہاتھ میں آئی۔ بھلا اُس کے بدوت نے پاؤں کی طرف سے سرایت کی اور سر تک آگئی۔ میری ہمشیرہ نے دیکھا کہ میرے ہاتھ پاؤں سرد ہو گئے۔ وہ یہ سمجھی کہ اس کا وقت آخر ہو گیا ہے۔ اُس نے مجھے کپڑا اور بغل میں لپیٹ کر رونا اور چننا چلنا شروع کر دیا۔ میں اُس کے شور و غل سے بیدار ہوا اور میں نے کہا کہ غم نہ کرو۔ میں تندرست ہوں۔ پس میں نے شور بامانگ کر پیا۔ اور ایسا تندرست ہو گیا کہ صبح کی نماز کھڑے ہو کر ادا کی۔

گرامت صاحب مذکور نے یہ بھی بیان کیا کہ میں نے اور ایک بیدار

نے کہ وہ بھی آپ کے مریدوں میں سے تھے۔ اساک کیلئے ایک دالپنے مکان میں تیار کی تھی جس میں فیون سٹہ ایک تھی اور اسہا سے اور کسی کو اس کی خبر نہ تھی۔ ہم نماز ظہر میں حلقہ کی شرکت کیلئے آپ کی خدمت میں گئے اور یہ خیال تھا کہ واپس ہو کر دو اکھٹے گئے۔ آنجناب حلقہ سے فارغ ہونے کے بعد محل میں تشریف فرامی کے لئے اٹھے اور دروازہ پر کھٹ ہو گئے۔ اور ہم دونوں کو طلب کر کے بہشت اور حمد و ثناء کا تذکرہ آغاز فرمایا۔ اور دنیوی لذتوں کی بے وقعتی بیان فرمائی اور آخرت کی نعمتوں کی رغبت دلا کر فرمایا کہ دو اسے فیون جو تم نے تیار کی ہے اس کو مست کھاؤ۔ ہم حیران ہوئے اور آپ کا حکم قبول کیا۔ اور اس دو کو عرض میں ڈال دیا۔ یہ کرامت آپ سے از و یاد عقیدت کا باعث ہوئی۔

کرامت مروی مذکور نے یہ بھی بیان کیا کہ میری والدہ بیمار تھیں میں آپ کی خدمت میں کچھ روپیہ بطور نذر حضرت خواجہ باؤ الدین نقشبند قدس سرہ لے گیا اور دعا کے لئے التماس کیا۔ آپ نے فاضلہ شفا فرمائی۔ اور فرمایا کہ اس نذر کو اپنے پاس رکھو۔ میں نے اسی رات خواب میں دیکھا کہ آپ تشریف فرما ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ اے فلاں بیدار ہو۔ اور اپنی والدہ کے نزع کے وقت حاضر رہ۔ میں خواب سے بیدار ہوا۔ اور میثاب ہو کر اسی وقت آپ کی خدمت میں روانہ ہوا۔ دیکھا کہ حضرت نماز تہجد سے فارغ ہو رہے ہیں۔ میں نے سلام کیا۔ اور خواب کی کیفیت عرض کی۔ آپ مراقب ہوئے۔ اور کچھ دیر کے بعد فرمایا کہ اے فلاں جلد جا تیری والدہ پر وقت نزع ہے۔ میں گریان گریان اپنی والدہ کے پاس آیا۔ دیکھا کہ نبض ساقط ہو چکی ہے۔ اور ایک ساعت کے بعد واصل رحمت حق ہو گئیں۔

کرامت حضرت کے ایک مرید نے بیان کیا کہ جس زمانہ میں کہ آپ کی پادشاہ نے بعض اعداء دین کی خچوریوں کی بنا پر گزرائی میں رکھا تھا۔ ایک شخص مصروف نفسون و مغتر نے مجھ سے کہا کہ چند اسم زبان مہندی کے میرے پاس ایسے ہیں کہ اس کے ٹھنسنے سے ایک نماز کے وقت سے دوسری نماز کے وقت تک تمام دشمن اُسی نماز ہلاک ہو جاتے ہیں اور یہ مجرب ہے۔ میں وہ اسم ایک گند پر لکھ کر مجھے دیا کہ گھر کی چھت میں کھدیا جائے۔ میں نے نماز سے پہلے دیا اور ستارہ کی چھت میں کھ کر خیال کیا کہ

کل منکل ہے کل ہی سے اسے پڑھو لکھا۔ اسی رات حضرت کو میں نے خواب میں دیکھا کہ
انکشت بدندان فرما رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ جیسے یہ عمل نہایت تعجب خیز ہے۔ ہرگز
اس پر عمل نہ کرو۔ کہ سحر ہے۔ پس مجبوراً میں نے ترک کر دیا۔ اس کے بعد پادشاہ اس
ایذا دہی سے نام و پوشیمان ہوا۔ اور آپ کو گوالیار سے بلا کر آپ کے وطن مالوت کو
روانہ کر دیا۔ نظم از جوابہ مجددیہ سے

جب ہوا دید بے شان محبت دکانہ
زلزلہ پڑ گیا ابوان جستا بخیر می میں
ہو کے شرمندہ شہ ہند خطا سے اپنی
مذتوں غرق اور طرد لگیں می میں

میں حضرت کی ملازمت سے شرف ہوا۔ اور کثرت سے خلقِ اشدِ حقِ حق کی
ملاقات کیلئے آنی شروع ہو گئی۔ میں نے خیال کیا کہ اگر حضرت بالمشافہ بلامیرے ہمار
کے اس عمل سے منع فرمائیں گے۔ تو خیر و گرنہ ایک دفعہ دشمن کے جگر پر تیر ضرر مار دینگا
یقیناً۔ اور حضرت سرحد میں ہے۔ اور تین دن تک اسی نیت سے خدمتِ مبارک
میں گیا۔ تیسرے دن حاضرین کو رخصت کر کے مکان تشریف لیجا رہے تھے۔
کہ دروازہ میں پھیر گئے اور فرمایا کہ فلاں شخص کو بلاؤ۔ حسب ارشاد میں حاضر ہوا۔
فرمایا کہ اے شخص! سارے ہند کو مت پڑھو۔ کہ وہ سحر ہیں۔ میں نے ندامت سے
انکار کیا۔ فرمایا کہ کیوں غلط کہتے ہو حالانکہ تم نے اُسے فلاں ساحر سے سیکھا ہے
(اور آپ نے اُس ساحر کا نام لیا) اور وہ کاغذ جس پر اسما بندہ کو رکھے ہوئے ہیں
تم نے اُسے چھت کی فلاں لکڑی میں رکھا ہے۔ اگرچہ عمل کی تاثیر وہی ہے جو
اُس نے کہا۔ مگر سحرِ سالم ہے۔ جاؤ اور اُس کاغذ کو چاک کرو۔ میں نے سر جھٹکایا
فرمایا کہ مجھ سے عہد کرو کہ اُس کو چاک کر ڈالو گے۔ اور اُس عمل کا ارادہ نہ کرو گے
پھر اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا۔ مجھ کو اس کرامت کے معائنہ سے دہشت طاری ہوئی
اور متحیر ہوا کہ کسی کو اس راز سے میں نے مطلع نہ کیا تھا۔ پس فوراً مکان واپس آکر
اُس کاغذ کو چاک کر دیا۔

کرامت۔ ایک مرید نے بیان کیا کہ ایک ملا ایک خواجہ زاد کے لڑکوں کو
تعلیم دیتا تھا۔ وہ خواجہ زادہ سفر میں گیا ہوا تھا۔ اور ملا صاحب کو مکان کے دروازہ
میں کھڑے کیلئے جگہ دی گئی تھی۔ کبھی کبھی اُن میں سے ایک لڑکے کی ماں لڑکے کو دیکھنے

کے لئے اگر کھڑی ہو جاتی تھی۔ اور نگاہ ملائی نظر اُس پر پڑ گئی اور دل ہاتھ سے
 دے بیٹھا۔ اور خان و مان سے آوارہ ہو کر حیران و پریشان پھرنے لگا کہ معائنہ
 جمال مطلوب ہمیشہ متیسرے نہیں ہو سکتا اور اسی درد جانکاہ کو بے دیدار کے تسکین
 ہوتی تھی پس مجنوں اور دشت و صحرائیں پھرتا اور صبر و شکیبائی کی کوشش کرتا
 مرقعِ عروت کی اُس سے ملاقات تھی۔ ایک ذریعہ نے اُس سے
 پوچھا کہ اس دشت نور دی کی ماہیت اور سرشت کی حقیقت کیا ہے۔ کہا کہ ملک
 جب کسی موضع میں اترنے میں تو اس کو زیادہ اور ساکنین مومن کو دلیل کر دیتے
 ہیں اسی کے مطابق سلطانِ عشق نے ان ملکوں اِذَا دَخَلُوا اَقْرَبَ اَمَدًا وَاَصْحَابُ جَعَلُوا
 اَعْيُنَهُ اَهْلًا اَذْكُرْتُ اِس بے دل میں نزول بلال کیا ہے اور اُس کو زیر و بر کر دیا اور
 عقل کو کامرانی ملکِ دل سے تھنی حقیر کر کے معزول کر دیا۔ اور بجائے اُس کے جنون کا تفریح
 اگر تم سے ہو سکے تو میرا حال حضرت کی خدمت میں عرض کرو میں نے کہا کہ تم ایک عیاضی لکھو میں اُسے
 خدمتِ اقدس میں پیش کر دوں گا۔ اُس نے حقیقتِ حال بے کم و کاست لکھ دیا اور
 میں نے اُسے موقع پا کر ملاحظہ میں گزارا۔ اور عرض کیا کہ وہ عورت ادا دے
 حضرت خواجہ احرارِ قدس سترہ کے ہے اس بارہ میں حضرت کی توجہ فرمائی کی ضرورت
 ہے۔ فرمایا کہ اُس سے کہہ دو کہ کل بعد نماز صبح کے وہ حلقہ ذکر میں ہمارے سامنے بیٹھے
 کہ توجہ کی جلتے گی اور سبلا بند کورا اذکار اللہ تعالیٰ دفع ہو جائیگا۔ میں نے
 اُس سے کہہ دیا۔ ملا صاحب علی الصباح خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گئے۔ اور نمازِ فجر
 حضرت کے ساتھ ادا کی اور حلقہ ذکر میں حضرت کے روئے بیٹھے۔ حضرت نے اُن
 توجہ فرمائی۔ اور خاص محبتِ مجازی اُس کے دل سے نکال دیا اور بعدِ فراست حلقہ کے
 ملا صاحب نے اُن کا حال دریافت فرمایا۔ تو انہوں نے کہا کہ بخدا میرا دل اب اُس کے
 عشق سے بالکل سرور ہو گیا۔ پھر اُسی وقت حضرت سے اجازت لیکر وہ اپنے وطن
 کو چلے گئے۔ اور اُس بلا و ہستلا سے توجہ حضرت رہائی پائی +

گرمی میں ایک امیر نے حضرت سے عرض کیا کہ میں جوانی سے گزر کر
 بڑھاپے کو پہنچ گیا۔ مگر کوئی فرزند پیدا نہ ہوا۔ جو میرے بعد صفحہ روزگار پر میری دغا
 رہتا۔ اس بارہ میں آپ توجہ فرمائیں حضرت کچھ دینے کا فرما دیں کہ میرا دل

لورب محفوظ میں اس موجودہ بی بی سے تمہاری قسمت میں کوئی اور نہیں ہے۔ اگر دوسری شادی کرو تو اولاد ہوگی۔ اور بعد تمہارے تمہاری یادگار رہیگی۔ اتفاقاً اُسکی بی بی نے وفات پائی۔ اور دوسری بی بی سے اُس کی شادی ہوئی۔ اور اُس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئے۔ جو بعد اُس کے یادگار رہے۔

کرامت حضرت کے ایک عزیز کا بیان ہے کہ مجھے ہمیشہ حضرت سے بیعت کرنیکی خواہش رہتی تھی۔ مگر بعض مواعیت کے سبب اس سعادت سے محروم رہتا تھا۔ ایک بار میں عزم یا حرم کر کے نکلا۔ کہ کل حضرت کی خدمت میں حاضر ہو رہا تھا کہ دُعا کے لمحے کو اپنے قریبوں کے حلقہ میں داخل کریں۔ اور تعلیم ذکر فرمائیں۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ ایک دیباغے عمیق ہے اور میں اُس کے کنارہ پر کھڑا ہوں کہ آپکی مٹاؤ مجھ پر پڑی۔ آپ نے فرمایا کہ اسے شخص جلد آء جلد آؤ۔ حضرت کے یہ فرماتے ہی میرا قلب ڈر کر ہو گیا۔ میں بیدار ہوا تو میرا دل مطابق طریقہ نقشبندیہ کے ڈاکر ہو گیا۔ حالانکہ میں نے نہ کسی سے سنا تھا کہ طریقہ شغل حضرت کا کیا ہے۔ صبح کو خدمت پالان میں حاضر ہوا۔ اور شب کی کرامت عرض کی۔ اور طریقہ شغل جو شب میں تعلیم پایا تھا عرض کیا۔ فرمایا کہ طریقہ ذکر یہی ہے اس پر مدامت کرو۔

کرامت مولانا مرتضیٰ ثانیہ کے خلد میں حضرت سے بھی بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں شکر میں گیا۔ اُس وقت میری مدد معاش زیر اجرائے تھی۔ اور اس زمانہ میں اجرائے شغل سے ہوتی تھی۔ اور اکثر ایسی خدمات کو لشکر میں مقرر گزار گذر چکا تھا کہ ان کی معاشوں کی اجرائے نہ ہوتی تھی۔ مجھ کو بھی اپنے بارہ میں امید نہ ہو گئی۔

ایک بار میں نے حضرت کی طرف توجہ کی۔ اور باطنی دعا کی درخواست کی۔ اسی وقت دیکھا کہ آپ تشریف فرما ہیں۔ اور میرے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے۔ اسے اپنے لیے لیا۔ اور اُس پر کچھ لکھ کر میرے حوالہ فرما دیا۔ میں صبح کو دفتر میں گیا۔ اُس دن میں نے دفتر میں رجوع کیا۔ اور میری کارروائی ختم کی گئی۔ سب کو حیرت ہوئی کہ تمہارا کام دو تین روز میں کس طرح سے انجام پا گیا۔ ہم برسوں سے لشکر میں پڑے ہیں مگر تمہاری کارروائی نہیں ہوتی۔ میں نے کل واقعہ بیان کیا۔ سب لوگ اس کرامت کو مستحکم آپ کے مستند ہو گئے۔

تصرف۔ راوی مذکورہ بیان ہے کہ انتقال کے وقت میرے والد نے یہ حیات کی تھی کہ میرا جنازہ حضرت کی خدمت میں بھیجا کر عرض کرنا کہ مجھ کو اپنے طریق میں داخل کر لیں۔ حضرت کا طریق یہ تھا کہ انوات کر بھی اعطاء نہ نسبت فرماتے تھے میں نے والد کی وفات کے بن بست حیات عمل کیا اور جنازہ نماز کے لئے حضرت کی خدمت میں لے گیا اور مرحوم کا استئذان مذکور بھی عرض خدمت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ کل صلاہ ذکر میں تم کو معلوم ہو جائیگا۔ میں حیدر دوسرے بن آپ کے حلقہ ذکر میں بیٹھا ایک ہوشی پیدا ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت تشریف فرما ہیں۔ اور والد مرحوم حلقہ ذکر میں آپ کی خدمت میں تھے۔ بڑے فاصلہ سے بیٹھے ہوئے ہیں اور فضل میں گرم ہیں میں شکر خدا بجالایا۔

کرامت۔ انہی صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ جس زمانہ میں کہ حضرت قلعہ گوالیار میں یوسف زنگانی میں بستے تھے۔ سرسند میں آپ کی وفات کی خبر شائع ہوئی۔ میں غموم و مغموم ہوا۔ اور ناتھ پڑھی۔ اُسی است میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ چند درویشوں کے ساتھ حجرہ میں تشریف فرما ہیں۔ کیا فرماتے ہیں کہ ہماری خبر وفات بالکل غلط ہے۔ میں بیدار ہوا اور ہر طرف تحقیق کی مپے دیپے خبر عافیت آنحضرت ہر طرف سے موصول ہوئی۔ پھر اس کے بعد آپ رسول زندہ ہے۔

کرامت۔ ایک روز مولانا محمد امین نے حضرت تیس سو سے عرض کیا کہ ذرا بشیر خواجہ باپ کی طرف سے سند میں اور ماں کی جانب سے خواجہ زادہ ان کے ابا و اجداد ولایت سے بڑے مرتبہ کے ساتھ آئے تھے۔ حضرت ان کے بارہ میں توجہ کریں۔ کہ شرب نوشی اور بدکاری کی بیماری ان کے دامن گیر ہو گئی ہے اور ان کو اس درطہ ہلاکت سے نکال دیں۔ اور توفیق صلاح عطا فرمائیں کہ وہ امراء عظیم الشان سے ہیں لگہ راہ رست پر آجائیں گے تو ایک گروہ کثیر اور ایک جگم خفیہ ان کے متعلقین کا بھی باطل صلاح و تقویٰ ہو جائیگا۔ چونکہ ان کے حقوق میرے ذمہ بہت بچھ ہیں۔ اس لئے عرض کیا گیا ہے۔ حضرت نے یہ نکر سکت فرمایا مولانا نے دوبارہ التماس کیا اور بہت کچھ بھروسہ و احسان کی حضرت نے ایک دز توجہ کر کے فرمایا کہ مولانا اس وقت ہم احوال بشیر خواجہ کی طرف متوجہ ہوئے تھے وہ فقی و فوج بے دلدل

ہیں و تک ہنس گیا ہے۔ میں نے بہت کوشش کی کہ اس کو نکالوں مگر میرا کاندھا
مکھنچ کا۔ لیکن آخر کار ہم اُس کو اپنی طرف کھینچ لیگے۔

اس ارشاد کو ایک تہ دراز گذر گیا۔ جب دورہ سلطنت بادشاہ دین پناہ
صاحب قرآن شاہ جہان شہر الرحمن پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے شیر خواجہ کو توفیق فرمائی
عراق بانی کہ تمام مٹا ہی سے نائب ہو گئے۔ اور ماحولت و عبادت میں مشغول ہو گئے
نفاق اُن کو خدمت صوبہ داری صوبہ تہذیب و تہذیب سے ہوتی وہ نزدیک سرہند کے پہنچے
تو بیمار ہو گئے۔ اور وہ دو سرہند میں ہی رحمت حق سے دھس ہو گئے۔ اُن کو ڈکے
جتارہ و دفعہ منورہ حضرت میں لائے اور وہیں اُن کو دفن کیا گیا اور حضرت کا
ماہ ارشاد کہ آخر ہم اُس کو اپنی طرف کھینچ لیگے تھا پورا ہوا۔

گرامت۔ مرزا فتح پوری پسر مرزا شاہ رخ نے بوقت وفات اہل طین
اکبر بادشاہ اور تخت نشینی بندگان جسید نہایت ہاتھ پیر بادشاہ انار اللہ برصا
کچھ بے اعتدالی کی تھی۔ اور اتفاقاً خواجہ کلان نے خان عبداللہ خاں کی بے اعتدالی
سے مطلع کر دیا۔ خان موصوف نے اُن پر حملہ کیا اور انہیں گرفتار کر لیا۔ اور سلطانیت
کے پاس پیش کیا۔ بادشاہ نے اُن کو قید فرمایا اور ایک تہ اسی قید میں گذر گئی
جب کوئی شخص اُن کا ذکر کرتا تو بادشاہ قناعت طلب کرتا، چونکہ شاہزادہ فرید الدین
تھا۔ اس لئے کسی کو قناعت کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ حضرت پیر پیل سید
سیاحت اکبر بادشاہیت لائے اور محمد کٹرہ مظفر خاں میں فروکش ہوئے۔ مرزا فتح پوری
نے کسی درویش سے آپ کی تشریف آوری کی اطلاع پائی۔ اپنا ایک وکیل بھیجا اور
خدمت اقدس میں روانہ کیا۔ اور قید سے رہائی کیلئے عرض کرایا۔ آپ نے فرمایا کہ جاؤ !
مرزا رہائی پائیگا۔ اُس نے عرض کیا کہ کہہ دیا ہوئے۔ فرمایا کہ کل۔ دوسرے دن
بادشاہ نے اُن کو یاد کیا۔ اور بے کسی کی یاد دہانی کے حضور میں طلب کیا اور فرمایا
کہ میں تیرا خاص ہوں اور رہا کر دیا۔

گرامت۔ حضرت خواجہ حسام الدین احمد لدھی علیہ الرحمۃ نے حضرت کو
رقعہ لکھا کہ زیارت حرمین شریفین زاد ہما اللہ تعالیٰ و تکریمہا کا ارادہ مصمم ہو گیا ہے
چاہتا ہوں کہ سہلہ و مطمئن سفر کروں۔ اور حرمین شریفین میں سے کسی ایک مقام پر

متوطن رہوں اور مدقون ہوں اس بارہ میں آپ توجہ کریں کہ سفر ہو گا یا نہیں اس پر
پسندیدہ نہ دے یا نہیں حضرت نے جواب میں لکھا کہ متعلقین کا سفر نظر نہیں آتا
ہے بلکہ تقریباً ممانعت ظاہر ہوتی ہے اگر آپ تنہا جانا چاہیں تو اچھا ہے
اور اتنی دیر ہے کہ سہ ماہی پہنچ جائینگے +

چونکہ خواجہ صاحب کا شوق ہیچ تھا۔ اس بارہ میں بہت کچھ کوشش فرمائی۔
کہ اہل و عیال کے ساتھ سفر کریں اور کل الہی دین پناہی صاحب قرآنی یعنی پادشاہ
سے بھی رابطہ کیا۔ مگر اجازت نہ مل سکی۔ اس وقت آپ کے کلام کی صداقت ظاہر ہوئی
اور متعلقین کے ساتھ حج کرنا جو ان کا منشا تھا میسر نہ ہوا۔ یہاں تک کہ شمس عمر میں
ہندوستان ہی میں رحمت حق سے وصل ہو گئے +

گرامت مولانا محمد حنیف کابلی نے کہ خود مزادہ عالی قدر خواجہ
محمد معصوم سلمہ اللہ سبحانہ کے ایک جلیل القدر خلیفہ ہیں بلکہ کابل میں ایت و ارشاد و
طلاب میں مشغول ہیں۔ بیان کیا کہ ارشاد مآب شیخ محمد صدیق فرزند ارجمند شیخ باہوش شاہ
کولابی جو فی الحال متوطن کابل میں فرماتے تھے کہ میں بروہج تحریک و تفرید متوجہ بن
پور ہوا جب رہنمائی پہنچا تو حضرت کی تعریف تو صیف پہلے سے بھی یادہ سننے میں
آئی۔ لوگوں نے کہا کہ اگر دنیا بھر میں پھر دے گے تو حضرت کی صحبت شریف کا ایک
شتمہ نرپا سو گئے ہیں اس خبر کو سن کر خوش ہوا اور بد تو ف توجہ آستانہ فلک
نشان ہوا اور خانقاہ ملائکہ پناہ میں پہنچا دیکھا کہ نماز ظہر ادا فرما کر صفا خالص
کے ساتھ مراقبہ میں مشغول ہیں میں بھی ایک طرف کو بیٹھ گیا اور آپ کے حلقہ سے
فراغت پانے کے بعد سدر گیا۔ اور تہہ مبوس ہوا۔ آپ نے میرے حالات دریافت
کئے اور فرمایا کہ درویش اپنا خیال ظاہر کرو اور انکار کا رستہ مت چلو۔
میں نے اپنے حال کی بابت انکار کیا۔ اور کہا کہ سرکاری میں کچھ بھی حال نہیں کھتا ہوں
حضرت نے میرے ابتدائے حال سے اس مقام تک کہ جس پر میرا عجب ہوا تھا کا حقا
بیان فرما دیا اس بات کے سننے اور اس کرامت کے ظاہر ہونے سے مجھ کو بڑی
حیرت ہوئی۔ پھر حضرت خلوت میں تشریف لے گئے اور مجھ سے فرمایا کہ کل بعد
اشراق کے آئیو۔ دوسرے دن میں وقت مقررہ پر حاضر ہوا حضرت نماز اشراف

اداکر کے خلوت میں داخل ہو چکے تھے۔ میں تھوڑی دیر بکھڑا رہا اور دیکھا کہ ایک صوفی مسجد میں بیٹھا ہے۔ میں نے اُس سے کہا کہ جب حضرت برآمد ہوں تو کہہ دینا کہ ایک درویش خدمت میں آیا تھا۔ چونکہ آپ باہر شریف فرمانے تھے اس لئے دعا کہہ کر غارِ برہان پور ہو گیا۔ اُس نے کہا کہ حضرت نے مجھ کو نماز کے لئے بٹھا دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ ایک درویش محمد صدیق نام آئے تو ہم کو اطلاع کر دینا حالانکہ میں نے آپ سے اپنا نام بیان نہیں کیا تھا۔ پس صوفی آپ کی خدمت میں گیا اور میری دعا پڑھا۔ حضرت نے مجھ کو بلایا۔ اور خود اُٹھے اور وضو کیا اور نمازِ شکیستہ اوضو پڑھی۔ تھوڑی دیر قریب ہے۔ اور پھر مجھ کو حکم دیا کہ سامنے آؤ۔ میں سامنے گیا اور آپ کے قریب بیٹھا۔ حضرت پھر قریب ہوئے اور ذکر کر تے رہے۔ اور متوجہ رہے اور میرے احوال کو ہر ساعت بدل رہے تھے۔ ایک ہی ساعت میں اس قدر احوال مجھ کو عطا فرمائے کہ برسوں کی عبادت میں اُس کا ایک شے حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ اور جو حال مجھ پر وارد ہوا تھا۔ آپ اس کی خبر دیتے تھے۔ اسی طرح تمام احوال واردہ کی خبر دی اور پھر برہان پور کی اجازت مرحمت فرمائی۔ گرامت۔ مولانا مذکور نے بیان کیا کہ ایک درویش صفائش کت تھا کہ میں حسین شریفین زاد ہا الشہدائے شرفا و تعظیما کی طرف متوجہ ہوا۔ جب سرمد شریف پہنچا تو شرف استاذ بوسی خادمان حضرت سے بھی مشرف ہوا۔ اُس وقت حضرت نماز سے فارغ ہو چکے تھے۔ اور خلوت گاہ میں تشریف لے چکے تھے۔ اتنے میں میں نے آپ کو سلام کیا اور سامنے کھڑا ہو گیا۔ حضرت نے خادم سے فرمایا کہ ہمارے گھر سے روٹی لے آؤ۔ خادم ایک روٹی لے آیا۔ حضرت نے خادم سے وہ لے لی اور اپنے ہاتھ سے میری بغل میں ڈال دی۔ اور فرمایا کہ لے دو۔ درویش وقت اچھا ہے یہی پارچہ نان تمہارا پیر ہے اور تربیت کے لئے کافی ہے۔ پھر میں حضرت سے خدمت ہوا۔ اور گھڑی پہ گھڑی میرا حال ترقی پاتا تھا۔ اور ایک سال کے بجائے دو سال پیدا ہوتا تھا۔ جو کچھ کہ اُس ایک ساعت میں پایا اپنی بیس سال کی ریاضت میں اس کی بوجی نہ پائی تھی۔

گرامت حضرت کے ایک مرید نے بیان کیا کہ میں حضرت کا مرید تو ہو گیا تھا۔ مگر ترکِ سہاگہی کی تمہی ایک سات میرا ایک چوڑی دار شراب لایا اور مجھ سے اُس کے

پینے کے لئے اصرار کیا میں نے انکار کیا۔ وہ چاہتا تھا کہ مجھے زور اور زبردستی سے پلائے۔ راستے میں آپ انگشت بزدان کشیف لائے اور مجھ کو اُس سے منع فرمایا۔ مجھ کو جذبہ کے گھیر لیا۔ اور جنون غالب ہوا۔ چار عینہ تک یہ جذبہ قائم رہا اور اُس میں اپنے زور و حضرت کو ہمیشہ ہر پختا تھا۔

تصرف۔ ایک مخلص عقیدت گیش نے نقل کیا کہ مجھے ایک فاحشہ سے محبت و شیفٹل تھی اور میں اس تغنی میں بے اختیار تھا۔ ایک دن اس کو اپنے خلوت خانہ میں طلب کیا اور مجلس نرم آراستہ کی اور چاہا کہ اُس سے قربت کروں۔ اتنے میں آنحضرت علیہ السلام ظاہر ہوئے۔ اور آپ نے ایک تماچہ میرے منہ پر مارا اور نظروں سے غائب ہو گئے۔ امدارزہ و عشرہ میرے بدن میں چڑ گیا۔ جس سے اُس عمل بد کی قدرت سلب ہو گئی۔ اور میں اپنے ارادہ سے تائب اور نادم ہوا۔

گرامت۔ شیخ نور محمد اناری کہ حضرت کے قدیم صحابی اور صاحبِ جاز تھے۔ اور آٹھ بار حضرت سالت پناہ سنی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت سے شرف ہوئے تھے بیان کرتے تھے کہ ایک گھر میں جن رہتا تھا۔ اور ہمیشہ میرے بھائی سے دشمنی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اُس کی اذیت سے میرے بھائی نے انتقال کیا میں بھی اُسی گھر میں رہتا تھا۔ بھائی کے انتقال کے بعد یہ بتنا کہ صورتیں میرے سامنے آنے لگیں اور پھولوں کی خوشبو مسکتی تھی۔ میرے بھائی کی بھی حالت ابتدائی یہی ہوئی تھی۔ میرے قریب اس حال سے مطلع ہو کر میری زندگی سے ناامید ہو گئے۔ ایک سال میں اپنی بیوی سے ہم بستر تھا۔ اور ابھی فارغ نہ ہوا تھا کہ وہ جن آ گیا اور ہم دونوں کے اوپر پڑھ کر بیٹھ گیا۔ اور ایسی طاقت کی کہ ہم ہاتھ اٹھانے سے عاجز ہو گئے۔ محاف کو بھی اپنے اوپر سے اٹھا سکے۔

ہم اسی بے قراری میں تھے کہ آپ نمودار ہوئے اور آواز دی کہ نور محمدؑ کچھ خوف کرنا۔ یہ جن ابھی بھاگ جائیگا۔ کیونکہ شیطان کا کمزور ہے۔ جن نے حضرت کی آواز سنتے ہی ہم کو چھوڑ دیا۔ میں اٹھا اور حضرت غائب ہو گئے اس کے بعد سے میرے گھر میں کسی کو جن کا آسیب نہ ہوا۔ اور جنات وہاں سے جلا وطن ہو گئے میں دیکھتا تھا کہ وہ اپنے ساز و سامان کو لیکر میرے گھر سے جا رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں

کہ حضرت نے ہم کو جلا وطن کر دیا اب ہم رو شمع شادیوں میں جا کر ٹھہریں گے ۔
 کرامت - حضرت کے مرید ریشہ فہد بن حبیب بنی ماقہ بہت غیاں
 بیان کرتے ہیں کہ ایک روز مجھے خیال ہوا کہ چند کپڑے نفیس سیلہ کنی اور آٹھ
 پتلے کے مصاحف حضرت کی خدمت میں بھیجوں پس کپڑے اور مصاحف علیحدہ علیحدہ
 اپنے دو بھائی الہ یار نامی کے ذریعہ روانہ کئے ایک عورت نے جو میری سسرالی
 رشتہ دار آئی تھی کہا کہ ایسے پیش قیامت کپڑے کیوں فقیر کی نذر کرتے ہو وہ ان کو
 استعمال نہ کریں گے میں نے کہا کہ اگر وہ استعمال نہ کریں تو ان کے کسی درگھر ملے
 کے کام آئیں گے۔ اشد یار نے کپڑے اور مصاحف آپ کے لحاظ میں پیش کیا آپ نے
 فرمایا کہ مصاحف تو لے لیا جائے۔ اور کپڑوں کو دیکھ کر یہ فرمایا کہ میرے ریشہ فہد بن حبیب
 کو کہ نفیس کپڑے درویشوں کے کام نہیں آتے ہیں تمہارے گھر میں جو ایک
 عورت آئی ہے اس کو دے دیس کے لائق ہیں۔ اور کپڑوں کو واپس فرما دیا۔
 اس کرامت سے وہ عورت جس نے وہ بات کہی تھی بہت نادام ہوئی اور توبہ کی
 کہ حضرت کی نسبت پھر کبھی ایسی باتیں نہ کہو گی ۔

کرامت - میر صاحب مذکور بیان کرتے تھے کہ جب کہ فرزند مسالین احمد
 و سال تھا و باغیظیم دہلی میں پھیلی۔ اور وہ بھی سخت بیمار تھا تین دن تک دودھ نہ پیا
 اور بے ہوش ہوا اور آثارِ نبان کندی ظاہر ہونے لگے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ روح
 اس کے پاؤں سے نکل چکی ہے۔ اور کمرے سے سیتہ تک۔ حاضرین گریہ بازی
 میں مشغول ہو گئے۔ اور میں بابرگہ حق سبحانہ کی طرف متوجہ ہوا اور میں نے یہ نذرانی
 کر کے رکھا جب پانچ چھ برس کا ہوا تو اس کو مع اس کی دایہ کے حضرت کی
 خدمت میں مسجد لگایا کہ وہیں بڑا ہوا اور اس بابرگہ کی علامی کیا کرے اور عبادت حق
 میں مشغول ہے۔ اس تذکرے کے مانتے ہی یہ معلوم ہوا کہ روح اس کے بدن میں پس
 آگئی۔ آکھ کھولی۔ اور درود لگایا اور رحمت پائی ۔

سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ چنانکہ حضرت کا منہ در تھا اس نے جس نے
 اس کی دنیا داری میں کوشش کی اور لباس امرا اس کو پہنایا وہ آناجہانی و مالی
 کھینچتا تھا۔ چنانچہ اس کے رادا اور نانا اسی کوشش میں تھے کہ کہیں فقیر نہ ہو جائے۔

مجھ کو اُسے حضرت کی غلامی میں بھیجنے نہ دیتے تھے۔ بعد ہی مر گئے اور اُس کی ماں کی بھی یہی تمنا تھی۔ اس لئے وہ کبھی غلام کے ہاتھ سے قتل ہو گئی۔
 کرامت ایک روز حضرت خلوت میں بیٹھے تھے۔ اور عبد المؤمن دُکھ بھی دینے موجود تھا۔ آپ نے اُس سے فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے جو تو مانگے گھامنے گا۔ اُس نے کہا کہ سرکار میرے بھائی اور ماں کا فر متعصب ہیں۔ میں نے ہر چند کوشش کی کہ مسلمان ہو جائیں۔ مگر وہ نہیں ہوئے۔ آپ توجہ فرمائیں کہ مسلمان ہو جائیں۔ حضرت نے فرمایا کہ کچھ اور بھی چاہتے ہو اُس نے کہا کہ حضرت کی توجہ سے جسے سب کچھ حاصل ہو جائے گا۔ مگر بفضل اُن کے اسلام کی تمنا ہے۔ فرمایا کہ بدست خوب وہ جلد مسلمان ہو جائیں گے۔ حضرت کے اس ارشاد کے تیسرے دن اُس کے بھائی اور ماں سامانیت سے عمر بہتہ کٹے۔ اور شرفِ اسلام سے مشرف ہوئے۔

کرامت شیخ حسین عابدی نقشبندی نے واقعہ میں دیکھا کہ فتنہ عظیم ہوا اور سلطان عابدیستان بہانگیر بادشاہ کی سلطنت میں فتور واقع ہو گا۔ انہوں نے اپنا کشفِ خالص سے ظاہر کیا۔ شدہ شدہ اُس کی خبر حضرت تک بھی پہنچ گئی۔ پھر فرمایا کہ بیشک ایسا ہی تھا۔ جیسا کہ شیخ حسین نے بیان فرمایا ہے۔ مگر ہم نے اس فتنہ کو تسکین دے دی ہے۔ چند روز نہ گزرے تھے کہ سلطان شہزادہ خسرو نے خروج کیا اور امرا و غنمایا کی ایک بڑی جماعت نے اُس کا ساتھ دیا اور ملک میں فتنہ پھیل گیا اور بادشاہ نے اُس کا تعاقب کیا۔ شہزادہ نے موضع گویند وال کے نزدیک شکست کھا کر وہاں چناب پر جا کہ پناہ لی اور حضرت عبد الرحیم کے ارشاد کے مطابق فتنہ نے تسکین پائی۔

کرامت۔ کہتے ہیں کہ حیرت ماز میں کہ سلطان خسرو نے خروج کیا تھا۔ بعض امرا نے بادشاہ سے عرض کیا کہ دشمن نے بمشورہ مر قضا خاں (کہ مستعد عابدی سلطان تھا) خروج کیا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ مر قضا خاں کو دشمن کے تعاقب کیلئے بھیجنا چاہئے۔ تاکہ اس کو گرفتار کر کے لائے۔ یا خود قتل ہو جائے۔ حضرت نے یہ کلام سنا تو فرمایا کہ مر قضا خاں میرے نامادان کا دوست اور مرقح حلسہ ہے پس اُس کی امداد و اعانت کے لئے متوجہ ہونا چاہئے۔ پھر فرمایا کہ اس جنگ میں فتح مر قضا خاں

کی ہوئی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا +

گرامت حضرت کے ایک عزیز کو اولاد ہوتی تھی گزرنہ نہ رہتی اور
لو کہیں میں انتقال کرتی تھی۔ اس لئے وہ حیران و پریشان رہتے تھے۔ ایک مرتبہ
اس کے مکان میں لڑکا پیدا ہوا۔ اس نے اس کو حضرت کی خدمت میں پیش کیا
اور کہا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہے اور بڑا ہو تو حضرت کی غلامی میں بیگا
حضرت نے توجہ کے بعد فرمایا کہ اس کا نام عبدالحق رکھو زندہ رہیگا۔ اور عمر پانچا بیسین
ہزار پانچ ہولند حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کالئے رہا کرو۔ آپ کے ارشاد کی
برکت سے وہ لڑکا معمر ہوا +

گرامت۔ آپ کے ایک مرید نے بیان کیا کہ میں سب سے پوشیدہ افسیون
کے لایا کرتا تھا کہ کسی کو اس کی خبر نہ تھی۔ ایک دفعہ میں ہمراہ رکاب سعادت آنحضرت
بارہا تھا۔ حضرت نے ایک توجہ مجھ پر ڈالی اور فرمایا کہ میں تیرے دل میں ایک کلمہ پڑھا
اس کی وجہ کیا ہے تجیرائیں نے قرار کیا کہ میں پوشیدہ طور پر افسیون کشا یا کرتا تھا
مگر آج سے تو یہ کرتا ہوں +

گرامت حضرت کی عمر گرامی جب پچاس سال کی ہو گئی۔ تو اپنے یرشد
فرمایا کہ میری عمر کے پچاس اور ساٹھ سال کے درمیان زمانہ میں ایک ذیہ عظیم اپنے اوپر
پاتا ہوں۔ اس وقت میں قضا و علق میرے اس بدن سے اترتا تھا۔ اس کی نسبت مشہور
ہوتی ہے۔ مگر ساٹھ سال کے بعد جس کو اب بارہ برس باقی ہیں میرے انتقال کی بابت
قضا و علق طعنی محسوس ہوتی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی واقعہ ہوا۔ کہ پچاس و ساٹھ سال کے
درمیان زمانہ عمر میں جب کہ فرمایا تھا حادثہ عظیم سلطان وقت سے بے نسبت مات بعض
اندروین کے اور بادشاہ وقت کو سب سے بڑی تہمت و دست و قوت نہ کرنے کے ظاہر ہوا
اور جب پہلی عمر شبہ بے تریسٹھ سال کو پہنچی تو چونکہ قضا و علق میرے ساٹھ سال کے
آپ بادشاہ و قاضی کے تھے۔ ارنحال فرمایا +

گرامت۔ سلسلہ میں حضرت قدس سرہ درگاہ خواجہ حمیر میں حاضر تھے
دیا کہ ہمارے انتقال کا زمانہ قریب ہے۔ اور جناب تم المریدین علیہ صلوٰۃ و سلام
اشارتیں اور کہتے ہوئی ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے سامعین اذہن کو ایک خط تحریر فرمایا

کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم کو دنیا کے اجازت نامے کی بجائے آخرت کا اجازت نامہ دیا گیا اور تمام شفاعت سے حصہ چھلایا گیا ہے یہ بھی تحریر فرمایا کہ سب بڑی اہانت المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں بعض خدمات کے اہتمام کے لئے مجھ کو حکم فرما رہی ہیں۔ اور کہتی ہیں کہ ہم تمہارے منتظر تھے اس طرح سے کام کرنا چاہتے۔ اس کے بعد آپ بالکل سر انجام آخرت میں مشغول ہو گئے۔ ہر چند کہ آپ کی عشرت ارشاد و تکمیل طالبانِ بقی - مگر چونکہ اصل محبوب حقیقی نے پرتو ڈالا تھا۔ اس لئے عزت اختیار فرمائی۔ اس خط کے پہنچتے ہی صاحبزادے آپ کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ اور جیسے شریف پہنچے۔ حضرت اُن کو خلوت میں لے گئے اور فرمایا کہ اب مجھ کو اس چٹ سے کچھ بات کہی نہیں رہی ہے کہ اُس عالم میں جانا ہے پس دقتیں فرمائیں اور کلمہ پڑھنا تشریف لائے اور ایک خلوت خانہ الگ مقرر فرمایا۔ اور اُس میں خلوت گزین ہو گئے مدتِ قلیل میں صلتِ آخرت فرمائی۔

گرامت حضرت نے ۱۷ شعبان ۱۲۲۳ھ میں شبائات کو خلوت اختیار فرمائی۔ شب بیدار تھے۔ آدمی رات گزرنے کے بعد آپ گھر میں آئے۔ اور ہر رات نماز والہ عقیقہ حضرت مخدوم زادگان یعنی آپ کی آپہلی صاحبہ مصلے پر سجدہ رہی تھیں اُن کی زبانِ عصمت پناہ سے یہ بات نکلی۔ کہ آج کی رات لوگوں کی موت اور حیات اور اُن کے تقدیر میں مقرر کی جاتی ہیں۔ خدا جانے کہ کس کا نام ورقِ بہشتی سے منحوس کیا گیا اور کس کا ثابت رکھا گیا۔ حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ آپ تو بطور شک و تردد کے کہہ رہی ہیں۔ اُس شخص کا کیا حال ہوگا جو اچھی طرح سے دیکھ رہا ہے کہ اُس کا نام مارے وجود سے ٹھوکیا گیا ہے! اور اشارہ اپنی طرف فرمایا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ اُس بات کے چھ ماہ بعد آپ نے وفات فرمائی۔

گرامت ایک روز حضرت اپنے مکان میں آرام فرما رہے تھے۔ فرمایا کہ اس موسمِ ہرماں میں ہم اس مکان میں نہ سوئیں گے۔ حاضریں تے کہا کہ شاید خلوت خانہ میں آرام فرمائیں گے فرمایا کہ وہاں بھی نہیں بچھا گیا کہ پھر آرام فرمائیں گے فرمایا کہ ان میں سے کسی جگہ نہیں خود بخود ظاہر ہو جائیگا۔ اس لحاظ سے کہ نفی ہے اور دوستوں کو سچ نہ بتانے کی وجہ سے فرمائی

اور موسم سرما میں ہمارے سردی سے آپ کا سایہ اٹھ گیا۔

گرامت۔ ایک روز فرمایا کہ اپنی عمر کا حساب کر لیتے ہیں سال سے زیادہ نہیں دیکھتا ہوں اور ایسا ہی واقع ہوا۔ کہ تریٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

گرامت۔ آپ نے ایک صادق العقیدہ امیر کو ایک جہنمہ کی سفارش میں ایک خط تحریر فرمایا اس میں لکھا کہ اس شہر میں ہر سال وبا ہوتی ہے معلوم نہیں کہ اس سال زندگی وفا کرے یا نہیں اُسید کہ آپ اچھی طرح سے ہونگے۔ آپ نے اپنی کیفیت وصال بغرض شتر اس عبارت میں دافرائی۔ اور اسی سال وصال ہوا۔

گرامت۔ ایک دست نے بیان کیا کہ بڑا بڑا مرض امام ہمام قدس سرہ مجھے خیال ہوا کہ چند روز کی اجازت لیکر وطن باریٹ جاؤں۔ اور پھر خدمت شریف میں حاضر ہوں۔ پس عرض کیا کہ میرا ارادہ تم ہو گیا ہے کہ وطن جاکر پھر خدمت شریف میں حاضر ہوں۔ فرمایا کہ چند روز ٹھہرو۔ میں نے عرض کیا کہ ارادہ غالب ہے۔ اور میں بہت جلد حاضر خدمت ہو جاؤں گا۔ اگر انا رخصت عطا فرمائی۔ اور پیصلع پڑا۔

سبحان کہ کجا تو کجا نا کجا تو بہار

اس سے چند روز کے بعد حضرت نے وفات فرمائی۔

گرامت۔ بتایا کہ ۱۲ محرم الحسم ۱۰۳۳ھ چری کو آپ نے فرمایا کہ مجھے کما گیا ہے کہ آپ پالیس اور پچاس روز کے اندر وفات پائیں گے۔ ایسا ہی ہوا کہ ۲۸ ماہ صفر میں رحلت فرمائی۔

گرامت۔ آپ نے اپنے مرض سے ایک روز پہلے فرمایا کہ دورِ وپیہ کے کوٹھے ٹیٹھی کے لئے لاؤ۔ پھر فرمایا کہ ایک وپیہ کے کافی ہو جائیں گے۔ ابھی غلط الہی نے میرے دل میں کہا ہے کہ دورِ وپیہ کے کوٹھے جلانے کی فرصت نہیں ہے۔ عرض کیا گیا کہ موسمِ سرما ہے زمانہ کے کام آجائیں گے۔ فرمایا کہ ایسا ہی کرلو۔ مگر احباب طویل امیدیں رکھتے ہیں۔ وقت نہیں ہے۔ پس دورِ وپیہ کے کوٹھے لاؤ گئے۔ آدھے کوٹھے آپ نے اپنے لئے الگ کر لئے اور فرمایا کہ ہمارے لئے اتنے ہی کافی ہیں۔ باقی گھر میں بھیج دئے جتنی مقدار کہ حضرت نے اپنے لئے رکھ لی تھی۔ حتیٰ وقت وصال تک پوری ہوئی۔

کرامت وفات سے بہت دن پہلے آپ نے اپنی بیوا صاحبہ فرمایا تھا کہ مجھے ایسا معلوم ہوا ہے کہ میری وفات تمہارے سامنے ہوگی یا اس لئے تم اپنے در کے در پیہ میں سے جو کہ یقینی و جلال سے ہے ہماری تکفین کرنا۔ ایسا ہی اقد ہوا کہ آنجناب قدس سرہ نے حضرت عصمت پتام کے سامنے وفات پائی +

کرامت - حضرت قدس سرہ نے بروز شنبہ وقت چاشت ایک دن چھ ۲۸۔ ماہ صفر سن۱۰۸۰ ہجری میں اس دارنا پاؤں سے سفر اختیار فرمایا خیر جامع حضرات القدس غسل کے وقت حاضر تھا اور غسل کے لئے پانی آپ کے بھتیجے شیخ بہاد الدین کو غسل دیتے تھے دے دے ہاتھ تھے میں نے آپ کے پاس ایک کوچہ اور اپنی آنکھوں سے ملا ہے جب بدن سے کپڑے غسل کے لئے اتارے گئے اور بلا پوش بنایا گیا تو ہم نے دیکھا کہ آپ کے دست مبارک ہاتھ پر بندھے ہوئے ہیں اور سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے اور کننگی سے حلقہ کئے ہوئے کہ یہی وضع نماز میں منتخبیم سالانہ وقت وفات آپ کے ہاتھ پاؤں سب ستور و راز کو دے گئے تھے اور حاضرین تحقیق کے لئے کہ یہ امر اختیار ہی ہے یا انسانی کرنا تھوں کو کھول دیا مگر پھر اسی طرح متفقہ کر لئے گئے پس معلوم ہو گیا کہ یہی وضع آپ نے اختیار فرمائی ہے اس لئے اسی وضع کو قائم رکھا گیا اور لوگ تہنیز میں مشغول ہو گئے غسل کے لئے بدن کے کپڑے اور سر مبارک سے دستار اُتاری گئی۔ اور سخت غسل پر نایا گیا تو دیکھا کہ آپ تم فرما رہے ہیں جیسا کہ زندگی میں مسکایا کرتے تھے حاضرین بہت متعجب ہوئے +

اس کے بعد غسل دیا گیا اور پھر آپ کے ہاتھ کھول دئے گئے اور بائیں پہلو پر آپ کو نایا گیا اور دایں طرف کو غسل دیا گیا پھر دایں پہلو پر آپ کوٹا دیا گیا اور بائیں طرف کی انگلی کی گئی پھر سیدھا ہاتھ بائیں پر باندھ لیا۔ پھر آپ کے ہاتھوں کو کھول دیا گیا۔ تمام حاضرین نے معاندت کر سیدھا ہاتھ سیدھی حرث سے اور بایں ہاتھ بائیں طرف سے منخر ہوا اور دونوں گئے۔ اور سیدھے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو قبض فرمایا اسی طرح کہ سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے اور کننگی نے دست چپکے پونچھ کو حلقہ کر لیا۔ اس نازق عظیم سے غولائے عظیم پیدا ہوا اور سب کی زبانوں پر کلمہ سبحان صد بے اختیار آگیا۔ آخر جب حضرت کی مرضی اسی میں دیکھی گئی تو دست مبارک اسی طرح سے نہ چھوئے

اور نالگ کئے گئے اور نہ دراز کئے گئے۔ یہ قبض و بستم بہت بڑی کرامت ہے
جو بعد وفات کے آنجناب قدس سرہ سے ظاہر ہوئی۔ ذَلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْہِ
مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ +

پھر آپ کو اُس قبۃِ منورہ میں کہ خود آنجناب قدس سرہ نے اپنے فرزندِ نیکو
خواجہ محمد صادق کے مزار پر تعمیر فرمایا تھا۔ رکھا گیا +

کرامت۔ حضرت علیہ الرحمۃ کی وفات کے دن آسمان کے کنارے نہایت سُرخ
ہو گئے تھے۔ اور یہ منقول ہے کہ سُرخِ آسمان کی آسمان کا گریہ کرنا ہے۔ دوستانِ حق
پر۔ چنانچہ شمسِ صدور میں ہے کہ زمین و آسمان مومنین پر گریہ کرتے ہیں۔ اسی میں مذکور
ہے کہ آسمان کے رونے میں اُس کے کنارہ سُرخ ہو جاتے ہیں +

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ آسمان کی یہ سُرخی جو ہوتی ہے۔ وہ
آسمان کے مومنین پر گریہ کرتے ہیں ہوتی ہے +

کرامت۔ آنحضرت قدس سرہ کی وفات کے بعد ایک مخلص نے بیان کیا کہ آج
ظہر کے وقت میں مسجد میں نماز کیلئے آیا۔ مودُن نے تجھ کی اور لوگ نماز کے لئے کھڑے
ہوئے۔ میں امام کے پیچھے کھڑا تھا۔ اور ان آنکھوں سے میں نے دیکھا کہ حضرت میرے
پہلو میں کھڑے ہیں۔ اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے متصل کر لیا تاکہ فصل نہ رہے کہ حالتِ حیات
میں بھی آپ کا یہی دستور تھا۔ نماز کے ختم ہونے تک میں آپ کو اسی طرح دیکھتا رہا۔
ایک شال سبز باندھے ہوئے اور موزے پاؤں میں پہنے ہوئے تھے جب ہم نے سلام
پھیرا۔ تو آپ ہماری نظروں سے غائب ہو گئے +

کرامت۔ حضرت مخدوم زاوہ عارف حبیب خواجہ محمد سعید سلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے
فرمایا کہ بڑا بزرگ و غم نامت آنجناب میں ایک شب بس حجرہ میں جو صحنِ وضو مبارک میں
ہو بستر پر لیٹا تھا۔ اور اتم سناں و دردِ اشتیاق میں سو گیا تھا۔ مجھے ایسا معلوم ہوا
کہ حضرت صحنِ وضو میں پھر رہے ہیں۔ میں بیدار ہو گیا تو دیکھا کہ حضرت حجرہ کے دروازہ
کی طرف ٹٹے اور حجرہ کے اندر تشریف لے گئے اور میرے بستر پر بیٹھ کر مجھ کو گود میں دبا دیا۔ جس طرح کہ غنیمت
بوقتِ عطائِ نعمت باطنی معائنہ کیا کرتے ہیں۔ مجھ پر ہیبت غالب ہوئی۔ اور لرزہ میرے
اعضاء میں پھیل گیا۔ پھر آپ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ میں نے مختلف احوال میں حضور

کو دیکھا کہ صحنِ وضو میں سیر کر رہے ہیں۔ اور چونکہ میرا وجود طبعی معانقہ سا کنانِ عالمِ قدس کے ساتھ معائنہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا بلکہ ہیبت زدہ ہو گیا تھا اس لئے شبِ اہل کی مانند زیارت نہ ہوئی۔ اور روحانی حضور می پاک تھا ہوتا رہا۔

کرامت۔ حضرت قدس سرہ کے ایک مخلص بیان کرتے ہیں کہ اُن کا لڑکا بیمار تھا اور ڈراؤنی صورتیں اور شکلیں اُس کو دکھلائی دیتی تھیں۔ اُنہوں نے اُس سے کہا کہ لے فرزند تو نے لڑکپن میں حضرت کو دیکھا ہے حضرت کا کچھ علیہ تجھے کو یاد ہے یا نہیں۔ کہا کہ حضرت کی داڑھی اور منجھیں مبارک میری نظروں میں ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اُنہیں کا تصوّر کرتا کہ وہ سادس شیطانی دستائیں۔ اور اُن کے طفیل میں اللہ تعالیٰ تجھ کو صحت عطا فرمائے۔ اُس نے حضرت کا تصوّر شروع کیا۔ اتفاقاً اُس کو غیبی ہو گئی۔ بعد ازاں پانے کے اُس نے کہا کہ میں نے حضرت کو دیکھا کہ فرما رہے ہیں۔ بابا ہم خدا سے مل گئے ہیں۔ اور بہشت میں داخل ہو چکے ہیں۔ پہلے ہم نے داہنا پاؤں رکھا پھر سر پھوایا پاؤں اسی طرح جنت میں چلے گئے۔ میں نے کہا کہ یا حضرت مجھے بھی خدا سے ملائے تاکہ میں بھی اُس کے قدم چوموں۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی تمہارا اور میرے فرزندوں کا خدا سے ملنے کا وقت نہیں آیا ہے۔

وہ لڑکا بیدار ہو گیا۔ اس کو پوری پوری صوت ہو چکی تھی اور کسی طرح کا ضعف نہ رہا تھا۔ اور وہ سادس بچہ بنی دفع ہو گئے تھے۔ اس واقعہ صادق کے دس دن کے بعد ہمارے ممالک میں خیر آئی کہ حضرت عالم سے جدت فرما ہو گئے۔

آنحضرت قدس سرہ کے کرامات و خوارقِ عادات احاطہ شمار سے باہر ہیں اور اس مختصر میں اُس کی گنجائش نہ تھی اس لئے اسی قدر پرکتفا کیا گیا۔ اور آپ کی بعض بڑی بڑی کامیابیوں آپ کے خلفاء اور صحابہ کے حالات کے ساتھ کہہ کر امارت کے راوی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ مذکور ہو گئے۔

اور آپ کے بعض احوال و اقوال اور کرامات جو بوقت وفات و بعد وقت واقع ہوئے ہیں وہ رسالہ وصالِ احمدی میں مکتوب ہیں۔ اُس میں ملاحظہ فرمائیے
جائیں +

حضرت دوم

آپ کی تواریخ وصال میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بعض احباب نے تواریخ و مرثیہ میں صال کہے ہیں کچھ حصہ ان کی بیان کر کیا جاتا ہے۔

خواجہ ہاشم لٹمی بڑا پیروی علیہ الرحمۃ نے جو کہ آپ کے خلفا میں سے ہیں اور بلند برہان پور میں سند ارشاد و شیخت پر سند نشین ہیں۔ بیان کیا ہے کہ یہ تریسٹھ فقرے آنحضرت قدس سرہ کی عمر شریف کے مطابق ہیں۔ ہر ایک سے آپ کی تاریخ وصال نکلتی ہے۔ قدس اللہ تعالیٰ روحہ و افاض علیہ تافتوحہ :-

ہاشم فیاض دلہا۔ قطب الاقطاب والا روزگار باشد۔ سراج وجود طرف بست۔ ماہ حقیقین رفت۔ خیر الاولیا شامد۔ منور رحمت نمود۔ معرفت مرشد احمد زہد مثل بخ بود۔ روح علما راسخ بود۔ ظل محمد بود۔ اواخر صف احمد بود سید امین صحابہ سنیہ شفیقین بود۔ والد محب شیعین بود۔ تہ عثمان عسل بود شہم محبت اہل بیت نبوی بود۔ امتساب نبوت بود۔ ابر نیکیا رحمت بود۔ شہسوار محبت بود۔ خدیو مارفاں بود۔ فرخانان بود۔ تکیہ گزہم اتقیا بود۔ سرور اہل تکمین بود۔ منور آداب خواجہ بہاد الدین بود۔ رائے خواجہ علا الدین بود۔ آل خواجہ محمد پارسا بود۔ بزرگ نیلے خواجہ حبیب الدین بود۔ اذراک خواجہ باقی باشد بود۔ رواج محبت رسول اللہ بود۔ راوی ذی الجلال بود۔ ہمہ منشال بود۔ مکتبہ شمس حقیقت شہباز طریقت۔ جان شہریت۔ اسجد تربیت بود۔ رتبہ المراتب۔ خیر المناقب۔ برکت جمال انداکیر۔ آیتہ من آیات خروجل۔ شرف خزرگار۔ کاشفہ و ذکر باعوث نجات آمد۔ سرچشمہ حیات آمد۔ ہمارہ سید ارقرانی۔ منور دین بلف ثانی۔ رونق بہن زار عشرت۔ بل گلگونہ خروس سعادت۔ دو لچہ صبر صحت و راحت۔ ہمہ دہم محبوبیت۔ ہونہر القرب۔ نازہ و جوادب۔ اسرار فاضل خسیہ را کر۔

شریف جنات شیعہ عالی درجات - عمر احمدی همان عمر پیام رسول محبت اللہ
 روز کونج سہ شنبہ صفر - خطہ اللہ عزوجل مشواہ - و جمل بدار خلد ماواہ - و زوقی اللہ
 توفیقہ - و لیسٹ اللہ تعالیٰ و اشاطہ اللہ - اکثر اللہ مجیبہ الی یوم الدین - و زوقی اللہ
 نبی اللہ و محبوبہ دالم و اصحابہ و اتباعین *

رباعی ذیل کے ہر مصرعے کے بے نقط حروف جمع کرنے سے آپ کے سال
 انتقال کی تاریخ اور ہر مصرعے کے ہر حرف سے آپ کے ہم کرم کی صراحت
 ہوتی ہے۔ رباعی

آن درندہ کہ بود او خستہ کبار حیرت زدہ از شہود او چشم ہزار
 مہر فک و قربتستان کمال و رہنے کرم چراغ بزم ابرار
 رباعی ذیل برعکس رباعی اولے ہے اور اس کے حروف ابتدائی آنحضرت
 کی ولادت کو بیان کرتے ہیں۔

اوسرویرنگب مروریئے شہود خاک و آل سر نہ ابصار جنود
 شاہ او رنگب معرفت گو سپر علامہ عصر و لوح اسرار وجود
 رباعی ذیل ہر شعر آنجناب قدس سرہ کے سال وصال کی تاریخ ہے۔
 آن قطب سراج عالم ہمت بود شاہ کل و فوج وحدت بود
 دین تازہ سے چوں نوگل ابر بہار و ان در عالم ماندہ لغمت بود

واضح ہو کہ جو حرفت کہ ان تینوں رباعیوں کے شروع میں مرقوم ہیں وہ
 حسب قاعدہ رباعی خود تاریخ بن جاتے ہیں۔ کہ بقاعدہ توشیح رتب تخلص برآمد ہوتا ہے
 کہ سال وصال آنحضرت رضی اللہ عنہ۔

تعارف گل از باغ چمن زار بماند بخت من گلشن چشمتار بماند
 بالمش ز چنہا چو شکب از دل فیت لفظ دل مبیل سرہ خار بماند

اس رباعی کا ہر ایک مصرع کہ مرکب ہے حروف غیر معجز سے تاریخ وصال
 آنحضرت ہے اور ہر مصرع کا حرف ثالث آپ کا نام نامی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 ادا علی اہل عصر و علم علم لوح از سرار مع ملک کے م
 ہو کر کمال سہ و رسالہ حکم گردہ او سر مردہ اہل حرم

بقاعدہ تعمیر سال وصال حاصل ہوتا ہے اور ہر مصرع کے حرف دوم سے آنحضرت
کی عمر شریفی ظاہر ہوتی ہے

آن کو پنچوشی سخن آموخت مرا تارفت بہ امان عزا و دخت مرا
فی بہت بگزین رسال غفرش ابر آمد و گشت غم دل سوخت مرا
تاریخ وصال اس با عی میں واضح ہے مع ذلک ہر مصرع کا حرف دوم متفقہ
سین عمر آنحضرت کا یا کرتا ہے

بود و مر و ماہ عدم حال و قاتل ہم چو عثمان مر حیا را زیں بود
از خود چوں سال عرش حب دل زیں معنی گفت و نو رایں بود
اس قطع میں بھی تاریخ و سال ظاہر ہے اور ہر مصرعہ کے حرف اول کا مجموعہ لفظ حضرت
جو آپ کی خلافت کے آثار کا سال ہے

جیبہ کر از حسن ذاتی خویشش الش ہر ماخت دریائے آں
ضمیرم ز دل سال و صدش سببست رقم زد بہشت پریں جائے آں

بہار بارغ عسقلان ابر رحمت کزیں گشت تجھیل صیبا رفت
مگر صبح قیامت سنبہ بر آورد کہ از مشکوۃ دین شمع ہوئی رفت

دریں ملک فنا غرق بہت بود ہم از عین بقا اندر بقا رفت
زیادش خانہ دل آفتاب است مگر از دیدہ چوں نور و ضیا رفت

چو شاہ اولیاء عہد خود بو د
خود گفت کہ شاہ اولیاء رفت

آنکہ بود از کلیتہ خداداد نقل اشکال عارفان حاصل رفت
بود چوں شمع جہش اہل کمال
عقل گفت سراج حاصل رفت

بنمودیکے نوح زمریائے حقیقت
ہم بازیدان بحر ازل بے سرو پا رفت
چرخ جلوہ آد آب یا ضعیف بود
تایخ سفر گوئے کہ آب عرفا رفت

رفت آن کہ بود دیدہ ادراک لین و آں
خفاش آفتاب ظہور کمال او
اذا ثبت رسول بداریست عمت بآ
نائب شمار عسمر نبی بین سال او
سایہ ز سر و احمد مرسل نہفت بود
ابن احمد ست سایہ اوزا امثال او
از بس کہ امثال نبی بود مجملگی
مے جوئے ز امثال نبی انتقال او

محل یست سوئے بیا بیاں کہ کو ہمار
اپندہ و شمع مجسمہ صحراب سوختہ
فارس کہ بود از شمع نعل تو ستش
از رہ ردای باد یہ پستاب سوختہ
خار خلیدہ در جبکہ اشتراک مست
کواشک گرم شان دل خاراب سوختہ
شہنائے خیم بخت من آخر سیچ پست
این شمع اگر نہ خانہ شبہاب سوختہ
نبضے کہ برگرفت کہ چون شعلہ کار نہا
از روش باز دست بسیجا بسوختہ

روز و دایع دل پر پا رسد از کے

کو داغ دل تمام سہرو پا بسوختہ

تاریخ ذیل کی مختصر تاریخ میر احمد نے کی۔ اور خواجہ ہاشم نے اسے نظم کیا نظم
شہ ملک بن مہر اوج یقین
کزدین و دل ہو آبا و او
بعد فراتش سر جان کو
بہروز و دوشش دل شاو کو
اگر سال عزمش یہ رسد
بگو سرور اہل ارشاد کو

یا ایہا الانام لقد سافر الانام
من کان بابعد عروۃ القبول
العارف لذی ہب مریۃ لہ
حال المتی تحیر فی شأنہا العقول
بالموت کان بدہ یقین قد الطلم
من مشرقہ ظہور دایع خرب الاقول
لما صاب لدث رسول بحقہ
فاکتب مقام مرحلتہ دارت الرسول

پیریتھ نقیہ کے کہ مطبق سال عمر آنحضرت قدس سرہ میں۔ اور بہ نقیہ
آپ کی تاریخ وصال ہے حضرت میر محمد نعمان اہل علقارہ آنحضرت نے تحریر فرمائی ہیں
یہ ہیں :-

مرجع ماریت - راہبر اہل جلالت نامہ - غنقا سے قاف عزت نامہ -
دور دریا سے محبت نامہ - آئینہ جمال نامے محبت نامہ - نور مباح عبودیت نامہ -
قارش میدان صفوت بود - آفتاب جہاں ملاحیت بود - شدار باب قربت بود -
مرکزہ دائرہ سعادت بود - قافلہ سالار کعبہ ہیبت بود - شروش محبوبیت بود - مرجع
اصحاب تخر بود - بدر منیر نقیہ بود - جان آرا باب خانقاہ بود - بادل صلابت نگاہ
بود - واقف امور حقیقت بود - شمس سماں الفت بود - پیکر معرفت بود - اشرف
اندین بود - کنز مخفی دارین بود - مال متنازع بود - نور حدیث کریمت غرض مجید
اجابت - شجرہ طیبہ - میل کنج فضل الہیہ - ہادی حضور - منقش ابواب فتوح - ترجمان کلام
لاریب - منبع اخبار نبوی - راستہ رو ملک آبادی - اکابر آثار مصطفویہ میرزا
مستقیم و حدادیہ - خدیو جہاد - ہر سپہر حدیث - سرمد دیدہ اقتدار - محرم
رموز الاسرار - آیت برکات - آبرہش کمال ولایات - عتصام انصارین -
شمس تنفیدین - نور ابصار نفوذ - زوفا شعان - سند ذکر اساس انصال - خلاصہ
نور احمد - آل رضا - باب گنجیہ فیاض - نور سنائش ابد - نور جہاں طریقت
زیاض احدی - فیض صمدی - شہدہ دائرہ حستہ ام - جمال تجنیات علوی - گل
گلش نوز - معتمد دبیرستان سال - ہر شدہ شفیق - بحر عمیق تصدیق - گوشوارہ
صباح - امام داد عیباری - اللہ پاک - نہ - خاطر حق پسند - عدالت دستگاہ -
محفوظ - محفل قدسی بگرفت - بفرودس رفت - بجانب عیال شد +

رباعیات ذیل کے ہر مصرع سے آنحضرت قدس سرہ کی تاریخ وصال ملتی ہے

رباعی	او نور جہاں مکرست بود	او نور سپہر محمدت بود
	سرایہ بہرستوح بوداد	درایمہ کومت روح بود
	او محرم راہ کعبہ وحدت بود	ابن سبغ نور سیدی عزت بود
	مدمرح جواد و مدین نصرت بود	برہان کمال و ہادی رحمت بود

یاعی قبلاً عکبر سعادۃ بود گوہر افسر محبت بود
 آن گلستان انسانی کاشف آرزو مزال تقالی
 توار پنج ذیل فضائل پناہ محمد صہاق کشمیری کے مؤلف ہیں :-

قطعا

فریاد زگر و دشمن زمانہ بیداد دوست جو را یام
 قطب ارشاد شیخ احمد کہ بود بحلق فیض او عام
 درماہ صفر بہ بست و مہتمم بگذشت ز دہر پے سر انجام
 از سنن اذریہ لالفت یکبارہ قرار و صبر و آرام
 شد فرصال عاشقان شب شد صبح امید طالبان شام
 چو قلندرین برج ایساں ادب و بدہر پردہ و دام
 تا یرخ و فات او بر آمد افسوس فنا درج اسلام
 یہ تاریخ بھی آپ نے فرمائی ہے الولی لا یموت بل ینقل امنازل
 الابدی +

نیز آپ نے یہ بھی تاریخ فرمائی۔ الموت ہو جسس یوصل الحیث
 الی الحیث +

مخدوم زادہ خواجہ محمد عبید اللہ فرزند خورد قطب زمان حضرت
 خواجہ محمد باقی قدس سرہ نے آپ کی تاریخ وصال یہ پائی ہے۔ مات و
 لم یمت بل حی ابداً +

اور فرزند کلاں خواجہ محمد عبداللہ نے یہ تاریخ پائی (تمام صفائیت)
 ملا حیدر نے تاریخ وصال فرمائی۔ (کشاف خفائق و معارف بودہ) +
 مولانا عبدلقد در انبال نے کہا (کجا شہدہ خلیل شد) اور یہ بھی کہا (فنی حکمت)
 مولانا کریمی سستانی علیہ الرحمۃ نے جو کہ آنحضرت قدس سرہ کے خاص
 تھے۔ تاریخ وصال تحریر فرمائی ہے۔
 شہادت لایت شیخ احمد کہ تلاش ما در ایام کم زاد

انہیں اور خطرناک پر آشوب
 قدم در شاہ راہ جلد نہاد
 بر پر سیدم زمانہ قاتل تاریخ
 بگفتا ساکن جلد بریں باد

حضرت یازدہم

آپ کے فرزند نام گرامی اور خلفائے مقامات کے بیان میں رضی اللہ تعالیٰ

حضرت خواجہ محمد صادق قدس سرہ

آپ حضرت کے بڑے صاحبزادے اور اشرف اولیا زاد تھے۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۰۰۰ھ میں ہوئی۔ زمانہ کم سنی ہی سے آپ کی جبین میں سے آثار علوی استعداد اور انوار ہدایت و ارشاد پیدا ہو رہے تھے۔ آپ کے جد امجد علیہ الرحمۃ زمانہ طفولیت میں آپ کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ آنحضرت قدس سرہ سے فرمایا کرتے تھے کہ تمہارا یہ فرزند ہم سے عجیب و غریب باتیں اور حقائق اشتیاق اور انکی خلقت کی کیفیت دریافت کیا کرتا ہے۔ ہم بہت وقت سے اس کا جواب دیتے ہیں۔ جب کہ آنحضرت قدس سرہ اپنے الد ماجد کی وفات کے ایک سال بعد سنہ ۱۰۰۰ھ میں حضرت خواجہ کی دولت صحبت سے مشرف ہوئے۔ یہ مخدوم زادہ بھی جبلی عمر اس وقت آٹھ سال کی تھی آپ کے ہمراہ رکاب تھے۔ اور نظر فیض اثر حضرت خواجہ سے مشرف ہوئے اور ان سے بیعت کی۔ حضرت خواجہ کی برکات و تہات عالیات سے اس آٹھ سال کی عمر میں احوال و واردات غریبہ آپ پر وارد ہوئے تھے۔ اور رنگ بزم کے اذواق اور استغراق آپ پر آشوب ہوئے۔ باوجود جذبات کے غلبوں کے تحصیل علوم میں مشغول رہے۔ مختلف کتب آپ کے زیر سبق رہتی۔ کبھی غلبہ جذبہ احوال میں سنگے سرور سنگے پاؤں نکل جاتے۔ اور سبق کی کتابیں طاق میں ہی رکھی رہ جاتیں تھیں اس کثرت سے آپ پر پے در پے جذبات وارد

ہوتے کہ حضرت خواجہ ارشاد فرماتے تھے کہ محمد صادق کو باز کا کھانا کھلاؤ تاکہ اسکی ظلمت کی وجہ سے غلبہ حال جذبات میں کچھ کمی ہو جائے۔ اور جب آپ کو اس حال میں ملاحظہ کرتے تو فرماتے کہ ہمارے مجذوب کو دیکھو کس حال میں ہے۔ آپکی رفعت حال اس درجہ تھی کہ ایک وزایک شایخ وقت حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے اپنے حالات اور واردات بیان کر کے عرض کیا کہ اگر صحبت شریف میں ایسے ہی احوال حاصل ہو سکتے ہیں۔ تو آپ کو تکلیف اپنی تعلیم کے ساتھ نہیں لے سکتا ہوں۔ ان اگر اس سے زیادہ ریسع حالات حاصل ہو سکتے ہیں۔ تو میں آپکی خدمت میں ہوں کہ استفادہ کروں حضرت خواجہ نے فرمایا کہ محمد صادق کو بلاؤ۔ فوراً آپ حاضر خدمت ہوئے حضرت قضا ارشاد فرمایا کہ تم ہم سے اپنے حالات اور واردات بیان کرو۔ یہ بزرگ ہمارے عمان ہیں تمہاری زبان سے تمہارے حالات سننا چاہتے ہیں۔ آپ نے اپنے واردات و سوانح عرض کئے۔ تو ان کے حالات ان کے شایخ صاحب کے احوال سے کہ انہوں نے پچاس سال کے عرصہ میں حاصل کئے تھے بہت زیادہ تھے۔ شیخ ایک طفلِ مہنت سالہ کی زبان سے جس کو کہ داخل طریق ہو کر دو تین ماہ ہوئے تھے یہ احوال سن کر دیکھتے حیرت میں غرق ہو گئے اور رفعت حال کا تکبر ان کے دماغ سے نکل گیا۔

حضرت خواجہ قدس سرہ کی مرحمت و شفقت آپ کے حال پر اس درجہ تھی کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ تپ محمد قدس سرہ میں علیل ہو گئے اور آپ بھی اسی مرض میں مبتلا ہوئے۔ اور طرفین کے بخار کو ایک عرصہ راز ہو گیا کہ صحت نہ ہوئی۔ آخر ایک روز حضرت خواجہ نے آنحضرت سے فرمایا کہ ہمارے بخار انوکھا سی ہیں۔ جب تک محمد صادق یہاں ہے نہ اُس کا بخار دفع ہو گا نہ ہمارا۔ اُس کو مسر ہندروانہ کرو۔ ہم دو دو اچھے چائے لیں گے اس حکم کی تعمیل کی گئی اور آپ خست ہو کر پہلی ہی منزل میں فروکش ہوئے تھے کہ آپ کا بخار دفع ہو گیا۔ اور مخبر یہ خبر لایا کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کا بھی بخار جاتا رہا۔

ایسے واقعات سلسلہ علی نقی شہیدۃ میں اکثر واقع ہوئے ہیں۔ چنانچہ ایک بزرگ پر ایک مرتبہ جائے اور لرزہ کا غلبہ ہو گیا۔ بہت سے کھل اور کپڑے ان پر ڈالے گئے۔ مگر تسکین نہ ہوئی۔ اتنے میں ایک دم بازار سے واپس آیا۔ جو راہ میں اس موسم سرما میں پانی پگڑا تھا۔ اور لرزہ و رعشہ میں مبتلا تھا۔ بزرگ نے کہا کہ اس خام و مدیش کو دھو کر

اور پوسٹیں پہناتے۔ کہ میری یہ سردی اُسی کے انعکاس سے پیدا ہوئی ہے جب اُس کے گرم کیا گیا۔ تو ان بزرگ کا وہ لرزہ اور عیشہ فوراً جاتا رہا ۛ

اکثر اوقات حضرت خواجہ قدس سرہ آپ سے حقائق کو ان اور احوال موتے والے قبور اور امور آئندہ کے وقوع و عدم وقوع کی کیفیت آپ سے خلوت خاص میں دریافت فرمایا کرتے تھے۔ اور آپ ٹھوڑی توجہ کر کے مفصل جواب عرض کرتے تھے۔ اور مطابق آپ کے کشف کے واقع ہوتا تھا۔ اسی طرح سے اور درویش طریق آپ سے حقائق غیبی پوچھتے اور آپ ان کو جواب دیتے۔ چنانچہ آپ کے فرمانے کے بموجب ہی ہوتا تھا۔ آپ کے قصص اور کشف کی تفصیل کے لئے دفاتر چاہئیں۔ اس سال فیل میں اجمال پر اکتفا کیا گیا ہے ۛ

حضرت خواجہ قدس سرہ نے آپ کی روانگی کے بعد ایک عنایت نامہ تحریر فرمایا تھا کہ :-

قرۃ العین بخوردار محمد صادق :

تمہارے ظاہر و باطن کے شائع اور احوال جیسا کہ ظاہر ہے لائق تعریف ہیں اسی حضور اور حالت پر قائم رہو۔ اور عیبت اور متفرق سے اندیشہ نہ کرو انشاء اللہ سب سے صحتیں آجاؤ گے۔ اور حالت نایقا اور شعور سے متبدل ہو جائیگی ۛ ایک مرتبہ حضرت خواجہ قدس سرہ نے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے اُس خط کے جواب میں جو کہ ان صاحبزادہ برگزیدہ آفاق کے حال کے متعلق تھا یہ تحریر فرمایا۔ کہ احوال محمد صادق کے اہل ہیں۔ اور اس زمانہ میں جب کہ حضرت خواجہ آنحضرتؐ کو خلافت عطا فرمائی۔ اور اپنے اصحاب کو آپ کے حوالہ کر دیا تو محمدؐ زادہ کی تربیت بھی آپ ہی کے سپرد کی۔ اُس تو نہال بستان کمال نے آنحضرتؐ کی خدمت میں کھانا چل کئے اور مرتبہ تکمیل کو پہنچے ۛ

آنحضرتؐ قدس سرہ نے ایک ایضہ میں اُس گلدستہ اکمال صاحبزادہ کے زمانہ طفولیت کے احوال کو حضرت خواجہ کی خدمت میں اس طرح تحریر فرمایا تھا کہ :- محمد صادقؐ نے مقام حیرت میں غوطہ کھایا ہے اور مقام مذکورہ میں فقیر کے حال سے مناسبت رکھتا ہے ۛ تم کلامہ

آپ اکیس سال کی عمر میں آنحضرت کی خلعت خلافت سے بروز جمعہ عید النبی میں شرف ہوئے اور آپ نے اپنا عبا خاص مرحمت فرمایا اُس در ایک بتاعت کثیر نے آپ سے مصافحہ کیا اور بیعت کی۔ اُس وقت ایک نور مہیا ہوا جس سے اُس باتمکین سے درخشاں اور تابان ہوا کہ آفتابِ کتاب بھی اُس کے مقابلہ میں شرمندہ اور خروقتا ہے اُس صاحب زادہ صاحب عرفان پرچیا اور انکسار اور تواضع اور شکست بخشی اس قدر تھی کہ گفت ہشنید میں نہیں آسکتے۔ اور تسلیم و رضا بقضا کی حالت کمال درجہ غالب تھی +

ایک ذرا آپ کے ایک شخص نے بعض لوگوں کی ایذا دہی کا آپ کی خدمت میں تذکرہ کیا اور التماس کیا کہ آپ ان کو تنبیہ اور توبہ فرمائیں۔ آپ کے فرمایا کہ اگر ہم خلق کے ساتھ نصوحت و تنازعہ میں مشغول ہو جائیں۔ تو پھر ہم فقیر اور غنیاء میں کیا فرق رہیگا +

براہی کل بیان ہے کہ آپ نے یارشاد اس آواز سے دعا فرمایا کہ میں دوم اور شرمندہ ہو گیا۔ اور ظالموں کا کینہ میرے دل سے نکل گیا +

جو شخص آپ کی صحبت کثیر البرکت میں پہنچتا۔ اُس کا دل حب دنیا سے سرد ہو جاتا تھا۔ آپ جامع علوم عقیدہ و نقلیہ تھے اور اکثر علوم آپ سے فنا آنحضرت کی خدمت میں حاصل فرمائے۔ کچھ مولانا طہر لہوری سے اور کچھ مولانا معصوم کی خدمت میں حاصل کئے! ٹھارہ سال کی عمر میں تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہو گئے۔ تمام درسی علوم کمال شہر و بسط سے آپ پڑھائے تھے +

حقیر مؤلف کتاب ہمارے مطول مع حاشیہ میر اور شرح غلام حاشیہ خیالی اور تخریرات قدیس اور شرح مطالع مع حاشیہ میر وغیرہ کتب آپ کی خدمت میں پڑھیں اور آپ کی وفات کے بعد شرح موقع اور تفسیر بیضاوی اور تفسیر بعضی آنحضرت کی خدمت میں پڑھی ہیں۔ حضرت مخدوم زادہ ادب و مطالب میں بہت دور پہنچتے تھے اور مختلف طریقوں سے مطلب ادا فرماتے تھے۔ کبھی کبھی اپنے خیالات کسی کتاب پر بطور حاشیہ کے تحریر فرماتے تھے۔ اور نایاب جدید فنون اپنے سیاط طبیعت کے طبع و ظاہر فرماتے تھے۔ اور کبھی ان کتب پر بطور حاشیہ کے ان باتوں کو تحریر فرماتے تھے +

ایکے وزیر از کا ایک عالم جو ہندوستان آیا تھا اور وہ معقول میں بے نظیر تھا آپ کی خدمت میں آیا اُس سے آپ نے چند مشکل و قائل علوم عقلیہ کے بارے میں کا تذکرہ کیا جس کو اُن فاضل صاحب نے تسلیم کر لیا اور صاحب زادہ موصوف کی توصیف میں اپنی زبان کھول کر اُس نے کہا کہ ہم یہ جانتے تھے کہ ہندوستان کے علما ادراک علوم عقلیہ کی قوت نہیں رکھتے ہیں۔ پھر اُن سنہ کات غیر منہ فح کے ایجاد کی کیونکہ وقوع ممکن تھی۔ مگر جب سے اس جوان کی ملاقات ہوئی۔ مجھ کو یقین ہو گیا کہ ایسے فضلا ہند میں بھی پیدا ہوتے ہیں +

آحضرت قدس سرہ نے چند کلمات آپ کی وقعتِ حالی کے متعلق تحریر فرمائے ہیں۔ اُن سے آپ کی بدلت قدر کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس مجددِ م زادہ صاحب کے حظ کے جواب میں جو مکتوب آپ نے تحریر فرمایا ہے یہ ہے :-

کہ تمہاری شرح احوال سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم کو ولایتِ قاضی محمدیہ علیہ صا جہا الصلوٰۃ والسلام و التیمیۃ سے نسبت پیدا ہوئی ہے۔ پس تم شکرِ ایزدی اُسکی نسبت بجا لاؤ کہ دنوں سے اس دولت کے تم کو حاصل ہونے کی آرزو تھی۔ پس اس وقت ارادہ ہو کہ تم کو اس مقام میں کھینچ کر لاؤں۔ تو اس تجویز میں تم کو ہم نے مقام ولایت موسوی میں پایا و مل سے نکال کر داخل دائرۃ ولایت خاصہ کر دیا۔ الحمد للہ و اکملتہ علی ذلک خدا کا ہزار شکر و احسان ہے اس بات پر +

نیز آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ میرا فرزند عزیز اس فقیر کے معارف کا مجموعہ ہے اور مقاماتِ جذب و سلوک کا نسخہ +

یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ میرا فرزند محرم اسرار ہے اور خطا اور غلطیوں سے محفوظ ہے +

نیز فرمایا ہے کہ یہ مقام میرے فرزند ارشد کو عنایت فرمایا گیا ہے اور اُس کی ولایت میں دخل کیا گیا ہے فقیر مسافروں کی طرح اُن کی ولایت میں مقیم ہے + نیز فرمایا ہے کہ فقیر کا ولایت موسوی سے استفادہ اجمالی ہے اور میرے فرزند اکبر کا استفادہ اُس ولایت میں تفصیلی ہے۔ فقیر کی ولایت جس سے ولایت موسوی

استفادہ ہے متاثر ولایت بڑے مومن کے ہے کہ ہل فرعون سے ایمان لے آئی تھے۔

اور میرے فرزند کی ولایت موسوی ساحران فرعون کی ولایت کے برابر ہے کہ ایمان لائے تھے +

نیز آپؐ نے تحریر فرمایا ہے کہ فرزند مرحوم ایک آیت حق قبل و بعد اور نیست رب العالمین تھا۔ اُس نے چوبیس سالہ عمر میں وہ چیزیں پائیں جو کسی نے نہ پائی ہوں اور تدریس علوم عقیدہ نقلیہ نیز مقام ولایت میں اپنا پایہ مرتبہ کمال کو پہنچا دیا تھا۔ اُس کے شاگرد بیضاوی اور شیخ مولف اور دوسری کتابوں کا درس دینے میں قدرت کا مدد رکھتے ہیں۔ اُس کے معارف عارفان اور شہود و کشف بیان کی بات نہیں رکھتے ہیں۔ آٹھ سالہ عمر میں اس درجہ مغلوب حال تھا کہ حضرت خواجہ قدس شریف کی تسکین حال کے لئے بازار کا کل ناکرٹ کوٹک مشتبہ ہوتا ہے تو حیرت کرتے تھے اور فراتے تھے کہ جو محبت مجھ کو میری طرف سے ہے وہ کسی سے نہیں ہے اُس کو بھی جو محبت مجھ سے ہے وہ کسی اور سے نہیں ہے۔ آپؐ کے اس ارشاد سے اُس کی غفلت معلوم ہو سکتی ہے۔ ولایت موسوی کو قلعہ آخر تک پہنچایا تھا۔ اور اُس کے عجاظیات اور غرائب بیان کرتے تھے اور ہمیشہ خدا سے تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر اور خاشع اور متذلل اور منکسر ہتے تھے اور کہتے تھے کہ ہر ایک ولی اللہ نے بارگاہ حق سے اپنے ایک چیز مانگی ہے۔ اور میں نے التبی و التضرع کو مانگا ہے تم کو اللہ سے آپؐ آپچے عارضہ جو آپؐ نے آنحضرت قدس سرہ کی خدمت میں تحریر فرمائے ہیں لکھتا ہوں :

قدسیہ۔ قبلہ گا۔ اب بھی آرزو ہے کہ ایک ساعت اور ایک لحظہ بھی رضائے حق کے بغیر نہ گزرے۔ اور یہ حضرت کی اشد توجہ اور دستگیری ہے۔ ۴۔

ترجمہ ۴۔ کریموں پر نہیں مشکل کوئی کام برکت توجہ عالی جس طرح سے کہ ارشاد ہوا تھا مستقیم ہوں اُس میں کوئی کمی نہیں۔ بلکہ در بردار ترقی و تریاوتی کا امیدوار ہوں +

فجر ظہر کے بعد حلقہ میں بیٹھتا ہوں اور حافظہ صحت سے قرآن مجید سنتا ہوں۔ بعض اوقات قیامت اور بعض اوقات فیض و وسعت و رفیق

و آرام و غیرہ بدن سے متعلق سمجھتے ہیں۔ اُس سے متجاوز نہیں ہوتا ہے بلکہ رُفِعت
 نہ متوجہ ہیں نہ غافل۔ اگر متوجہ ہیں تو اُن کی توجہ شل علمِ حضورِ می کے ہے بلکہ عینِ حضور
 ہے۔ توجہ اور ذوق وغیرہ اُن کا داخلِ عکس اور ضلّیل ہے۔ اور ظلّ سے متجاوز نہیں ہوتا
 اور لایطائف ہر سے محظوظ نہیں تھے۔ اور نظیرِ بصیرت میں سوائے بدن کے اور
 کچھ مفہوم نہ ہوتا تھا۔ جیسا کہ سابق میں حضرت سے بالمشافہ عرض کی جا چکی ہے۔
 اب بدن سے ممتاز نظر آتے ہیں۔ میں اس مقام کو مقامِ بقا جانتا ہوں۔ اس نقل کے
 بعد پھر ایک نوع کی فنا لطائف نمودار ہوئی۔ اور معلوم ہوا کہ بے اس فنا کے جو
 بعد اُس بقا کے نمودار ہوئی۔ انجام کار میسر نہیں ہو سکتا تھا۔ اب قبضِ ظاہر ہوتا
 مگر بہر توجہ بعالمِ منعطف نہیں ہوئی ہے۔ چونکہ عرض احوال امر ضروری ہے۔
 اس لئے ان چند کلموں کے لکھنے کی جرأت کی گئی +

قد سیمہ۔ بذریعہ عرضِ اشت ہذا اکثرین بندگان محمد صادق عرض پُر آرا
 کو حقیر ایک تہ تک مقبوض و مہموم رہا۔ آخر کار بتوہ اقدس عنایت خداوندی شاملِ حال
 ہوئی۔ اور ایسا بسطِ معلوم ہوا کہ سابق میں جو یاد و توجہ مشدّد ہو اپنی طرف سے محسوس
 ہوتی تھی۔ اب وہ حقِ نقل و تقدس کی طرف سے معلوم ہوتی ہے اور اپنے میں
 کسی نوع کی قابلیتِ نظر نہیں آتی ہے۔ مثل آئینہ کے کہ اُس پر آفتابِ طلوع کرے۔
 پس اُس سے تمام کہ ورتیں اور سیلِ کچیل بدنِ لطائف کا بل گیا۔ اور پورا پورا نور
 اور برکتِ حسبِ خواہ اُس میں حاصل ہوئی۔ پس سینہ متشرج اور قد بے سیح ہو گیا۔
 اور کل بدن نور و رخشاں بن گیا۔ کہ سابقہ روح اور قد سے بھی زیادہ لطیف ہے اور
 بنجملہ اور لطائف کے تجلی کمنِ قدب میں زیادہ پائی گئی۔ میں نے قدب کو دیکھا تو اُس
 میں ایک دوسرا قلب اور نئی تجسّلی طسّا اھر ہوئی۔ اور یہ سلسلہ اسی طرح قائم ہو گیا
 کہ ہر قلب بیضا میں ایک دوسرا قلب ظاہر ہوتا گیا۔ لیکن اب ختم ہوتا ہوا معلوم
 ہوتا ہے۔ مگر یقین نہیں ہے اب معلوم ہوا کہ حالاتِ سابقہ پر نسبت اس حالت کے
 تکلفات محض تھے۔ اس مقام کا نام میرے دل میں محظور ہوا تھا مگر خوفِ مواب
 اُس کو عرض نہیں کرتا ہوں +

قد سیمہ۔ حضرت سلامت! ایک اتراویج میں منافصا صاحبِ قربانیت

کر رہے تھے کہ ایک مقام وسیع نورانی نشیمن مقام حقیقت قرآنی ظاہر ہوا چنانچہ
اس کی جرات نہ ہوئی۔ مگر ایسا معلوم ہوا کہ حقیقت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس
مقام کی مرکز و جمال ہے۔ گویا دریا عظیم کو کوزہ میں بھر دیا گیا ہے۔ اور یہ مقام تفصیل حقیقت
محمدی ہے۔ انبیاء کرام و اولیاء کا مین اپنی استعداد کی موجب ان مقامات میں سے
بعض کو حاصل کرتے ہیں۔ مگر اس مقام کا کامل حصول بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کسی اور کے لئے مفہوم نہیں ہو سکا۔ اس کثرت میں بھی اس مقام سے یہ عنایت حق سبحانہ تعالیٰ
بتوجہ عالی مرشد برحق سہ حاصل کیا۔ اس لئے کہ ہم میں عجیب برکات ظاہر ہو رہے ہیں۔
نعم کلاماً ۛ

آنحضرت قدس سرہ نے جو کچھ خطوط طاپتہ فرزند گرامی متذکرہ صدر کے نام
تحریر فرمائے ہیں ان سب اس کتاب میں نقل کرنا مشکل ہے۔ آپ کے مکتوبات شریف
میں دیکھنا چاہئے۔ اور عند مزادہ کے کشف کرامات اس قدر ہیں کہ تحریر تقریر میں
آنے کی گنجائش نہیں رکھتے۔ ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے ۛ
کشف۔ آپ کے وجد و حال زمانہ طفولیت ہی میں شہرت پا گیا تھا اس
شیخ بایزید کھروال مریشیخ و جہید الدین بجاتی کہ اس نواح کے مشہور مشائخ میں سے تھے
آپ کی معرفت اور وجد و حال کو سن کر بڑے ذوق کے ساتھ آپ کی ملاقات کیلئے
آئے۔ حالانکہ ایک زمانہ سے آمد و رفت کا طریقہ انہوں نے موقوف کر دیا تھا اس
وقت آپ آنحضرت کی خدمت میں تھے شیخ موصوف نے اثنائے ملاقات میں سیتہ سالگی
کہ آپ اپنے سر کی پر ٹوپی مجھے عطا کریں تاکہ تبرکاً میرے پاس رہے۔ آپ نے مزاج
کو کے فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ متذکرہ فرما رہے ہیں۔ آنحضرت نے
فرمایا کہ تم ہم کو دے دو۔ آپ نے عرض کیا کہ خواجہ نقشبند قدس سرہ بتا کیذ تمام منع
فرما رہے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ ہم دینے کیلئے کہہ رہے ہیں۔ پس تفصیل ارشاد
والدینہ گوارا آپ نے ٹوپی سر سے اتار کر شیخ موصوف کو دے دی۔ اور شیخ فرماتے ہوئے کہ
واپس چلے گئے ۛ

کرامت۔ آپ کے ایام طفولیت میں آپ کے چچا شیخ مسعود نے سقوندا
کا عزم کیا۔ آنحضرت ان کی شایعت کے لئے شہر کے باہر تارک آئے اور آپ بھی ہمراہ

تھے انحضرت عرض کیا کہ دادا بیان آئے ہیں، اور فرماتے ہیں کہ شیخ مسعود کو
اس شخص سے منع کرو۔ لیکن وہ سامان سفر کی تیاری کر رہے تھے۔ اس لئے آپ نے منع نہ کر سکے۔ آپ کے فراموش کا اثر ظاہر ہوا کہ اسی روز میں شیخ مسعود نے حدت فرمائی
بہیہ کہ آنحضرت کی رات میں منقوش ہوا سبب +

کہ راستہ ایک روز آنحضرت قدس سرہ نے زمانہ وبا بتایا۔ غرہ ربیع الاول
بعد نماز چاشت فرمایا کہ ایسا کچھ دل میں رہا ہے۔ کہ ۱۲ ربیع الاول کے بعد طاعون
باتا دھیرے گا۔ حاضرین حیران ہوئے کہ اتنی شدت کا طاعون اس مدت تکمیل میں کیونکر
باتا دھیرے گا۔ دوسرے دن فقیہ مولف نے سبق حاشیہ خیالی کے موقع پر آپ کے بقول
صاحب نے صاحب بیان کیا آپ نے فرمایا کہ حدت کا مطلب یہ ہے کہ وبا طاعون اس
بارہ دن میں اُن کے گھر سے چلی جائیگی۔ لیکن واقع ہوا اس ماہ کی نوین تاریخ
آپ نے انتقال فرمایا اور اس سے ایک دن پہلے آپ کے دو بھائی محمد قسطنطنیہ
اور محمد علی اور بشیرہ صاحبہ کلثوم نے رحلت کی۔ یہ تمام حوادث اسی بارہ روز
میں واقع ہوئے۔ اس کے بعد وبا آپ کے گھر سے جاتی رہی +

کہ راستہ بعض نے اُن لوگوں میں سے جو طاعون میں مبتلا ہو گئے تھے
خوب میں دیکھا کہ حضرت محمد مژدہ موصوف شریف نے ہیں اور ان مریضوں کو اُن
لوگوں کے ہاتھ سے بڑا سا بال کے پھیلائے کے بانی ہیں چھوڑا ہے ہیں اور فرماتے ہیں
کہ اس بال کو ہمنے اپنے پرے لیا ہے۔ تو پھر ہمیں دن سے کیا عاقبت اور یزاد کی سی
چنانچہ اس واقعہ کے بعد ان کو صحت ہو گئی +

کہ راستہ ایک صاحب شخص نے خوب میں دیکھا کہ جو شخص صاحب مژدہ موصوف کا
نام گرامی لکھ کر اپنے پاس رکھے۔ وہ بارہ طاعون سے بڑی پائیگا۔ لوگوں نے آپ کے مزار
پر انوار پر موزوں کی طرح رجوع کیا اور یک جماعت کثیر نے آپ کے نام گرامی کی کتب
شرعیہ کی۔ اور اب کسانے والوں کی ایسی کثرت ہے کہ قحط خونی کی اوبت نہیں
پاؤں پتی ہے جس نے آپ کا نام اپنے ساتھ رکھا اُس نے اُس سے بڑی پائی اور
اگر وہ بیمار ہو جائے تو صحت پالیتا تھا +

آنحضرت نے ایک بزرگ کو لکھا کہ اس شہر میں تقریباً دو ماہ سے بلائے با

پیشین ہوئی ہے یہاں کے باشندہ کی شوئی اعمال سے ایک جماعت ہانک ہوئی اور ایک جماعت فرار ہوئی اور ایک جماعت نیمروہ پڑی ہوئی ہے ایک خوف نے انہیں ایک پریشان میں آیت کریمہ وما اصابکم من مصیبة فمداکم بہت ایدیکم ویعفو عنکم کی تفسیر بیان حال ہے *

تیار پنج نم ماہ ربیع الاول روز دوم شنبہ فرزند مرحوم خواجہ محمد صادق جوار رحمت حق سے مل گئے اور اپنے کو عالم خلاق اللہ پر فدا کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ آپ کا انتقال ہوتے ہی وہاں میں کمی ہو گئی اور سکون پیدا ہوا اور لوگوں نے خوابوں میں دیکھا کہ میں محمد صادقؑ فرماتے ہیں کہ میں نے اس بلا کو اپنے اوپر لے لیا ہے۔ دو روز سے شہر میں سکین ہے لوگ اُن کی قبر پر اس درجہ جمع رہتے ہیں کہ بہت دُشمن سے فتنہ پڑھنے کا موقع ملتا ہے۔ جو بیمار نہ پا پاتے ہیں وہ نیازات کرتے ہیں *

اُن کے دو چھوٹے بھائی محمد فرخ اور محمد عیسیٰ نے اُن سے ایک دن پہلے انتقال کیا *

محمد فرخ مرحوم کا حال کیا بیان کیا جانے گی۔ یہ برس کی عمر میں علم کی تحصیل میں مشغول تھے۔ کانیہ پڑھتے تھے اور سمجھ کر پڑھتے تھے۔ اور مذاہب خردی تھے۔ دارن۔ اور دعا کرتے تھے کہ سن طفولیت ہی میں دنیاۓ دنی سے رخصت ہو جائیں * جن لوگوں نے بیماری میں اُن کی تیمارداری کی عجائب غرائب موار کا اُن سے سنا ہوا ہے۔ جو کچھ کرامات و خوارقِ عادات محمد عیسیٰ سے آٹھ سال کی عمر میں معائنہ کئے گئے وہ بیان سے باہر ہیں۔ اجمال سب صاحبزادے جو اہر نصیب تھے کہ امانت دے گئے تھے۔ خدا کا شکر و احسان ہے کہ ان امانتوں کو بلا جبر و اکراہ نہ تقاضے کے حوالہ کر دیا *

اَللّٰهُمَّ لَا تُخْزِنَا اَبْرَہْمَ وَلَا تُفْرِغْنَا اَبْعَدَہُمْ بِحَضْرَةِ سَيِّدِ الْمَرْسَلِینِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصْلَہُ وَالشَّہِیَاتِ۔ خدایا اُن کے ثواب سے ہم کو محفوظ نہ رکھنا اور اُن کے بعد ہم کو بے صبری سے بچانا بحق حضرت سید المرسلین علیہ وسلم اَصْلَہُ وَالشَّہِیَاتِ * تم کلام شریف *

بہا مل حضرت مخدوم زادہ موصوف محمد علیہ مرحوم کے جنازہ کے ہمراہ پیادہ
 پانقبڑہ جذبہ گوار تک گئے تھے۔ وہاں ہی میں طاعون کی لگتی آپ کی ران میں طہر ہوئی
 بیرون مکان حجرہ خندقہ میں آپ آرام کرایا گیا۔ آپ کی والدہ عقیقہ نے آپ کے
 دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ بدقت تمام دو شخصوں کی گردن میں ہاتھ ڈال کر گئے
 اور والدہ ماجدہ اور تمام ارباب حقیق سے پوری طرح سے خست ہو کر حجرہ مذکور
 میں واپس آئے اور آرام کرتے وقت اپنی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ ایسے سواؤ
 جیسے وہاں سوتا ہے۔ دوسرے روز بحالت بے ہوشی و حضور دستِ خرقہ کمال
 رحلت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ۛ

آنحضرت نے آپ کی تکفین کیلئے جامعہ فاخرہ و نافہ قبض و ازار حسب ذات
 متیا فرمایا اور دفن میں متفکر ہوئے کہ آیا قبر والدہ بزرگوار کے پاس کہ بیرون شہر ہی
 دفن کیا جائے۔ یا دوسری جگہ۔ استخارہ فرمایا حکم ہوا کہ حویلی کے صحن میں کہ بعض
 اوقات خود مخدوم زیادہ مرحوم وہاں ٹھہر کرتے تھے۔ دفن کیا جائے صحن میں ایک
 جگہ معین کی گئی۔ اُس مقام کی مشتبہ بزرگی آنحضرت کے مکتوبات سے عقرب
 نقل کی جائے گی۔ ایک مدت تک آپ کی قبر خام رہی۔ ایک حاظ اس کے طرف تھا
 پھر آنحضرت نے خیال فرمایا کہ فرزند کی قبر عمارت کے درمیان واقع ہوئی ہے۔
 بہتر ہے کہ اس جگہ ایک گنبد بنایا جائے۔ اور انبیاء و کرام کی پیروی کی جائے پس
 آپ کی قبر پر ایک گنبد تعمیر فرمایا چنانچہ قبر مخدوم زادہ محمد صادق اس کے وسط
 میں بلکہ اعلیٰ قبیلہ واقع ہوئی تھی۔ جب کہ آنحضرت نے وفات پائی تو آپ کی قبر ستر
 مخدوم زادہ کی قبر کے جانب قبیلہ کھودی گئی اور اُس میں آنحضرت کو خزانہ کی طرح
 سپرد کیا گیا۔ اور قبر بنائی گئی۔ ہم نے دیکھا کہ یکا یک مخدوم زادہ کی قبر شریف
 تعظیم والدہ بزرگوار و دیگر دستگیر کسی قدر نیچے ہٹ گئی ہے۔ اور جانب مشرق
 آگئی ہے کہ طاق وسط گنبد بین القبرین ہو گیا۔ اب تک اُسی حالت میں ہے
 یہ واقعہ جس نے دیکھا وہ حیران ہو گیا۔ یہ کرامت حضرت مخدوم زادہ کی عظیم خوارق
 سے ہے۔ متقدمین ادیا سے بھی یہ کرامت صادر ہوئی ہے ۛ

چنانچہ منقول ہے کہ جب حضرت فاضل حمید الدین ناگوری پر وقت نزع ہوا

تو چونکہ وہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اویسی سے محبت رکھتے تھے وصیت فرمائی تھی کہ مجھ کو قبر پائے خواجہ قطب الدین دفن کرنا۔ وصیت کے بموجب حضرت قاضی صاحب کی قبر حضرت خواجہ صاحب کی قبر کے پائین میں بنادی گئی۔ تو قبر حضرت خواجہ بقیع حضرت قاضی صاحب کے آپسے استناد تھے دوسری طرف پھر گئی۔ چنانچہ آج تک زیارت کو نہ ملے برابر معائنہ کرتے ہیں۔ اور اس حقیر مؤلف نے بھی اس کا شاہدہ کیا ہے۔

منقول ہے کہ حضرت شیخ احمد جام کے ایک فرزند کی وفات ہوئی حضرت شیخ نے ایک رویش سے خواب میں فرمایا کہ ہمارے اس جگر گوشہ کو ہمارے سر پر رکھو۔ کہ وہ ہمارا تاج ہے پس حسب حکم شیخ اُن کو سر پر رکھا گیا۔ جس وقت کہ اُن کو قبر میں اتارا گیا تو اپنے جدِ امجد کی تعظیم کے لئے اُنہوں نے اپنے پاؤں کھینچ لئے۔ اور زانو سیدہ سے چسٹا لئے۔ چنانچہ تمام حاضرین نے اس کا شاہدہ کیا۔

ہمارے حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے ایک مکتوب میں زمین مدفن حضرت مخدوم کی شرافت اس طرح تحریر فرمائی ہے کہ بغایت خداوندی و تصدیق حبیب خدا علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام والتخیم والبرکۃ بلکہ سرہند گویا میری زندگی کی زمین ہے۔ کہ اندھیرے اور گہرے کوئیں کو بلند چوڑا بنا دیا گیا۔ اور اکثر بلاد و مقامات پر اُس کو رفعت دی گئی اور ایک نور اُس زمین میں ودیوت کیا گیا کہ خدا کے بزرگی و بے کیفی کے نور سے متعجب ہے۔ جو کہ زمین مقدسہ بیت اللہ میں درخشان ہے۔ میرے فرزندِ اعظم مرحوم کی وفات سے چند ماہ پہلے یہ نور مجھ پر ظاہر کیا گیا۔ اور زاویہ زمین کے قطر کو اُس کی اطلاع دی گئی۔ دایا ایک فرزند تابان ہے کہ صفات اور شان سے بلند اور کیفیات سے مبرا و منزہ ہے۔ مجھ کو گنا ہوئی کہ یہ زمین میرا مدفن بنے اور وہ نور میری قبر کے اوپر لامع ہے۔ یہ مطلب میں نے فرزندِ اکبر سے کہہ دیا صاحبِ سر پر تھے ظاہر کیا۔ اور اُس نورِ آرزو سے مطلع کیا۔ فرزندِ مرحوم نے اس دولتِ پرست کی۔ اور پردہ خاک میں جا کر اُس نور کے در میں مستغرق ہو گیا۔

هَيْثَا لَا رَيْبَ لِنَعِيمٍ نَعِيْمُهُمْ
وَلِعَاشِقٍ لِمُسْكِينٍ مَا يَنْجُو

ترجمہ: اہل نعمت کو ان کی نعمت مبارک ہو اور عاشق مسکین کو درجہ و درجہ جو کہ وہ ایک ایک گھونٹ کر کے پیئے۔

بدلہ سرہند کا یہ خاص شرف ہے کہ میرے فرزند اعظم کو اکابر و باریاں اترتے تھے۔ یہاں آرام فرمائیں۔ ایک ست کے بعد ظاہر ہوا کہ نور مذکور فقیر کے نواز قلبیہ کا ایک لعل ہے کہ قب فقیر سے قسمت باس کر کے، س زمین میں روشن کیا گیا ہے۔ جس طرح کہ چراغ کو مشعل سے روشن کیا جاتا ہے۔ یہ سب اللہ کی جانب سے ہے اللہ اسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ تم کلام شریف

حضرت مخدوم زادہ کا روز و ماہ و سال وفات لفظاً روز و شبہاً مآہ ربیع الاول سے ظاہر ہو رہا ہے۔

آنحضرت قدس سرہ نے جمعہ کی صبح میں مزار فرزند بزرگوار پر درویشوں کے ساتھ حلقہ کیا مگر مزار کو روح سے فصل پایا۔ صبح روز شنبہ حلقہ کے لئے قرار دیا اور توجہات عالیات اس قرۃ العین کے ترقی درجات کے لئے فرمائیں۔ تاکہ اُس جگر گوشہ کو مزنیہ نہایت انہایت پر لچائیں۔ اور معاملات عجیبہ اور معاشات غریبہ اُس فرزند گرامی کے عیالات میں کہ ہر رخ صغریٰ میں حاصل ہوتے تھے بیان فرمائے۔ کہ ہر لحظہ فرزند مذکور انوار دہاؤں عجیبہ کے ساتھ ظاہر ہوتے اور اسرار غریبہ متعلقہ رحمت الہی بکمال فرخندگی بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو اپنی رحمت میں چھپائے اور ہم کو بھی ان برکات سے زرق و برق فرمائے۔

حضرت خواجہ محمد سعید سلمہ الحبیب کے حالات

آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند ہیں آپ کی ولادت باریت ماہ شوال سنہ ہجری میں ہوئی طفولیت سے آثار ہدایت و کرامت آپ کی تاحصیہ استعداد سے اور اطوار شجاعت و ولایت آپ کے چہرہ ارشاد سے پیدا ہوئے تھے۔ چنانچہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ محمد سعید چارپانچ سال کے تھے کہ بیمار ہوئے۔ غلبہ مرض میں اُن سے پوچھا گیا کہ کیا چاہتے ہو۔ بے اختیار اُن کی زبان سے نکلا کہ حضرت خواجہ کو پتا بتا ہوں۔ میں نے یہ واقعہ حضرت خواجہ

قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا نیز لایا کہ تمہارے محمد سعید نے زندگی و حریفی کی اور غائبانہ بیماری نسبت چل کر لی۔ آپ حدیث شریف السعید من سعد فی بطن امر کے مصداق تھے حضرت خواجہ جو کچھ مکتوبات آنحضرت کے نام تحریر فرماتے تھے۔ ان میں مخدوم زادہ عالی درجات کو دعائے شفقت و مرحمت لکھا کرتے تھے +

نیز حضرت خواجہ نے ایک مخلص کو لکھا کہ ان کے فرزند ایسے ضعیف است ہیں مگر اسراہیلی ہیں۔ اور عجیب انتہا دیں رکھتے ہیں۔ الحاصل یہ ایک شجرہ طیبہ ہے اللہ تعالیٰ اچھی طرح اسے نرو تا زہ رکھے۔ یہ مکتوب آنحضرت قدس سرہ کے بیان درجات میں گذر چکا ہے۔ جب آپ بن شعور کو پہنچے تو تحصیل علوم ظاہری میں مشغول ہوئے۔ اکثر علوم آنحضرت کی خدمت میں پڑھے اور کسی قدر مولانا طاہر لاہوری سے اور کچھ برادر کلاں حضرت خواجہ محمد صادق قدس سرہ سے حاصل فرمائے۔ سترہ سال کی عمر میں تمام علوم متداولہ عقلیہ و نقلیہ اتمام کو پہنچائے۔ کتب مغلقہ مثل شرح حکمتہ العین و اعضای و بیضادی درس دیا کرتے تھے۔ اور تصانیف الطیفہ تحریر فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے مشکوٰۃ شریف پر حاشیہ لکھا اور تائید مذہب حنفی کی کی۔ یہ رسالہ نہایت طبع و تئین ہے۔ اور ایک حاشیہ تئین حاشیہ خیالی پر لکھا۔ اور اس میں اپنے وقائع و تحریر فرمائے ہیں۔ علامہ اس کے مطالعہ سے آپ کی علمیت کے معقد ہوئے ایک ایسے تشہد میں رفع سبابة کی ممانعت کے بارہ میں تحریر فرمایا۔ مناظرہ میں اس طرح لکھا کہ اکثر اوقات اکابر علماء ہند سے مباحثہ ہوا اور اس میں آپ ان پر غالب آئے اور مخالف کو ساکت کر دیا۔ اس لئے تمام علماء نے آپ کی تحسین کی۔ اور بنے قابل ہونے کو آپ کی تعریف میں پوشیدہ اور مخفی کر دیا۔ علامہ اصفہانی نے کہ م عقلیہ میں قدرت کاملہ رکھتے تھے۔ علم حکمت میں بعض اعتراضات تو جیکو کہ ہیں دفع کرتے تھے۔ ان کو آپ سے دریافت کیا۔ آپ نے بعنایت خداوندی فوراً بلا تکلف جواب صواب تشفی خاطر کے لئے لکھا۔ وہ اسی وقت خدمت بندگان ظل العالی صلی اللہ علیہ وسلم میں آئے اور آپ کی توصیف و ثناء میں لب کشامی کی۔ اور کہا کہ شیخ محمد سعید علم و ادب میں اپنے والد کے برابر ہیں۔ آپ جب کبھی کسی تقریب سے محفل بہشت آمین طمانی میں جاتے تو بادشاہ کسی اور سے استفسار مسائل نہ کرتا۔ حالانکہ ہمیشہ علماء

و فیصلہ مجلس سلطان میں حاضر رہا کرتے تھے۔ حضرت مخدوم زادہ بر جادہ مثل اپنے والد
 مابعد کے شرع و تقویٰ سے بدرجہ کمال آراستہ ہیں۔ اور متابعت سنت سنہ اور
 عمل بجزیریت سے پیراستہ حسن خلق و تواضع کلام کی نرمی اور مخلوق کی دیکھائی۔ نیز پشاپ
 کو کچھ نہ سمجھنا اور مال موجودہ کو راہ خدا میں صرف کر دینا آپ کا شیوہ پسندیدہ ہے۔
 قرآن مجید کی سنہ عالی کے ساتھ تجوید فرمائی۔ علم حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سند جید
 رکھتے ہیں۔ اور نقابست میں دستگاہ کمال رکھتے ہیں۔ یہ حضرت کو اگر تحقیق مسئلہ کی
 ضرورت آتی تو چونکہ آپ کا وقت تقیث کتب کی گنجائش نہ رکھتا تھا۔ اس لئے آپ
 مخدوم زادہ سے دریافت فرمایتے تھے۔ کمالات باطنی مثل علوم ظاہری کے کمال طو
 سے اپنے والد بزرگوار کی صحبت میں حاصل کئے۔ انحضرت کے حضور میں آپ تعلیم
 طریقہ اور خدمت ارشاد انخابم دیتے تھے۔ بلکہ انحضرت نے آخر عمر میں تعلیم طریقہ
 کمتر فرمادی تھی۔ اور طلبہ کو آپ کے اور آپ کے برادر خور و حضرت مخدوم زادہ خواجہ
 محمد معصوم کے سپرد فرمایا تھا۔ اور دونوں صاحبزادوں کے حق میں فرمایا کہ ہر ایک
 قطب کے دو امام ہوتے ہیں۔ تم دونوں بہتر لہ امام کے ہو۔ خواجہ محمد سعید نے
 انکسار اس بشارت کو خواجہ محمد معصوم پر منطبق فرمایا اور خود صاحب بیمن بنے
 اور فرماتے تھے کہ ہر مقام عروج و نزول میں محمد سعید میرے ہمراہ رہے ہیں +
 یہ بھی فرمایا کہ جب میرا عروج حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کے مقام میں واقع ہوا۔ تو میں نے دیکھا کہ محمد سعید میرے ہمراہ ہے +
 یہ بھی فرمایا کہ میں تم دونوں کو ولایت احمدی میں پاتا ہوں یا ولس مخدوم
 زادہ کلاں حضرت خواجہ محمد صادق فرماتے تھے کہ انحضرت سے اکثر بشارتیں آپ کے
 بارہ میں سنی ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ ایک روز انحضرت کمالات علماء و سفین
 بیان فرما رہے تھے۔ اثناء بیان میں فرمایا کہ ہمارے محمد سعید علماء و سفین سے ہیں۔ اور
 ایک روز فرمایا کہ محمد سعید سابقین میں سے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے مکتوبات میں اس
 نسبت کے حصول کا تذکرہ فرمایا ہے +

ایک روز انحضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ مجھ پر میدان قیامت اور میرے
 مریدوں کا دل صراط سے گزرنا کثوف ہوا۔ محمد سعید ہم سب میں آگے آگے چل

ہے تھے۔ اور کتاب اعمال سید صہ ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔ پس ہم سب بشارتیں داخل ہو گئے۔

ایک روز فرمایا کہ قیامت میں افاضہ رحمت رحمانی میرے حوالہ ہوگا۔ اور اس کی تقسیم محمد سعید کے ذریعہ ہوگی۔ یہ بشارت عالیہ آنحضرت کی آپ کے حق میں سب سے بزرگ عنایات سے ہے۔ اور اس سے آپ کے اس ارشاد کا ظہور ہوتا ہے۔ کہ جو آپ کے بعض محرمان خاص نے نقل کیا ہے کہ: وز قیامت بغیر میری ابتداء کے کسی کو جنت میں جانے نہ دیا جائیگا۔ اَللّٰہُمَّ اِنّیْ تَعَالٰی۔

ایک روز فرمایا کہ لے محمد سعید تم نے دائرۃ انبی حضرت ابراہیم کو قطع کر لیا۔ اور اب اس بات میں میرے شر یکبہ ہو۔

اور فرمایا ہے کہ ہر مقام عروج اور نزول میں تم سب سے ہمراہ ہے۔

۵۶

حضرت مخدوم زاوۃ عالی منقبت بیان کرتے تھے کہ ایک روز آنحضرت نے وفات سے تقریباً دو ماہ قبل فرمایا کہ اکثر اوقات اسرار غامضہ ظاہر ہوتے ہیں کوئی شخص اس وقت ایسا نہیں رہتا کہ اُسے مخاطب کیا جائے۔ تم بعض اوقات حاضر نہیں رہتے ہو۔ اس روز میں نے ترک کر کے حضرت کی صحبت کا التزام کر لیا۔ اور حضور عالی میں ہمیشہ اسرار انوار عتیق یافتہ اور منتظر اقسام ہوا۔ رہتا تھا۔ اور اس زمانہ میں سفوف فیضانِ نعمت و مہبت ہوتا تھا کہ اُس کے مقابلہ میں مراحم سابقہ کچھ بھی نسبت نہیں رکھتے۔ اور حرم محترم میں اپنے اسرارِ خاص کی محبت کی بشارت دی۔ کہ اس کی تفصیل گنجائش بیان کی نہیں کھیتی۔

ایک روز فرمایا کہ محمد سعید تم میرے ضمن میں ہو۔ اور تم ضمن ہونے سے گراں خاطر رہو۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آں سرور صلے اللہ علیہ وسلم کے ضمن میں تھے۔

نیز قدوۃ ارباب کمال فرماتے تھے کہ آنحضرت نے مرض اخیر میں امامت نماز کی میرے حوالہ فرمائی۔ اس زمانہ میں نماز میں کمالات عظیم اور مقامات جہیم آنحضرت پر ہوا ہوتے تھے۔ کہ اسرار کی طراح واجب الانفسا تھے۔ فرمایا کہ محمد سعید جو تکبیر

سب نتائج نمازوں کے ہیں۔ اور تم اس کے قیام کو ہماری پیروی سے ادا کر رہے ہو۔ اس لئے ان کو اب غالبہ اور اسرار غاصضہ میں تم کو نصیبہ کامل اور حصہ تام مرحمت ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ حَمْدًا کَثِیْرًا ۞

اور اُس خلاصہ خاندان نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ایام و بامیں جو احداث کثیرہ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچے۔ کہ تین دن میں برادر کلاں خواجہ محمد صادق اور برادران خورد و محمد فرخ و محمد عیسیٰ مع اقرباؤں اور رشتہ داروں کے رحلت کر گئے اور میں بھی سخت بیمار ہوا کہ امید زندگی کی باقی نہ رہی اور اس وجہ سے فکر عظیم آنحضرت کی خاطر مبارک میں پیدا ہو گئی۔ اس اثنائیں ایک استعجلی خاص الخاص و ظہور مخصوص بارگاہ اطنقی آنحضرت پر وارد ہوا۔ اور معلوم ہوا کہ یہ نزول اجلال محض آپ کی تسلی اور بشارت دہی کے لئے ہے۔ اس حضرت نے فرمایا کہ اثناء عنایات فاخرہ اور الطاف باہرہ میں حکم امت میں واسطے صادر ہوا۔ کہ محمد سعید و محمد معصوم کو لایا جائے پھر ان دونوں کو میرے زانو پر بٹھایا گیا۔ دونوں معمر اور سفید ریش تھے۔ اور حکیم ہوا کہ یہ دونوں فرزندوں کو ہم نے تم کو عطا کیا۔ دونوں کی عمریں دراز ہوں گی۔ آنحضرت ان عنایات علیہ سے فرخندہ دل اُٹھے۔ اور سب کو اس بشارت کی خبر دی اس وقت دونوں محسوم زادوں کی عمریں بیس سال کی بھی نہ تھیں ۞

نیز آنحضرت نے ہر دو متحدہ م زادوں کے بار میں فرمایا۔ کہ تمہاری دنیا کو آخر سے بدل دیا گیا ۞

الحاصل اس حضرت کو محسوم زادہ بر جاوہ سے نہایت نظر عنایت و مرحمت رہی۔ اور خلوات و جلوات میں مونس و صاحب و مساز اور خفایا باطنیہ و اسرار خاصہ میں محرم راز تھے۔ اور امور ظاہرہ میں امانت دار اور صاحب مشورہ اور وکیل مطلق تھے۔ اور امانت طاعات میں خاوم و ملازم تھے۔ خدمات شائستہ اور کارہائے فحشہ کہ معاش و معاد سے بروئے روایت و درایت متعلق ہیں۔ آپ ہی سے وقوع میں آئے۔ آنحضرت نے زبان الہام نہر جان آپ کے حق میں دعاؤں اور آپ کی ثنا و صفات میں کھولی۔ اور خلعت اقسام کی بشارتوں اور عنایتوں کے ساتھ مبشر فرمایا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ محسوم زادہ صاحب مرتبت مستدراشا

پر باستقامت ظاہری اور باطنی استقامت کے ساتھ جلوہ افروز ہیں۔ آپ کے اوقات اور اطاعت میں منقسم ہیں۔ بعد نماز فجر آپ اپنے روزانہ کے وظائف ماثورہ کی تلاوت کے حلقہ ذکر میں شریک ہوتے ہیں۔ پھر نماز اشراق ادا کر کے بیداری شب کی کلفت دور کرنے کے لئے دو تین گھڑی آرام فرما کر بیدار ہو جاتے ہیں۔ اور وضو کر کے نماز چاشت ادا کر کے درس و تدریس میں زوال آفتاب تک مشغول رہتے ہیں۔ پھر اقل وقت نماز ظہر ادا کر کے صغر میں مشغول ہو جاتے۔ اور حافظ صاحب سے قرآن شریف سنتے اور بعد فراغ کے خود بھی قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ بعض اوقات نماز ظہر سے پہلے بھی قرآن شریف کی تلاوت ہوتی ہے۔ پھر آپ عصر تک درس و تدریس میں مشغول رہتے ہیں۔ پھر نیا وضو کر کے نماز عصر پڑھ کر دعا فرماتے ہیں۔ بعض وقت نماز عصر کے بعد سے شام تک خلوت میں رہتے ہیں۔ پھر اول وقت نماز مغرب یعنی فرض ادا کر کے فوراً دو رکعت سنت پڑھتے اور وظیفہ شام اور نماز اذان میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور ان میں طویل قرأت پڑھتے ہیں جس میں امام عظیم رضی اللہ عنہ کے مذہب کے بموجب عشا کا وقت آ جاتا ہے۔ اس کے بعد گرمی کے موسم میں آپ نماز عشا کے بعد محل میں شہ نغیے جاتے ہیں۔ اور سردی کے موسم میں نہانی رات گزرنے کے قریب نماز عشا پڑھتے ہیں۔ اکثر اوقات اندرون محل عورتوں کی جماعت میں وعظ فرماتے ہیں۔ اور آخر شب میں تہجد کے لئے اٹھتے ہیں اور اس میں لمبی سورت باور بلند پڑھتے ہیں۔ اکثر اوقات تہجد کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے ہیں۔ ہر وقت وظائف اور ادا ماثورہ کا التزام رکھتے ہیں۔ اور ادعیر غیر موقتہ کے بھی پابند ہیں۔ اور پانچ ہزار بار کل طیبہ روزانہ پڑھتے ہیں۔ کہ عبادات اور اوقات کی اتنی پابندی احاطہ بشر میں نہیں آ سکتی ہے۔ ان سب مشاغل کے باوجود آپ ارشاد طلب اور افاضہ احباب میں بھی مشغول رہتے ہیں۔ اور طالبانِ اہ خدا پر مشہد و ارشاد کے آثار اور فیوض برکات کا پہنچنا آپ کی توجہ کی برکت سے ظاہر اور ہویدا ہے۔ طالبانِ اہ خدا دور و دراز آپ کی خدمت میں آنے کی توفیق پاتے ہیں۔ اور کمالات و مقامات عالیہ پر پہنچتے ہیں۔ آپ کی تصنیفات آپ کے مکتوبات ہیں کہ دریائے گوہر خاق و جواہر معارف ہیں۔ کچھ ان میں سے یہاں ذکر کئے جاتے ہیں۔ کہ قطرہ دریائے ذخار کی خیر دیتا ہے :-

قل سیدہ! اللہ تعالیٰ نے کثرت مہمومہ کو حقیقتِ حدت کے ظہور کا
دریچہ بنایا ہے۔ اور ہر خس نہ شک کو شاہ راہِ مطلق جہاں مطلق قرار دیا تاکہ اُس کے
لمعات بحال کے پر تو سے باصرہ بصیرت میں غیریت کی کوئی نام و نشان اور اثر باقی نہ رہے
اور اِنی وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيفًا وَمَا اَنَا
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ کی صدا دیتا ہوا جو اپنے مطالب ہوا۔ کہ اُس کا وہن عزت کبر بانی
دائرہ خیال و اولام سے بلند ہے۔ بہاری عقلمیں اُس کے سداوقات کمالات میں متجہ ہوتی
ہیں کہ سرسہ راہِ بغیر پر دہ لعل کے سب صدوں کی اصل آپ اپنے پر ظہور کوے اور ہم کو
اس کی کچھ حصہ عطا کرے۔ اور یہ بات اللہ کے نزدیک کچھ بڑی نہیں ہے۔

قل سیدہ! اَلَمْ تَرَ يٰۤاَحْمَدُ مَا مَظْهَرَ الْاَوْحِيَّاتِ وَالْاَسْمَاءِ الْحَكِيْمِ
لِلْجُجُوْبِ وَالْاِمَكَانِ اِلٰى رَبِّكَ وَهُوَ الْهَادِي لِلشُّيُوْبِ الذَّارِيَّةِ وَالْاَصْفَايَةِ
كَيْفَ مَدَّ ظِلَالِ شَيْئُوْبِهِ عَلَى الْحَقَائِقِ لِكُوْنِ نَبْذَةِ الْيَتٰى هِيَ الْعَدَمَاتُ
الْمُتَقَابِلَةُ لَهَا وَصَوْرَهَا فِيْ صُوْرَةِ الْجُجُوْبِ فَيُجَبِّبُ مِنْ كَمَالِ اِفْتِدَاۤءِ
فِي الْمَرَدِّيَةِ مَا هُوَ عَدَمٌ مُّجْتَمِعٌ وَجُودًا مُّخَصَّنًا وَاَعْطَا شَيْءًا اَحْكَامًا
وَاَثَارًا صَادِقَةً مُّبْتَحَنَانِ مِنْ جَمْعِ بَيْنِ لَشَيْءٍ وَالْمَاءِ وَالنَّارِ وَكُوْنُ شَيْءٍ
لِّجَعْلِهِ اَيُّ الظِّلِّ سَاكِنًا غَيْرَ مُنْمَدٍ وَدَقْنَفِيْ قَوْلٍ مِّنْ قَالَ بِاِقْدَسَاءِ الشُّيُوْبِ
الظُّهُوْمِ كَذٰلِكَ ثُمَّ بَعْدَ مَدِّ الظِّلِّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَى الْمَذَاتِ
الْمُسْتَعَالِيَةِ عَلَيْهِ اَيُّ عَلَى الرَّبِّ اَوِ الظِّلِّ دَلِيْلًا لِّكُوْنِهِ الظَّاهِرُ
دُوْنَهُ وَمَا سِوَاۤهُ مُنْكَشَفًا بِدَجَى الْعَدَمِ ۝

آفتاب آمد و پس آفتاب گریخت بیدار نشیمن

مُبْتَحَنَانِ مِنْ خُسْفٰى يَكْثُرُ الظُّهُوْمِ وَاسْتَفْرِغَتْ سُرَادِقَاتِ التَّوْبِ
وَلَعَلَّ اِخْتِيَارَ لِنَظِّ الشَّمْسِ يَتَمَّوِيْنَ كِبَرِيَاۤئِهِ وَاِخْتِيَابُهُ مُجَبِّبٌ
الْعِزَّةَ كُوْنُهُ دَلِيْلًا عَلَيْهِ بِاِخْتِيَابِ الشَّمْسِ لِيُضَوَّعَ مَا وَشَقَّعْنَا
وَكُوْنُهُ دَلِيْلًا وَسَبِيْلًا اِلَيْهَا وَاِلَى كَشْفِ الْاَشْيَاءِ ثُمَّ بَعْدَ الْمَدِّ
وَجَعَلَ الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا وَاَيْضًا السَّبِيْلُ قَبَضْنَا اَيُّ الظِّلِّ
اَلَيْنَا قَبْضًا يَسِيْرًا لِّتَعْرِجِهِ وَتَسْلِيْمِهِ فِي مَعَارِجِ الْاَصْوَالِ

اصلاً فاصلاً ترجمہ تم نے دیکھا ہے محمد۔ خدائی منظر اور وجہ اور مکان کو جامع خدا کا نام اللہ ہے جو اُس کی ذاتی اور اضافی شانوں کی طرف پہنائی فرماتا ہے۔ اُس نے کس طرح سے سارے کو پھیل دیا جس طرح سے کہ اُس نے اپنی شانوں کو عالم امکان کی حقیقتوں پر پھیل دیا۔ اور ان کو ضعت وجود سے موجود کر دکھایا۔ حالانکہ وہ اُس کے حضور میں اعدام تھے۔ پس عدم محض اُس کے راوہ اور قدرت کے نکالات کو دیکھ کر بہت تعجب ہوا کہ اُس کو کس طرح سے وجود محض بنا دیا گیا اور اُس پر وجود کے احکام اور آثار مترتب کر کے دکھائے۔ کیا پاک ذات ہے جس نے ہر نبی میں آگ اور پانی کو جمع کر کے دکھ دیا۔ اور اگر وہ چاہتا ہے تو اُس صورت میں اُن لوگوں کا مقولہ غلط ہو جوشیونائب الہی کے ظہور کے قائل ہیں۔ پھر سائے کے پھیلانے کے بعد ہم نے آفتاب کو اُس کے بک ذات عالی کی بابت رہنما بنا دیا کہ اُس نے دور و ن کو ظاہر کر دیا اور عدم کی ظلمت کو دور کر دیا۔

ترجمہ: کتاب نے خود اپنی طرف سے ہیری کی اگر تم رہیری کے جویان ہو تو اُس سے منہ مست ہوڑو +

پاک ہے وہ ذات جو اپنے ظہور کی زیادتی کی وجہ سے محضی اور نور مکی دونوں پوشیدہ ہے اور اس مقدم پر لفظ شمس عاباً اس نہایت خستیا فرمایا ہے کہ اُس کی کبریائی اور اس کی عزت و جلال کے پردوں کا تصور شمس کی روشنی کی کثرت اور اُس کے چمکنا ہٹ سے تیز اس محاط سے کہ شمس اپنی ذات اور شیا کے ظہور کی طرف ہوتا ہے بعد سائے پھیلانے اور شمس کو اس پر رہنما بنانے اور راہ کے ظاہر کر دینے کے ہم نے اُس سائے کو نہایت آسانی سے اپنی طرف ہٹا لیا۔ کہ اپنی اصل کی طرف درجہ بدرجہ عروج کرے اور ترقی پائے +

قد سمیعہ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس کلمہ طیب سے کلام مجید کی ابتدا ہوئی ہے۔ بے شمار اسرار پر مشتمل ہے پیکر طالبان مستعد کے لئے تعلیم سلوک اور عارفان منتہی کے لئے ذریعہ خبرداری دیکھو حرف باکر دار سلوک یعنی وجود سالک کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جب تک کہ سالک بالکل اپنی خودی سے نہ نکلے اور مطہر میں غافل نہ ہو جائے اور مثل حرف کے نہ ہو جائے۔ کہ

اُس کے ذاتی معنی تو کچھ بھی نہیں ہوتے ہیں۔ لیکن سوائے معنی کے ظاہر کرنے کے اُس کا کوئی اور کام نہیں ہے۔ اور وجود اور اُس کے توابع عرض وغیرہ سے نہ نکل جائے۔ کوئی کام نہیں بن سکتا ہے۔ چونکہ سالک اسماء الہی جمل و علایم سے کسی نام کا منظر ہے اِس لئے وجود سالک اُس کسب میں غافی ہونا ضرور ہے۔ اور چونکہ اسم بمقابل مستی کے کوئی وجود نہیں رکھتا ہے۔ اور اُس کی حیثیت بمقابلہ مستی کے مثل ایک دلیل کی ہوتی ہے۔ اِس لئے اس کا آل کار مسنی تک پہنچتا ہے۔ اور سالک کا معاملہ جو اس اسم سے ہے وہ اُس کے مسنی سے نسبت پیدا کر لیتا ہے۔ اِس وقت سالک کا مقام جمع اجمع میں جس سے الوہیت مراد ہے مستغرق ہوتا ہے۔ اور تجلی ذات سے مشرب ہوتا ہے اور بموجب اِس حدیث کے کہ من تواضع لله رفعه الله جو اللہ کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو بلند ہی عطا فرماتا ہے۔ اِس مقام میں اس کو لقا حاصل ہوتی ہے۔ چونکہ یہ مرتبہ بھی شیون الہیہ میں سے ایک شان جامع ہے۔ اور حضرت اہل حق کا ایک تعین انہم ہے۔ اِس لئے اِس مقام میں شان کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے۔ ہر چند کہ اُس کو ذات تصور کر لیتا ہے۔ اور علیٰ حقیقۃً اخفائی میں اِرتفاع کی وجہ سے کہ آیہ کریمہ اِلٰی اللہ یُصَدِّقُ الْاُمُوْدَ اس کی طرف اشارہ کرتی ہے حرف اِطلاق تصور کرے۔ کہ تین اسماء بارکہ کا مکرر لانا یہ بتا رہا ہے کہ ذات دائرہ عتبار سے باہر نہیں نکلی ہے علیٰ الخصوص لفظ الرحیم کے لانے میں اِس کی صراحت ہے۔ کیونکہ پہلے دو نام اسماء ذات میں مشہور ہیں۔ اور نسبت اور اسماء کے قریباں حضرت ذات کر رکھتے ہیں۔ آیہ کریمہ قُلْ اَدْعُوا لِلّٰہِ اَوْ اَدْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیَّامًا تَدْعُوْنَ اَقْلَمُ الْاَسْمَآءِ الْحُسْنٰی سے اس کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ معلوم ہو کہ عارف ان اسماء میں موصول کے وقت وہم کرتا ہے کہ مطلوب بے پردہ آغوش میں آگیا۔ مگر ایسا نہیں ہے بلکہ مطلوب اثر اسماء سے جو کہ حضرت ذات کی طرف ہیر ہیں۔ ایک قدم باہر نہیں آیا ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ سُبْحَانَہٗ +

قل سبیہ۔ اَلَا یَذِکُرُ اللّٰہُ لَطَافُ الْاَنْفُلُوْبِ۔ کیونکہ مطہر حقیقی سے غفلت کرنے اور اس کے باوراء میں متوجہ ہونے میں اگرچہ مرتبہ نظر ہر کو سکون ملتا ہے مگر باطن مضطرب میں رہتا ہے۔ کیونکہ قلب ذات حسن جمال علی الاطلاق کا شیفہ اور

حضور میں مشغول کا قرآن ہے۔ پس غیبتِ غیب سے اُس کو کیا اضطراب ہوتا ہے اور جب وہ ذکر حق میں مشغول ہو جاتا ہے تو اطمینان حاصل کر لیتا ہے۔ نفسِ جہیم اس امر کا کو نشان ہے کہ ساکنِ حقِ تربت میں ٹکا کر اپنے دوسو سو میں مشغول کر کے محرومی اور نامرادی کو اُس کا نقد و وقت بندھے خصوصاً اداءِ صلوٰۃ میں کہ بڑا مقامِ قرب ہے اپنی پوری طاقت اُس پر صرف کر دیتا ہے مگر وہ جماعتِ کرامتِ حق جن کے شاملِ حال ہے۔ وہ بہت جلد اس وادی پر خطرے نکل جاتی ہے اور مینا ہو جاتی ہے ایت شریف

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّتْهُمْ طَائِفَةٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ ۚ وَإِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوهُمْ فِي ثَغْوٍ ثُمَّ لَا يَقْعُرُونَ ۚ

ترجمہ: متقی آدمیوں کو جب شیطان کی اثر پہنچتا ہے تو وہ خدا کا ذکر کرنے لگتے ہیں۔ پس وہ اثرِ شیطان کو معدوم کر لیتے ہیں۔ اور مینا ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے بھائی یعنی کافروں کو شیطان گھنچتا ہے مگر ایسی ہی نہ وہ اُس کی تعمیل میں کسی پھر کوتاہی نہیں کرتے ہیں۔ اس کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ وَاللَّهُ يَنْصُرُهُ أَعْلَمُ بِالْظَّالِمِينَ

قد سیہ

افضل دیدی ہر آنچہ دیدی سیج است
وال جملہ کرگشتی و شنیدی سیج است

ترا سرِ صدا فاق دیدی سیج است
وال نیز کرد گنجِ خردی سیج است

یعنی اے افضل جب جذباتِ محبتِ الہی تیرے دل کو دیدارِ غیب سے ملے اور یہ سب غایہ محبتِ محبوبِ حقیقی کے عالم کا ہر ایک ذرہ نظرِ بصیرت میں ذاتِ حق نظر آنے لگے اس کے بعد مطالعہِ جمالِ بے کیف ہو گا۔ پھر ان سب قطعِ توجہ کر کے اس کی جنابِ اقدس کو ان تمام سے مبرا اور عام کی کیفیت سے متعلق پائیگا۔ یہ مرکزِ توفیقِ شعی نیز حقیقی کے احاطتِ تیرے باطن پر چکیں گے۔ تو ظاہر ہو گا کہ جو کچھ معلوم و مشہور ہوا تھا۔ وہ سب ہیچ اور تصور و خیال تھا اور ثابت ہو گا کہ جو کچھ آفاقِ بینی۔ بیرونِ وجود اور گنجِ انفس میں مرئی اور متخی ہوا ہے۔ جنابِ اقدس کبریا اُس سے بندہ نر ہے اور اس کو عبارتوں اور اشاروں سے تعبیر نہیں کر سکتے ہیں۔

قد سیہ

زلفش کبھی شبے راز آید از
چوں بگذاری چنگل باز آید از

وریکہ گرہ ارتیج غمش کب ٹی

عالم شک طراز آید از د

منقول ہے کہ شیخ ابو سعید بو الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اس سماعی میں قضا و قدر کا راز بیان فرمایا ہے۔ اور اسی وجہ سے اُس میں آثار مطلق اور شکل ہونے کے ظاہر ہیں۔ اس کے صل کی طرف جو کچھ مؤلف کی طبع خفیر پہنچی ہے یہ معلوم ہوا کہ زلف سے مراد وحدت صرف مطلق سے عالم تقیدات کی روپوشی ہے یعنی جب پردہ تعین قیود کو جو کہ ذات کے حکم و آثار و عیان کے ساتھ متجلی ہونے سے پیدا ہوا ہے ظاہر ہستی مطلق پر آپ الیس۔ اور اُس میں مطلق کو چھپا دیں نوران اُس سے دراز ہو جائے کیونکہ آفتاب احدیت کے آثار و احدیت کے پردوں میں روپوش ہو جانے کے بعد کو اکب اعیان کا برآمد ہونا ضروری امر ہے اور اگر اس سے گزر جائیں تو مطلق کو مطلق کہیں۔ اور قیود کو صرف اطلاق میں شامل کر دیں تو ذات حق جل جلالہ کا جمیل مطلق ہے متجلی ہو جائیگی۔ اُس وقت باز کا تنگی عاشقانِ حق مقرر محبوب علی الاطلاق کے لہو کو فریفتہ کرنے کے لئے یہ نمر سہرائی کرتا ہوا ظاہر ہوگا

ذات من نیست جز تجلی ذات

ذات بر من زودہ است راہ صفات

اور تمام اعیان نفس اور آثار و فعل کے لئے بجز ایک ذات احدیت کے دوسرا مرجع نہ پائیگا۔ اور شرب الی اللہ یصیر الہامی سے شاداب ہوگا۔ اور نہ قضا و قدر ہویدا ہوگا کہ جس قدر فعال سرزد ہو رہے ہیں۔ وہ بجز ایک ذات حضرت وجود حقیقی دوسرے کے نہیں ہیں۔ اس لئے کہ وہ باعث بار طلاق کے بسیط حقیقی ہے اور باعث بار تجلی ثانی کے منقصر اور باعث بار تجلی ثالث کے مقتضی کہ روپوش ہو کے خلق کو بے خوف کیا۔ ورنہ فاعل کون ہے اور فعل کس کا کہ غیریت پیدا کرے۔ اور ماسوا ہونی کاراگ گائے

خلقے بر طیس اسم گرفتار آمدہ

اسے شے در کشیدہ بازار آمدہ

اور اگر ایک گرہ اُس کے سچ جسم کی کھو لو یعنی اگر ایک گرہ تعین کی ان گروہوں میں جو اُس کے مطلق ہونے میں پڑی ہیں کھولیں تو سارے اجماع شک رہو جائے یعنی جب اوان مختلفہ کہ مقتضائے طور اعیان میں مضمحل ہو جائیں تو متساوی طرزی (کہ کئی سیاحتی

ہے اور مراد اُس سے نور ذات کی بے رنگی ہے، ظہور میں آئیگی۔ ع

ہے تاریکی وروں آپ حیات ہست

جمال بے کیفی کی اشیم سے مشتاقانِ جمال مدہوش ہو گئے۔ وَاللّٰهُ يَقُولُ الْحَقُّ
وَيَهْدِي سَبِيلًا ۝ ۶

قد سیدہ۔ اللہ تعالیٰ اپنے جذبات کی کنار سے ہم کو من و ما کی قید
سے ہائی بخشے! اپنی حقیقی محبت کی طرف رہنمائی فرمائے۔ تاکہ اُس جنابِ اقدس
محبوبِ مطلق کے لئے اشد فتنات اور تبدیلیاں، اظہارِ حجاب نہ بن جائیں۔ اور
دشواری و مہوات اور تزلزل و زلزلہ اور شدت و نرمی اور عنایت و مشقت اُس کے
جمال و جمال کے آئینہ دار ہیں۔ شاید کہ ایک لمعانِ انوار سے بشریت کے
ظلمات پر چمکے اور مہویت کا آفتاب پہاڑوں اور ٹیلوں کے پیچھے سے طلوع ہو
اِس جادوئے حیرت کے نام و نشان کو یاد کر کے ایسے وجود سے کہ اُس کے بعد
عدم نہ ہو۔ اور ایسی زندگی سے کہ موت اُس کے پیچھے نہ ہو۔ اور ایسے نور سے کہ ظلمت
اُس کے مقابل نہ ہو۔ مگر فرمائے۔ وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا
قَنُطُوا وَيُنْشِئُ رَحْمَتًا وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ (تجوید) وہی ایفات ہے
لوگوں کے نا امید ہو جانے کے بعد مینہ برساتی ہے اور اپنی رحمت کو پھیلاتی ہے اور
وہی ملکِ حمد کے لائق ہے ۝ ۶

قد سیدہ! کبھی خیال ہوتا ہے کہ بعض یقین صوفیہ زوالِ عین کے قائل
ہیں۔ نہ اثر کے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب سارا عالم اسما و النہی جل و علا کا منظر ہے اسی سے
کہا گیا کہ عالم چند عرضوں کا مجموعہ ہے جو عین و احد میں جمع ہو گئے ہیں۔ پس ملکِ شمع
جب ابھرتا ہے اس میں قدم ڈالتا ہے اور شد کا دریا اُس پر بہتا ہے تو یہ دقیقہ
خل ہوتا ہے کہ حقیقت اُس کی عدم ہے اور جو کہ اُس کو عین تصور کیا جاتا تھا۔
وہ اس کی سمجھ اور پندار بھی۔ کلماتِ الہی اُس میں جلوہ گر ہوئے ہیں۔ جن کو وہ اپنی سے
پاتا تھا۔ ملک اب بواپنی اس کو دیکھ گیا۔ تو اُس وقت اپنی ذات کا نام و نشان پائیگا
کہ کلماتِ الہی کی نفی تو غلط ہے۔ جو نسبت کہ خودی ہو مہم کی طرف کی جاتی تھی۔
وہ ہر طرف ہو گئی! اور فضائے وجود میں سولے کلمات و شینوں نے اربابِ حل و علا کے

اور کوئی چیز نہ دیکھیگا۔ چونکہ شیون ذی شان کا عین ہیں! اور تمیز و تعدد سوائے ہم کے
 اور کوئی شے نہیں ہیں اس لئے ذات واحد صرفہ کو برت بار اور لگاؤ سے معزایہ
 اور لیس فی الدار علیہ ذی یاز کتا ہوا دریلے توحید میں مستحکم مستغرق ہو چکا
 اور کثرت میں وحدت کا شہود اس طرح سے کہ عالم کے رنگارنگ کے تعینات وحدت حقیقہ
 اور مراتب کے طلاق کے باطالت میں مضحل اور فنا ہو جائیں! ہر ایک فردہ ذرات عالم سے
 جمال بے کیف کے لئے مقصد ہو جائیگا۔ مگر حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریق
 میں عین اواخر دونوں نرائل ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ آپ کے پاس اگرچہ عالم اسرار الہی کے
 مظاہر کا مجموعہ ہے لیکن نظر اپنے اصل یعنی ظاہر کا عین نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ ہند ایک
 تصویر کے کہ درجہ جس میں اُس کو محسوس کر دیا ہے۔ اور حقیقت میں اُنکا کوئی نام ہے اور نہ کچھ
 نشان پس عارف پر اس حقیقت کے کشف ہونے اور وجود مطلق کے غیب کے وارد ہونے
 کے بعد جس کے شیون حقیقت اس ضعیف اور اُس کے اثنا ضعیف کے نام و نشان اور عین اثر
 کو باقی نہ چھوڑینگے۔ تَاذَ اللّٰہِ الْمَوْقِدُ الَّتِیْ تَطْلِمُ عَلٰی الْاَوْدَادِ قَدَاکِ
 رکوشن آگ جہدوں میں مشتعل کی گئی ہے سب کو جلا دیگی۔ کَانَ اللّٰہُ لَمْ یَكُنْ مَعَهُ
 شَیْءٌ وَّ اِلٰہَانٌ کَمَا کَانَ قَدَاہِی تھا اور اُس کے ساتھ اور کوئی چیز نہ تھی اور اب
 بھی وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ پہلے تھا۔

اس وقت حق جل شانہ سے عالم کے متحد اور اُس کے عین حق ہو جانے کے کوئی
 معنی نہ ہونگے۔ اور فنا و بندگی کے حقیقی معنی کہ اپنے تمام اعیان و آثار سے نکل جانا اور
 وجود مطلق میں اُن کو محو کر دینا تحقق ہونگے۔ بخلاف تعریف سابقہ کے کہ مجرد فنا مناسب
 بخودی ہے نہ فنا نے خودی۔ اور دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ ع

یہ ہیں تفادات۔ انکجا است تا کجا

قد سید۔ آنحضرت قدس سرہ نے جلد دوم کے ایک مکتوب میں تحریر
 فرمایا ہے کہ مراتب و درجہ جب تک کہ ایک دوسرے کے ساتھ متمیز ہیں ایک مقام کی
 اصل سے دوسرے مقام کی اصل تک جاتے ہیں یہ تمام کمالات و اہل دائرہ ولایت میں
 اور جب تمیز جاتی ہے۔ اور تفصیل مذکور گم ہو جائے اور معاملہ اجمال باطالت صرفہ
 کے ساتھ متعلق ہو جائے۔ تو مقامات نبوت کا آغاز ہوتا ہے۔ انتہی +

مرتبہ ولایت صغریٰ میں کطلاب صفات سے متعلق ہے۔ ایک نفل دوسرے نفل سے تمیز رہتا ہے اس لئے تفصیل ضروری ہوئی۔ اور ولایت کبریٰ کے اصول صفات سے متعلق ہے اور اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ علم اس مقام میں عین قدرت ہے اور قدرت عین ارادہ ہے اس لئے تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں اگر کثرت ہے۔ تو تعبیری ہے۔ اسی طرح ولایت علیا میں کشتیوں ذاتیہ سے جو عین ذات ہیں متعلق ہے تفصیل کو سونپ دیا ہے اور اگر بے چونی وسعت کو قبول کرتی ہے تو حضرت ذات میں بھی نچوڑے اِنَّ اللہَ وَاسِعٌ عَلَیْہِمْ ثابت ہے۔ پھر وجہ فرق کیا ہے +

قد سبیلہ۔ مرتبہ عدم امتیاز صفات بموجب طریق شیخ ابن عربیؒ کہ وہ صفات وحسی کے وجود وحسی پر زائد ہونے کو ثابت نہیں کرتے ہیں اور موجب بخلاف طریقہ آنحضرت قدس سرہ کے کہ معاملہ شیون ذاتیہ کو باوجودیکہ وہ عین ذات ہیں مگر چونکہ وہ اصل صفات ہیں۔ اس لئے ان میں تفصیل و تمیز نسبت اطلاق فرق کے ممکن ہے بخلاف مرتبہ حضرت ذات جل وعلا کے کہ تعقل و تمیز و تہہ دے میرا ہے۔ ناقصم +

قد سبیلہ۔ آپؐ ایک عزیز کو تحریر فرمایا کہ :-
تَحْمَدٌ عَلٰی نِعْمَاتِہٖ وَتَشْكُرُہٗ عَلٰی اَلَاہِہٖ وَتُصَلِّیْ عَلٰی سَیِّدِہٖ
نَبِیِّہٖا وَ عَلٰی اَلِہٖا اَظْہَارِہٖ وَصَحْبِہٖ الْاَبْرَارِ اِلٰی یَوْمِ الْقَرَارِ
ہم اللہ تعالیٰ کے انعام اور اکرام پر اس کا شکر اور حمد ادا کرتے ہیں۔ اور سیدہ انبیاء اور
اُن کی آل اظہار اور صحابہ ابرار پر تائیدت درود بھیجتے ہیں +

اللہ تعالیٰ آپؐ کی ذات بابرکات کو اپنے عنایات و اطراف سے اپنی حضورؐ میں مسرور رکھے۔ کہ اُس کے بعد غیبت نہ ہو۔ اور احیاء کا ایسا شہود عطا فرمائے کہ کثرت مومنوں میں اُس کے مزاحم نہ ہو۔ ایسا حضورؐ جو ایسی کیفیت کے ساتھ پیدا ہوئے کہ غیر کا وجود اس کے مزاحم نہ ہو۔ طریقہ خواجگان قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم میں ابتدا جذبہ میں پیدا ہوتا ہے۔ اور اس میں ایک قسم کا استہلاک و انحلال سالک کو حاصل ہو جاتا ہے۔ اور کبھی اُس کے حصول کا سبب سالک کی بے تعلقی ہوتی ہے اجزاء عالم امر و اجزاء عالم خلق سے اور قبل اُس کے کہ اُس کا رُخ پیدا ہو اور اس میں

پوری قوت حاصل ہو۔ اس طریقہ علیہ میں اُس کو وجود عدم کے نام سے تعبیر کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سترہ نے فرمایا ہے کہ وجود عدم وجود بشریت کی طاعت عود نہیں کرتا ہے۔ اور دیگر شخص نے تجلی صوری اس مقام کا نام فرمایا ہے۔ اور یہی مقام توحید صوری کا ہے۔ کہ سالک نجیال وحدت کثرت کا شاہدہ کرتا ہے سالک کا وجود کوئی دکانی ہنوز اپنی بلکہ پر قائم ہے۔ اگرچہ اس مقام میں وہ اَنَ لَحَقَّ وَبُشْحَانِی کہتا ہے۔ اور لَیْسَ فِی الدَّارِ غَیْرُ دَیْنِ اَزْ اُس کا نقد وقت ہوتا ہے۔ مگر چونکہ سالک فنا حقیقی کے مشرف نہیں ہوتا ہے۔ اور حقیقت وحدت سے اُس کو آگاہی نہیں ہوتی ہے۔ اور وہ دائرہ نقیض سے باہر نکلا ہے اور نہ شریب معرفت اُس کے حلق میں ٹپکی ہے۔ اس لئے اگر عنایت بے غایت مدد کر کے ایسے مرشد کا مل نہایت پہنچائے جس کی نظر دوا اور اُس کی توجہ شفا ہو۔ خسارت و نقصان اُس کا نقد وقت ہوگا کہ گرداب صورت میں گرفتار ہو کر ساحل معنی پر نہ پہنچ سکے گا۔ ایک جم غفیر مبتدیوں کی یہی توجہ میں آسودہ ہے اور اکابر اولیا کو بھی اپنی طرح سے وہی مقام میں سمجھ کر اُس کو کہاں کہاں سمجھے ہیں۔ اور تجلی صوری جس میں کہ خدا کے لایزال کے بدل کا مشاہدہ تزلزل اور شکوک میں ہوتا ہے اس سے عام ہے کہ لباس صوری میں یعنی میں خواہ پر وہ الوان میں ظاہر ہوں یا انوار میں۔ پس تجلی نوری بھی اسی تجلی صوری میں دھس ہوگی۔ اور منجمد مراتب یقین یعنی علم یقین و عین یقین و حق یقین کے صاحب مقام توحید صوری کو مرتبہ علم یقین حاصل ہوتا ہے۔ اور اُس کی میرد خاں سیر آفاقی ہے جس کو بعد و بعد اور سیر تہطیل نام سے اولیاء اللہ نے موسوم فرمایا ہے۔ اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ مناسب مقام وجود عدم کے تجلی صوری ہے نہ یعنی ۱۰۵۔ سجدہ سے کہ طریقہ حضرت خواجگان قدس اللہ اسرارہم میں سنو کہ خبر کی سیرت فرع میں ہو جاتی ہے۔ کہ آغاز میں اُن کی نظر احادیث ذات پر ہے ان پر رگوں کا پہلا قدم یعنی وجود عدم اور اُن کی نہایت انتہایت کو متضمن ہے اور تجلی معنوی کی چاشنی یعنی تجلی وحدت اور ذات کے آخرین تخلیقات میں ملایان حق کو آغاز کار میں عطا کرتے ہیں۔

قیاس کن ز گھستان من بہار مرا

اور فرماتے ہیں کہ حضور جب منسوب ہو کر جاگزین ہو جاتا ہے تو اُس کو شاہدہ کہتے ہیں۔

اور وہ الفاظ جو دوسرے صاحب اس موقع پر استعمال کرتے ہیں جو ہم حوالہ استناد و
مشعر تنزیل و تقید اور ضبط ہر مخالف شریعت بیضایں ان سے پرہیز کرنا لازم ہے
اور مشاہدہ نسبت مذکورہ کے شروع کو کہتے ہیں۔ اسی طرح سے میان مقامات میں حضرت
حبیب العزت علیہ السلام کے اہل بیت کی صورت و معانی متابعت کی رعایت
کرتے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ جب جنودِ صفت شامی و مشہودی سے میرا ہوجائے گا اُس کو
فنا حقیقی کہتے ہیں اُس وقت سائب کلّ شئی عا دیک اِلاّ و جھنّد سے مشرف ہوتا ہے
اور خیرت و جس و انجھال و استہلاک سائب کو حاصل ہوتے ہیں اب کفر حقیقی و مقام
جمع اُس کو حاصل ہو گیا۔ اور وہ مرتبہ علم یقین سے عین یقین میں داخل ہو گیا۔ اور اب
وہ اس مقام میں حسن اہم و قبح کفر کے بیان سے باز رہ گیا۔ اور کہے گا کہ
کفر باسلام یکساں کفر کہ ہر ایک دیوان اور نصرت

اب وہ سیر آفاقی سے نفسی میں آگیا اور سوک سے جذبہ میں پہنچ گیا اور دائرہ
کوئی و امکانی قطع کر کے اس سے الہی جبل و علایں کر اُس کا مبداء و تعین ہے و اصل
ہو گیا۔ اور مزاحمت تفرّد اور خلل کثرت سے نجات حاصل کی اُس کے کار و بار کا علاقہ
حضرت حبیب ہو گیا۔ اور جو بدشیرت کی طرف عود کرنے سے وہ مامون ہو گیا طریقہ
علیہ خواجگانِ قدس سہرا ہم میں اس نسبت کا حصول کام الف و بے کا رکھتی ہے۔
اور پیر مقتدا سے اذکار سیکھنا سلوک میں قدم کا رکھنا ہے اِس سے ظاہر ہوگا کہ پیشگاہ
ان اکابر کی کس قدر بلند اور انکی ابتدا متضمن انتہا ہے +

کوئی شخص سہرا سے اس بیان سے یہ گمان نہ کرے کہ حسن اہم و قبح کفر میں تفرّد
کرنے سے دائرہ شرع سے قدم باہر رکھنا لازم آتا ہے۔ اور شاخ نے فرمایا ہے کہ
جس حقیقت کو شریعت نے ذکر دیا ہے۔ وہ زندہ ہے۔ کیونکہ کفر کے دو اعتبار ہیں
ایک اعتبار تو کفر کا بیدار کرنا کہ وہ خالق سے متعلق ہے۔ اور دوسرا اعتبار کہ کفر
جس کا بندہ سے تعلق ہے۔ اس میں شک نہیں کہ خلق کو تسبیح نہیں ہے۔ صاحب فنا چونکہ
مزاحمت کثرت سے لڑائی پا کر جمع حقیقی میں پہنچ گیا ہے اُس کا مشہود حالت مذکورہ
میں باعتبار اول ہے اِس لئے وہ کفر کے تسبیح ہونے کا حکم نہیں دے سکتا۔ اور اعتبار

محض جو محفوظ نہیں ہے۔ کیونکہ اُس کے فسخ کا حکم دیگر اُس کو متاثر کیا جاسکتا ہے۔
 اِس کے بعد اگر سانس پھر ہوش میں آگیا۔ اور اُس حضور کو جس کو اُس نے اپنی
 وجود سے نال کر دیا تھا۔ حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا۔ اور یقین کیا کہ اللہ تعالیٰ
 خود بخود حاضر ہے۔ تو وہ فنا حقیقی سے شرف ہوا۔ اور حیرت و جہل سے علم میں آیا اور
 مرتبہ تفریق بعد الجمع سے مکرم ہوا۔ اور اُس کی فنا نے ثمرہ بقا بخشا۔ اور اب تنگی علم
 و سکرت سے اُس کو کشادگی حق انبیین ظاہر ہوگی۔ وہ حقیقت اسلام سے آراستہ ہوا
 ع دلم بکفسہ و اسلام باطل فسادہ است

اِس کے بعد کسی کو شہود احدیت سے کثرت میں پہنچا کر توحید و وجودی محفوظ
 رکھتے ہیں۔ یہ جماعت کہتی ہے کہ جو کچھ عرصہ وجود میں موجود ہے۔ وہ خدا کی ہستی کے ساتھ
 عین ذات حق جل جلالہ ہے۔ اور واجب ہے کیونکہ اگر واجب تعالیٰ کی ہستی اُس کی
 ذات سے علاوہ ہوتی تو وہ ذات غیر حق ہوتی۔ اِس لئے کہ ہر ایک و چیزیں باہم
 متغائر ہوتی ہیں۔ پس ذات الہی جل شانہ محتاج غیر کی ہوتی اور احتیاج کا ہوا ممکن
 کی علامت ہے۔ اور وہ محال اور مستلزم ابطال واجب الوجود ہے۔ اِس لئے ہستی حق
 عین ذات حق ہونا لازمی ہے۔ ممکن کا وجود چونکہ ذاتی نہیں ہے۔ اِس کی ہستی
 اُس کی حقیقت پر زائد ہوگی۔ پس وہ زائد یا تو ممکن کو عارض ہے یا معروض صحابہ حق
 نے وجدانا پایا ہے۔ کہ حقائق ممکنہ عوارض ہیں اور وہ وجود کہ ہستی ہے معروض ہے
 قائم بذات ہے۔ اور ماسوا اُس کا قائم اُس کے ساتھ ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ
 عالم چندا عراض ہیں۔ جو ایک ذات میں مجتمع ہیں۔ پس جو چونکہ مبدا و آثار ہے۔
 اِس لئے یقیناً موجود ہے۔ پس اگر وہ ممکن کو عارض ہو تو وہ وجود عارضہ وجود سے
 موجود ہوگا۔ اسی طرح وجود الوجود کا بھی ایک وجود ہوگا۔ اور تسلسل لازم آئے گا۔
 اور یہ باطل ہے۔ پس وجود کی عارضیت بھی باطل ہوگی۔ بلکہ وجود معروض ہوگا۔

دوسری ایک بات یہ بھی ہے کہ وجود کے عارض ہونے کی صورت میں حال سے
 خالی نہیں ہے۔ وجود کے بانی کا اثر نفس وجود میں ہوا ہوگا یا مرتبہ نقصان میں اور یہ
 دونوں صورتیں باطل ہیں جیسا کہ کتب معمول میں اس کی صراحت مذکور ہے۔ پس جب
 وجود معروض ہوا تو ثابت ہو گیا کہ عرضہ کائنات میں ذات موجودہ حضرت حق سبحانہ

موجود ہے حق کوئی وجود نہیں وہ صرف امور اعتباری ہیں جو کوئی موجود ہے منسوب
 بحضرت وجود ہے کہ وہ موجود حقیقی ہے اور اس کا وجود ذاتی ہے کیونکہ اگر ممکنات موجود حقیقی
 ہوں تو ان کا وجود عین ذات ممکنات ہو گا یا عارض ذات دونوں میں ممکنات میں پس
 ان کا وجود بھی حضرت وجود کی طرف ہی منسوب ہو گا اور فی ذاتہ معدوم ہو گا۔ اسی لئے
 کہا گیا ہے کہ **الْأَعْيَانُ حَاشِيَةٌ رَأْيُهَا الوجود** یہ عوارض ممکنات اسی ہستی مطلقہ
 سے ظاہر ہوئے ہیں۔ کیونکہ بے اس گے وہ موجود نہیں ہیں۔ پس کمالات بھی اسی میں
 مندرج ہو گئے ہیں کہ مرتبہ اطلاق میں تمیز نہیں ہیں اور مرتبہ تنزیل علمی میں تمیز ہو کر
 حقائق ممکنات بنے۔ ان حقائق متمیزہ علیہ نے حضرت وجود یعنی ذاتہ واجب جل وعلا
 ایک نسبت مجہول بکیفیت پیدا کی۔ اور وہ آئینہ ظاہر وجود میں منعکس ہو کر نسبت ظاہر ہو گئے
 اور چونکہ یہ کمالات جو کہ حقائق ممکنات ہیں مرتبہ اطلاق میں عین اطلاق ہیں اور مطلق مرتبہ
 تقید میں عین حق ہے۔ اس لئے عینیت ثابت قرار دی گئی اور کہا گیا ہے کہ
در شکل بشل بنز عشاق حق است **لا باکی عیساں در ہمہ آفاق حق است**
چیزے کہ بود ز رشتے تقبیر ہنساں **داشتہ کہ ہمہ بود چہ بلاق حق است**
 کسی اور نے کہا ہے۔

غیرش غیر در جاں نگذاشت **لاجرم عین جملہ اشیا شد**
 یہ وہم نہ کیا جائے کہ کثرت وحدت کے ساتھ متحد ہو گئی یا وحدت نے کثرت میں حلول
 کیا۔ کہ یہ باتیں یا لاتفاق کفر ہیں۔ کیونکہ حلول اور اتحاد اس وقت متصور ہو سکتا ہے
 جب کہ وجود کثیر ہوں۔ وحدت وجود میں ایسے وہم مرفوع ہیں۔ نذر وہ احار شیع
 فرید الدین عطار قدس سرہ نے فرمایا ہے

ایں جاحلول و کفر بود اتحاد وہم
ایں وحدت است یک بست کرار آمدہ

جس طرح کہ زید کی صوت جب مختلف آئینوں میں ظہور کرتی ہے۔ تو آئینوں کے شکل
 اور رنگ کے مختلف کی وجہ سے صورتیں کئی قسم کی ظاہر ہوتی ہیں۔ پس موجود خارج صفت
 ایک ذات زید کی ہے جس نے ارادوں اور خیالات کے مختلف ہونے کے سبب
 متعدد اور کثیر آئینوں میں ظہور کیا ہے۔ پس اس کثرت سے وہ ہمہ کی وجہ سے زید کی

ذات میں کچھ کثرت لازم نہیں آتا ہے۔ اور طول و تحساد کا شبہ پیدا نہیں ہوتا۔ ورنہ
 المثل الا غلے ہماری تقدیر میں موجود خارجی ذات واحد حقیقی ہے کہ کثرت کو اس
 میں دخل نہیں ہے۔ اور تعداد کی وہاں گنجائش نہیں۔ غایت الامر یہ ہے کہ کمالات کے
 آئینوں میں اندک اس اور طور ذات مرآت صفات میں ہونے کے سبب سے شعبہ کثرت
 بطور سے ظہور میں آئے۔ عارف جمالی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں :-

ممكن زنگنه عدم ناكشيد خست	واجب بجلوه نگاه عيان نهداده گام
در جبر تم كه ايس همه نقش بد يع صيت	بر لوح منظر آمده منظور خاص عام
ياده نمان و جام نمان آمده پديد	در جام عكس ياد و در ياه رنگ جام
جماعي معاد و مباد واحد هست و هست	مادر ميان كثر است موهوم و هست نام

یعنی ذات حق جل سلطانہ نے آئینہ داری ذات ممکنات کی اور حقائق ممکنہ نے
 آئینہ داری آثار ذات واحد قہار جل سلطانہ کی فرمائی :-

سوال - جب کثرت موهوم ہے تو پھر شریعت کہ بنا اس کی کثرت پر

کیونکر قائم ہے گی :-

جواب - کثرت موهوم کے معنی نہیں ہیں کہ وہ محض خیال اور وہم کی من گھڑت

ہے۔ کہ وہم و خیال کے مرتفع ہوتے ہی مرتفع ہو جائے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ
 مرتبہ اطلاق میں اس کا نام و نشان نہیں ہے۔ مراتب مقبضات اگرچہ مرتبہ اطلاق میں
 ثابت نہیں ہیں مگر چونکہ مراتب تنزیہ میں صنعت خداوندی سے مرتبہ یقین میں پیدا
 ہو گئے ہیں۔ اور متعلق علم الہی جل و علا بنے اس لئے وہ ارتقاع خیالی سے محفوظ ہیں
 اور اسی طرح سے مقام تکلیف یا علم ہوا اور مدار ثواب و عقوبات وہ عام دارالقرار بنا۔
 اجمال اس طائفہ کے نزدیک یہی حق سبحانہ ہے کہ مراتب مختلفہ میں باحکام متضادہ
 ظاہر ہوا۔ مرتبہ اطلاق کے حکام مرتبہ تقید سے غیر متعلق گویا کاذب ہیں اور مرتبہ تقید
 کے حکام باگاہ اطلاق میں سے غیر متعلق غیر صادق ہیں :-

ہر مرتبہ از وجود حکم دارد گر فرق مراتب کنی ز ندیقی

مشدّد حقیقت انسانی کہ مرتبہ اطلاق میں فی ذاتہ حکام سے مبرا ہے اور مرتبہ تقید و یقین
 میں بوجہ تقید و یقین کے حکام مختلفہ اور متضادہ رکھتی ہے اگرچہ حقیقتاً وجود ہی حقیقت

کے لئے ہے اور خستہ لاف اپنی صغیرانہ کی وجہ سے ہے جو اس کے اجزا حقیقت ہیں
 مگر اسی ایک حقیقت کو بحیثیت اطلاق حقیقی اور تقیدات ذہنیہ و خارجہ لے کر آنا اور
 احکام ایسے ہیں کہ ظاہر میں کو سبب ہم خستہ لاف ان اشخاص کا ہوا بلا شک اپنی حقیقت
 انسانیہ باہم تمیز عارضی سمجھتے ہیں اور حقیقت میں متحد ہیں۔ اسی طرح افراد حیوان حیوانیت
 میں شریک ہیں اور حقیقی وجود اسی حقیقت حیوانیہ کا ہے اور اختلاف انواع بوجہ عرض
 اور اعتبارات ہے کیونکہ وجود مطلق کے لئے ہے اور قید اعتباری ہے۔ اسی طرح
 افراد جسم میں جو حقیقت جسمیہ کل ہے اور اختلاف اجسام صرف امر اعتباری ہے اس کی
 مثال یہ ہے کہ جوہر وجود کہ مراتب تنزل یعنی جوہر و جسم و حیوان و انسان میں وجود ہی
 حقیقت بسیطہ کے لئے ہے اور خستہ لاف اجناس و انواع و صفات و اشخاص صرف
 امر وہی ہے اور آثار و احکام کی مزاحمت ابھی یا اعتبار خستہ لاف مراتب باطل صحیح ہے
 اور کوئی اعتراض لازم نہیں آتا۔ اور موجود وہی حقیقت مطلقہ جنس لاجناس ہے کہ تمام
 موجودات میں ساری اور اسامہ متعدد وہ میں ظہور فرما ہے۔ اور تقیدات اعتبارات
 منفصہ ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ اگر انسان جسم قضیہ صادر ہے مطلب اس کی یہ ہے
 کہ دو صورت مختلفہ ذہنیہ یعنی صورت انسانی اور صورت جسم کہ وجود خارجی میں باہم متحد
 ہیں۔ اور جب انسان کے ساتھ وجود خارجی میں جسم متحد ہوا اور متعلق امر زائد کا ہوا اعلان
 موجودت حقیقت و جسم تھا اور قید انسانیت ایک امر اعتباری ہے۔ نیز جب
 جسم اس قضیہ میں انسان کے ساتھ متحد ہوا۔ اور قضیہ الجبر میں جسم کو حجر کے ساتھ نسبت تھا
 قہری۔ تو انسان کو بھی حجر کے ساتھ مرتبہ جسم میں اتحاد بدیہی ہے پس تمام تقیدات
 مطلق کے ساتھ متحد ہو گئے۔ اسی طرح مراتب مطلق میں وجود حقیقی اسی مطلق کے لئے
 ثابت ہوا اور تقیدات امور اعتباری ہوئے کہ مراتب تنزل میں تعدد و تکرار قبول
 کر کے میدان ظہور میں آئے ہیں۔ یہاں بیان شدہ وحدت و یوگا بوجہ مسلک
 متأخرین صوفیہ کیا گیا ہے اور شاہ حقیقی اس پر کشید اور وہ جان ہے اور اس کے متعلق
 دلائل اور براہین بطور تنبیہات برہدہ ریات ہیں۔ ہمارے حضرت طالب تحقیق کے
 اس مسئلہ میں مقالات مفردہ اور تحقیقات فائزہ اور ترقیقات عجیبہ ہیں کہ کتابت
 سے مؤید اور عمقا و استہلال السنۃ الجماعت سے مزین ہیں ۛ

آپ فرماتے ہیں کہ مقصود سیر و سلوک سے تحصیلِ لوازمِ بندگی ہے نہ حصولِ ثروت
اور خدائی اور مقصود نفس کی شناخت ہے بلحاظِ اُس کی مذلت اور محبتِ بیاج اور شناخت
اللہ تعالیٰ بلحاظِ اُس کے کمالِ غنا و قدرت کے جو خاک و بختِ ذاتی سے موصوف
ہے۔ اور ذہانتِ طبعی سے موسوم وہ عینِ سلطانِ ذی شان کیونکر ہو سکتا ہے پس
حکمِ عینیت کیونکر تسلیم کیا جائیگا۔ اور قضیہ وحدت و اتحاد کیسے درست ہوگا۔ بجز
حالتِ مدہوشی کے کہ متعجبِ انکار لوگ معذور ہیں۔ ورنہ اربابِ ہوش و امتیاز
نہا پاکوں اور فضلات کا اتحاد اُس خالقِ زمین و آسمان کے ساتھ کہ قدوسی اُس کا وصف
ذاتی اور سیوچی اُس کا ظہور و صفاتی ہے ہرگز تجویز نہیں کر سکتے ہیں اور نہ بیانِ مراتبِ مزہبہ
و تشبیہ میں فرقِ امتباری پر اکتفا کر سکتے ہیں۔ اور عبودیت کو ربوبیت کے ساتھ مل کر
عقل کی دولت کو باقہ سے نہیں کھو سکتے ہیں۔ وحدت وجود کے ثبات کرنے والے
صوفیہ نے جو کہ عینیت و وحدتِ رب کے قائل ہیں بیان کیا ہے کہ حقیقت واجبِ تعالیٰ
اور تقدسِ مہستی مطلق وجودِ بحت ہے۔ اور ابھی پھر بنیاد مسئلہ وحدت وجود کی قائم
مدخل فیہ ہیں۔ کیونکہ اس صورت میں درست ہوگا جب کہ ذاتِ باری تعالیٰ وجود
کے ساتھ موجود اور ہستی کے ساتھ کائن ہو تاکہ کہا جاسکے کہ ہستی حق میں ذاتِ حق ہے
قطب العرش شیخ علاؤ الدین سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ فوقِ عالم
وجود کے اوپر عالم ملک و دُور ہے۔ یعنی مقامِ اطلاق جس طرح کہ تمام اعتبارات
کی گنجائش نہیں ہے۔ اسی طرح وجود کی بھی منجملہ کمالات ذاتیہ امتباریہ حق ہے۔
اس بارگاہِ علی میں دخل نہیں ہے۔ نہ عینیت اور نہ زیادۃ جب کہ ان اکابر کے
سلک میں اُس کی حیوۃ و علم و بصیرت و قدرت و ارادت و تکوین کو کہ صفات
حقیقتہ ہیں۔ اور اُن کا وجود زائد بر وجود ذاتِ مقدس نہیں ہے۔ باوجود اس کے
نہیں کر سکتے کہ حقیقت واجبِ تعالیٰ مثلاً علم ہے یا قدرت پس وجود حق جب کہ زائد
بر ذاتِ حق نہ ہوگا تو کیونکر حقیقت واجب ہو سکیگا۔ یہ بات ظاہر ہے کہ نہ ذات
واجبِ تعالیٰ مجہولِ مطلق ہے اور یہ کہنا کہ حق تعالیٰ کی حقیقت وجود ہے اور ہستی
مطلق اُس کے منافی نہیں ہے حالانکہ موضوع کا منتقل حکم میں ضروری ہے اور جب
ثابت ہو گیا کہ حقیقت واجبِ جل و علا وجود کے علاوہ ہے۔ پس وجود منجملہ مصنوع

گئے ہوا جو صانع تعالیٰ سے صادر ہوا ہے۔ پس اُس موت میں جب کہ وہ حقائق ممکنات کو معرض ہذا اور تنقیدات کو نبیہ کو عارض تو باوجود ان ممکنات اور تنقیدات کی غیریت کے اُن پر واجب کے ساتھ عینیت کا حکم کسی طرح سے مقصور نہیں ہو سکتا اتنا ضرور ہے۔ کہ جو کچھ میدانِ ظہور میں آیا ہے۔ کمالات واجب تعلل کا ایک ٹوکے مماثل ہے۔ اور اس کے شیون و عتبارات کے ظلال کا ایک ظل ہیں اور ممکنات بجز اُس کے جمال و کمال کے مظاہر ہونے کے اور کچھ نہیں ہیں مگر ہمیشہ جمال لا یزال الہی کی نظر فیض اثر سوائے ان ظلال تو بالانوار کے کسی اور پر نہیں ہے اور یہ مظاہر کے آئینے اُس کی شہود کے میدان سے ساقط ہیں۔ اُس کی انوار حقیقت کے ظلال ایسے متواریں کہ زبان کو انوار مشرقی کہا جاسکتا ہے۔ اور نہ غری۔ پس شہود و شہود پر وہ کثرت میں ایک احد علی الاطلاق کے سور اور کچھ نہیں ہے۔ ایک فرد کو صوفیہ کو آئینوں کی روپوشی اور ظل کے اصل کے ساتھ کمال اتحاد دے واجب ممکن میں عینیت کا حکم لگانے پر ولیہ کر دیا۔ اور وحدت و اتحاد کا قائل اس لئے انہوں نے کہا ہے

مجموعہ کون رہا بقانون سبق کریم تصفح و رقابہ ورق

حقا کہ ندیم بخواندیم در آن جز ذات حق و شیون ثابت حق

مگر اُس حضرت نے تشبیہ مطلق کے امتزاج سے رہائی نہیں پائی۔ اور بارگاہ مطلق یکسانی کی جہالت نہ فرمائی۔ اسی لئے کہا ہے

با گل رخ خویش گفتم لے غنچہ ہاں ہر لہجہ پوش چہرہ چون عشوہ تباں

ز دخنہ کہن بکس خوابان جہاں در پردہ عیاں بکشم بے پردہ نہاں

اگر یہ حیات تنزیح حقیقی کے گلستانِ قدس میں عبور کرتے تو عثمان توجہ اُن چیزوں سے جو داغ چونی و چندمی سے داغدار ہیں پھیر کر بے چونی کی طرف سبقت کرتے اور تشبیہ کو تنزیہ سے مختلف کرتے۔ اور حقیقت کلمہ لا سے ان کو منفی کرتے اور بے بدایت معلوم کر لیتے کہ مطلق نے اُدج اطلاق سے تنزل نہیں فرمایا ہے اور تنقید کا عروج قید کی پستیوں سے محال ہے جو کچھ کہ متزل ہے اور تعین میں آیا ہے وہ اطلاق سے کوسوں دور ہے مَا لِلذَّوَابِ وَرَبِّ الْاَلْدَابِ اِنَّ اللَّهَ لَعَنِي الْعَالَمِیْنَ یعنی مٹی کجا اور الہ رب اب کجا مانند تعالیٰ عالم سے مستغنی ہے

غنائے ذاتی حضرت واجب تعالیٰ کا کوئی آئینہ متحمل نہیں ہے اور کسی آئینہ کو اُس کے مقابلہ کی تاب نہیں ہے۔ اس لئے کہ حادث جب قدیم سے ملایا جائے تو اُس کا کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔ چونکہ وجود اخف کمالات و حجب تعالیٰ ہے اور سبب خیر ممکن کہ عدم ممکن کا حکم ذاتی ہے۔ پس وجود کو ممکن کے لئے استعارات اور مجازات صرف سے الگ ہو کر ثابت کرنا امر مشکل ہے پس عالم کا وجود محض نمائشی اور خیالی ہے۔ جیسے کہ آئینہ کوئی صورت منعکس ہوتی ہے لیکن فرق دو ذہنوں میں یہ ہے کہ شیوہ عالم اگرچہ مرتبہ نظر اور حسن میں ہے۔ مگر چونکہ قادر مختار کی صنعت گری نے اُس مرتبہ میں متعلق ہو کر قرار پکڑ لیا ہے اور اس وجہ سے عالم کا زوال حسن و دنیا کے زوال کے ساتھ نہیں ہو جاتا۔ اور وہ مورد حکم صادق ہو گیا۔ وجود داجی جل و علا مرتبہ خارج میں تھا۔ اور تحقق عالم مرتبہ حسن و نمائش میں اپنا ارادت وجود عالم سے تشبیہ اتحاد مرتبہ کی خواہاں ہے۔ ایک برہی بات ہے۔ زید کی تصویر جو آئینہ میں نمایاں ہوئی ہے۔ زید کے اُس وجود کے مصداق نہیں ہے جو خارج میں موجود ہے اس بیان سے وحدت وجود بمعنی اثبات قدم اور رفع حادث حاصل ہو گیا۔ انشیت توحید روشن ہو گئی۔ کہ نفی ماسوئے حق تعالیٰ ہے اور نہ حقیقی کہ سبب کی ذات و صفات اور فعال کا نام و نشان باقی نہ رکھے۔ نہ محض انتساب کی نفی جو کہ مشرب اول میں حاصل ہوتی ہے اور وہ صورت فنا ہے +

سوال۔ واصلین مقام وحدت وجود جمیع بین تشبیہ التزییہ کے فائل ہیں چاہئے کہ اُن کا شہد اتم اور اُن کا ایمان اکمل ہو کیونکہ یہ لوگ مرتبہ تشبیہ حقیقی کو سلم رکھ کر تشبیہ پر بھی اکر وہ تشبیہ کا ایک تعین ہے ایمان رکھتے ہیں اور اُس کو کمال مطلق جانتی ہے +

جواب۔ ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے ہیں کہ ہمارے تحقیق میں تشبیہ سے انکار اور شاہدہ کمال لایزال سے اُس کے فساد میں اعراض ہے۔ مابراہ اختلاف تشبیہ تشبیہ میں عینیت اتحاد ہے۔ ہمارے تحقیق میں عالم منظر کمالات حق ہے نہ یہ کہ منظر عین ظاہر ہے اور مشرب بار ب وجود میں عالم اور حق میں اتحاد ثابت ہے۔ اس تشبیہ تشبیہ کے اختلاط نے اُن کی ہمت کے دامن کو اطلاق حقیقی تک وصول سے

روک لیا۔ اور کارخانہ سوک کو مراقبہ تعینات نے معطل کر دیا۔ چونکہ تھوڑی سی عیادت
مکانات کی تحقیقات سے کلام میں طوالت ہو گئی ہے اس لئے خوف طوالت سامعین مزید
تشریح کی بددقت پر موقوف رکھی جاتی ہے۔ اگر منظورِ مشیت ہے تو اس کے کچھ حال
لکھا جائیگا۔ والسلام +

کرامت۔ جو بات کہ ہم کو پیش آنے والی ہوتی ہے اَللّٰہُمَّ شَآءَ لَکَ تَعَالٰی
قبل از وقوع کے اُس کے چھ بے کی آپ ہم کو خبر دے دیا کرتے تھے اور آپ کے ارشاد
کے مطابق ہی واقع ہوا کرتا تھا۔ آپ کے خوارق و کرامات کا شمار ناممکن ہے +

میں اپنی شادی کے زمانہ میں بالاحاقانہ پر رہا تھا تھا۔ ایک سات کسی نے نہایت
زور سے میرے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا میں متحیر ہوا اور بہت پوچھا کہ کون ہے۔ مگر
کوئی جواب نہ ملا۔ آخر کار میرے دل میں آیا کہ اُٹھ کر دروازہ کھولوں۔ میں نے زنجیر کھولی۔
میں دروازہ اپنی طرف کھینچتا تھا اور وہ اپنی آپ اس وقت دوسرے گھر میں تھے۔
آپ نے وہیں سے ہوں ہوں کر کے فرمایا کہ محمد سعید بھجر دے آپ کے اس فرمانے کے دروازہ
کھل گیا۔ دیکھا تو کوئی شخص دکان نہ تھا۔ پھر میں نے دروازہ لگایا اور سو گیا۔ اور
سو گیا۔ اور علی الصباح خدمت فیضہ جب میں حاضر ہوا قبل اُس کے کہ شہک و اندھن
کردن خود آپ نے فرمایا کہ محمد سعید ایک جن تھا کہ تمہارے ساتھ مزاحمت کر رہا تھا اس لئے
میں نے آواز دی۔ اور تمہاری اُس کے پنجہ سے رہائی کرائی +

کرامت۔ آپ فرماتے ہیں جس زمانہ میں کریمری شادی ہوئی تھی آنحضرت
نے مجھ سے فرمایا کہ اس بیوی سے تم کو اولاد ہوگی۔ مگر پہلا لڑکا چار سال کا ہونے پائیگا
کہ وفات پائیگا۔ ایسا ہی ہوا کہ اُس بیوی سے پانچ بچے توالد ہوئے اور پہلا لڑکا چار
سال کا ہونے سے پہلے انتقال کا کر گیا +

کرامت۔ آپ فرماتے ہیں کہ سرہند میں وہاں پہلی تھی سہارے
بھائی خواجہ محمد صدیق اور محمد فرخزاد اور محمد علی بی اور ہماری بہن ام کلثوم
نے اُسی یا سے رحلت کی +

ایک دن آنحضرت نے مجھ سے اور برادر عزیز محمد معصوم سے فرمایا کہ آج
صبح میں بارگاہِ نبیہ نے تجلی فرمائی کی اور تم دونوں کو میری گود میں بیٹھایا گیا محمد سعید

کو زانے راست پر اور محمد مصطوفی کو زانو سے چپ پر اور الہام کیا گیا کہ ہم نے ان کو تمہیں بخشا یہ دونو معمر ہونگے اور بوڑھے ہونگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان ہر دو چترہ فیض و فضل کو بلائے۔ با سے عاقبت بخشی اور معمر کیا کہ ایک عالم ان کی صحبت سے مشاعر فیض و برکات ہوا۔ اور ایک جہان فیض بخشید یہ شہر و سن کر دور دراز کے شہر و سن ان مشدان طریقت حقیقت کے دولت رس کی طرف متوجہ ہوا۔

کرامت آپ فرماتے ہیں کہ جن زمانہ میں کہ آنحضرت بطلب سلطانی اکبر آباد تشریف لے گئے۔ میری بیوی حاملہ تھیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ محمد سعید کی بیوی کو اس محل میں ایک لڑکی تولد ہوگی فاطمہ سلطانہ اس کا نام رکھنا۔ پھر فرمایا کہ دیگر نہ ہو کہ یہ بھی عنایت الہی ہے چنانچہ ایسا ہی واقعہ ہوا۔

کرامت بعض صحابہ محرم ہمارے فرمایا کہ اب سے دو ایک مرتبہ حضرت مخدوم زادگی خواجہ محمد سعید سلمہ و القادہ سخت بیمار تھے اور ان کا مرض طویل اور ضعف و ناتوانی بے انتہا ہو گئی تھی۔ کہ اطباء علاج کرنے سے عاجز ہو گئے تھے ایک روز آنحضرت قدس سرہ نے دستہ میں کاغذ پڑا ہوا دیکھا اس کو اٹھایا اس پر خدائے جل و علا کا نام لکھا ہوا تھا۔ آپ نے اس کو چوما اور پاک جگر رکھ دیا و رکاوہ اللہ باریک الہام ہوا کہ تو نے ہمارے نام کی تعظیم کی ہم نے تمہارے بچے کو تم کو بخش دیا اور اس کی بجائے کو صحت سے بدل دیا۔ فوراً ہی حضرت مخدوم زادہ صاحب نے صحت پائی۔

کرامت اس حقیقت کے قدس میں دیکھا کہ حضرت خواجہ محمد سعید سلمہ پانچواں میں اور اولیاء متوفی اپنی ارواح کے ساتھ اور اولیاء ارجیا اپنے اجسام کے ساتھ مثل امراد پادشاہی صبح و شام ان کو سلام کے لئے آتے ہیں۔ اور میں بھی دنوں وقت آپ کے سلام کے لئے جاتا ہوں۔ ایک ذہن سلام کے لئے حاضر ہوا دیکھا کہ بجائے آپ کے ایک دوسرے صاحب شوخ کپڑے پہنے ہوئے بیٹھے ہیں۔ اور کوئی شخص سلام کے لئے نہیں آتا میں خائف اور متحیر ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ اتنے میں وہ بزرگ اٹھے اور جلدی سے نیچر اتر آئے میں نے دیکھا کہ جس طرف کدہ صاحب گئے اسی طرف سے حضرت خواجہ محمد سعید حشم بادشاہی کے ساتھ آ رہے ہیں۔ وہ بزرگ آپ کی خدمت میں گئے اور آپ کو سلام کیا اور آپ کا استقبال کیا۔ آنحضرت قدس سرہ نے تشہیف فرما ہوا بوسہ دیا اور تمام

لوگ سلام کے لئے حاضر ہوئے +

حضرت مخدوم زادہ کے واسع اور کرامتیں اور خوارق عادات حد شمار سے زیادہ ہیں۔ ہر شوق قلوب کشف قبور بدرجہ کمال رکھتے ہیں۔ آپ کی مشکلات آپ کے ارشاد کے مطابق ہوتی ہیں۔ ان ربکا شمار خالی از دشواری نہیں ہے اس لئے بخیان اقتصار صرف چند پراکتفا کی جاتی ہے +

درجہ - ایک اقد جو اس وقت نے ان امام میں دیکھا ہے تحریر کرتا ہے کیا دیکھتا ہے کہ ایک وسیع جنگل ہے اس میں کل اولیاء اللہ اور صاحبین اور اور مخلوق جمع ہے اور یہ سب خلقت آپ کی طرف رجوع ہے۔ اس جماعت میں سب کے امام اور مشوا آپ ہیں۔ اس اثنا میں فقیر آپ کی خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ اے شخص ہم تمہارے منتظر تھے اور ایک بڑا ذبیہ نقدی وضع مینا کاری کیا ہوا فقیر کو عطا فرما کے ارشاد فرمایا کہ یہ مفرح یا قوتی اعلا درجہ کی ہے۔ بادشاہ وقت نے مجھے حمت فرمائی تھی۔ ہم تمہیں دیتے ہیں۔ کھاؤ اور لوگوں کو دو۔ خود اٹھے اور گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ میں نے وہ ڈبہ کھولا اس میں ایک درڈبیہ نکلی جو مفرح یا قوتی سے بھری ہوئی تھی۔ مخدوم زادگان شیخ تطف اللہ اور محمد فرخ نے ایک انگلی اس مفرح میں سے لیکر چمکی اور پھر آنحضرت سے بجا کر مل گئے۔ اس کے بعد تمام لوگ اس مفرح کی تمنا میں فقیر پر آگرسے میں نے سب کو تقسیم کیا اور دیکھا تو ڈبیہ ویسی سی بھری ہوئی تھی +

درجہ - آپ کے مرید خواجہ محمد اہل بیان کرتے تھے کہ اخیر ہشرہ رمضان

حشرہ میں بعد اذان نماز ہشتہ اقی میں سو گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک مقام پر فضا ہے جس میں کثرت بھولوں کے درخت لگے ہوئے ہیں اور اس مقام میں ایک طرف ایک بلند بالا خانہ ہے جس پر حضرت پیر دستگیر خواجہ محمد سعید اور حضرت محمد معصوم شریف فرما ہیں اور خلق اللہ کے اعمال نامے آگے سامنے رکھے ہوئے ہیں ایک طاعت اولیا آپ کے احکام کی منتظر کھڑی ہے۔ میں نے غور کیا تو بل مذکور وہی آپ کی مسجد تھی جس میں آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ معتکف ہوتے تھے۔ اور حوض مسجد کے کنارہ شمال کی جانب نور کے ایسے رینہ زمین سے آسمان تک کھڑے کئے گئے ہیں کہ ان کو جہار چاہو منتظر کرو اور وہ لوگ جو دیار کے متمم ہیں لوگوں کے نام کاغذ پر لکھ کر اس پر حشر

کے دستخط کر رہے ہیں اور جس کو بخشوانا چاہتے ہیں اُس کے کاغذ کو اوپر لے جا کر
 ٹھہرا کے لاتے ہیں اور خاص لوگوں کی جماعت میں اُس کو داخل کرتے ہیں اور جس کو
 آپ لائق مغفرت نہیں دیکھتے ہیں اُس پر دستخط نہیں فرماتے ہیں +
 اس شان میں فقیر بھی پہنچا اور عرض کیا کہ فقیر کو بھی دراصل مغفرت فرمائیں۔
 آپ نے فرمایا کہ تم کو اور محمد حنیف اور شیخ فیض کو بخش دیا گیا۔ بندہ نے عرض کیا کہ اُن کے
 فرزندوں کے بارہ میں کیا حکم ہوتا ہے۔ فرمایا کہ اُن کے فرزندوں کو مع متعلقین کے
 بخش دیا گیا +

دوسرے تیسرے دن بھی یہی اقدام پیش آیا اور آپ نمودار ہوئے لیکن عجا
 اب اس اہتمام نے مجھ سے یہ کہا کہ تم ان حضرات عالیات کی خدمت میں ہماری طرف سے
 یہ عرض کر دو کہ ہم نے اس قدر آپ کی خدمت گزاری کی۔ مگر کچھ تبرک ہو گیا ہے نہیں ہوا
 جب میں نے عرض کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اُن کے لئے فائزہ مفید ہے پھر آپ نے
 فتح پور بھی دوسرے دن میں آنحضرت کے حلقہ میں مراقب تھا کہ وہ جماعت حاضر
 ہوئی اور کہا کہ ہمارا حق مل گیا +

کمرہ امت۔ مرحوم ذریعہ خاں کی زوجہ نے جو کہ حضرت کی خدمت میں حلاص
 رکھتی تھی ایک خط میں یہ لکھا کہ میرے بارہ میں دعا فرمائیے اللہ تعالیٰ مجھ کو لڑکا عطا
 فرمائے حضرت نے توجہ کی اور جواب میں لکھا کہ اطمینان رکھو اللہ تعالیٰ عنقریب تم کو
 لڑکا عطا فرمائے گا۔ جب اُس کی مدت حمل پوری ہو گئی۔ لڑکا پیدا ہوا۔ اُسی وقت
 لاہور سے خبر دلہ دست اور نیار لیکر حاضر خدمت ہوا +

کمرہ امت۔ ایک روز آپ کے خادمہ بان کا ایک بیڑا بگ پلاس یعنی ڈھاک کے
 پتے میں بیٹھا ہوا لیکر حاضر ہوا۔ آپ نے بان نکال کر کھالیا۔ اور اُس پلاس کے پتے
 کو بان کے بیڑہ کی طرح پیدت کر مجھ کو عنایت فرمایا۔ میں نے دیکھا تو خالی تھا۔
 آپ کے برادر خور و خواجہ علی بیگ بھی اس لئے بیٹھے تھے دیکھ کر مسکرانے لگے۔
 میں متفصل ہوا اور دفعہ نہ امت کے لئے میں نے اُس کو فوراً اپنی پگڑی میں جھپکا
 رکھ لیا۔ کہ حاضرین اس بات سے آگاہ نہ ہوں۔ یہاں میں اپنے گھر واپس آیا
 تو گرمی کی وجہ سے میں نے سر سے پگڑی کو اتار تو خیال آیا کہ اُس پتے کو کھینک دو

دیکھا تو وہ پان کا بیڑہ مصالحہ سے پڑھا۔ آپ کے اس تصرف سے مجھ حیرت ہوئی اور وہ آپ کی کرامت کا پان میں نے کھایا +

نکاح مست ایک دفعہ فقیر ایسا بیمار ہوا کہ ناسیدہ کی حالت پیدا ہو گئی تھی ہر تہ مخدوم زادہ کان فقیر کے پاس شہ بغیلٹے چپو نکہ کمزوری کمال درجہ کی تھی اس خیال ہوا کہ آپ کے ایتھاس کر دیں کہ میرا خاتمہ بخیر ہونے کیلئے آپ نے مافرمائیں۔ مجھ کو اس خیال کے آپ نے فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اگر بیمار فلاں دعا کو بیماری میں پڑھے تو اس کا خاتمہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ اس بارہ میں دعا بھی فرمائیے حضرت دیاں محل معصومہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم صحت کیلئے دعا کرتے ہیں پھر دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری بیماری کو صحت سے بدل دے آپ کے اکثر ایسی کرتبیں بے حساب دیکھی اور سنی گئی ہیں +

کن اہت۔ آپ کے فرزند ارجمند شیخ لطف اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت قصہ شہادت حضرت جمشید عظیم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان فرماتے تھے کہ جبیر بن مطعم کے غلام وحشی نے بانثارہ ابوسفیان و ہندہ جنگ احد میں آپ کو شہید کیا اور ہندہ آپ کا چکر کھایا۔ ابوسفیان اور ہندہ پر میری زبان سے لعنت نکلتی رہی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قطع کام کر کے مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ابوسفیان اور اس کی بی بی پر لعن ملعون کرنا میں چاہتا ہوں کہ وہ آخر میں مشرق باسلام پہنچے ہیں اور ان کا ایمان بارگاہِ اہل بیت میں مقبول ہوا ہے اور اس خطاب باسعادت سے کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ مامون ہے۔ بعد فتح مکہ کے سر بلند ہوئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں جہنل ہوئے +

کن اہت۔ فقیر مؤلف ایک کام کیلئے لشکر بادشاہی میں گیا ہوا تھا کایروانی میں کاوش ہوئی اور دیوان نے دستخط کرنے سے انکار کیا اور نہایت سختی کی۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا اس غصہ پریشانی کی حالت میں خواب میں دیکھا کہ ایک قصر بلند اور ایوان وسیع میں ہوں اور ایک عورت حسین مجھ سے مذاق آور دل لگی کر رہی ہے اور آخر کار مجھ پر غالب ہو گئی اور شتمنی میرے سینہ پر چڑھ بیٹھی قریب تھا کہ میرا گلا کھونٹ کر مجھ کو ہلاک کر دے کہ اس اثناء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم

مسجد کو آپ جایا کرنے میں عصا لٹے ہوئے باد جاہت و وقار نمودار ہوئے آپ کے تشریف لائقے ہی وہ عورت قرار ہو گئی۔ اور میں نے اس کے شر سے ہائی پائی صبح کو مجھے خیال آیا کہ تعبیر اس خواب کی یہ ہے کہ حضرت نے مجھ کو دیوان کے شر سے رانی دہاتی ہے۔ میں دیوان کے پاس گیا تو وہ خلاق کے ساتھ پیش آیا اور کہا کہ بوجہ سفارش خواجہ محمد صالح رحمہ اللہ تیرے کام کو انجام دیتے ہیں کہ حضرت کی توجہ تمہارے شامل حال ہے کہ ہم کو خواب میں ظاہر ہوا ہے۔ پس اس نے بڑی خوشی سے کافہ پر دستخط کر کے حکم میرے حوالہ کر دیا +

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ القیوم کے حالات

آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ہیں آپ کی ولادت ۱۰۸۵ھ میں ہوئی۔ آنحضرت فرمایا کرتے تھے کہ میرے فرزند محمد معصوم کی دنیا میں مبارک آمد تارے۔ لئے مبارک ہوئی۔ آپ کی ولادت سے چند ماہ کے بعد حضرت خواجہ قدس اللہ سبحانہ و بصرہ الاقدس کی ملازمت حاصل ہوئی اور یہ تمام علوم و معارف ظاہر ہوئے آنحضرت آپ کے رکنیت میں ہی آپ کی استعداد عالی نزاد کی تعریف کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ آزاد ولایت محمدیہ صلوات اللہ علیہ وسلم کی استعداد رکھتا ہے اور محمد علی مشرب دھلی اللہ علیہ وسلم سے +

یہ بھی فرماتے تھے کہ محمد معصوم نے تین برس کی عمر میں کلمہ توحید پڑھا کلمہ شریف تجلی ذات کی استعداد وسیع رکھتا ہے اور محمد معصوم کی درود دیوار اور نعل و گلزار اور جن چیزوں پر نظر پڑتی کہتے کہ یہ میں ہوں اور وہ میں ہوں۔ اس کے بعد فرمایا کہ اس بارہ میں صفیہ و کبیر جان و پیر و آزاد و اسیر اور عورت و مرد و خورد و کلان و ضعیف و قوی اور زندہ و مردہ سب برابر اور ہول میں ایک ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم +

نیز آپ کی شان میں یہ بھی فرمایا کہ یہ یحیٰ ہے آنحضرت کے ایک ظام نے

جو کہ سفرِ حضرت ابراہیمؑ آپ کے ہمراہ رکاب ہوتا تھا فقیر سے بیان کیا کہ ایامِ سفر دارِ کھنڈ دہلی میں مخدوم زادہ بھی آنحضرت کے ہمراہ تھے۔

ایک روز آنحضرت بعد فراغتِ حلقہ کے حجرہ سے نکلے تاکہ تھوڑی دیر آرام کریں دیکھا کہ حضرت مخدوم زادہ آنحضرت کے پیشینے پر آرام فرما ہیں پس فوراً آپ واپس تشریف لائے خدا امر نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مخدوم زادہ کو ہم بیدار کر دیتے ہیں۔ فرمایا کہ میں نے غیرتِ خداوندی سے خوف کیا تھا کہ خداوند جل و علا کا ایک دوست استراحت فرما ہے ایسا نہ ہو کہ میرا جانا موجبِ رنج و ملال ہو جائے پھر آپ دھوپ میں تشریف فرما ہے۔ ہوا بہت گرم ہے رہی تھی اور سجدہ فیروز کی کافرش جو پتھر کا ہے تو اس کی طرح گرم ہو گیا تھا۔ آپ اسی حالت میں اس پر تشریف فرما رہے یہاں تک کہ ماحجزادہ والا گھوڑا بطورِ خود بیدار ہوئے اور دیکھا کہ آنحضرت دھوپ میں زمین پر تشریف فرما ہیں۔ پس مضطرب ہو کر اٹھے اور جگہ آپ کے لئے بنائی کر دی۔

آنحضرت قدس سرہ آپ کی بلندیِ استعداد و کمالِ فطرت و مناسبت کے معائنہ کرنے کی وجہ سے بارگاہِ ایزدی جلالتِ آلاء میں منتظر آپ کے کمالاتِ مخفیہ کے ظہور کے رہتے تھے اور عجائب و غرائب امور کے حصول کے لئے آپ کے حق میں متوقع ہوتے تھے اور فرماتے کہ بابائے محض علوم سے جلدی فارغ ہو ہم کو تم سے بڑی خدمات ہیں۔ آپ نے سو سال کی عمر میں تحصیلِ علوم متداولہ سے فراغت فرمائی اور پندرہ سال عمر میں مرید ہوئے اور تحصیلِ کمالِ دھال کو جمع فرمایا۔ فراغتِ علوم کے بعد بھی اگرچہ درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے۔ مگر حال کا غبار ہو گیا تھا۔ اور پوری ہمت اور کمالِ توجہ کے ساتھ اپنے والدِ بزرگوار کے دیباچہ اسرار میں رسانیِ حاصل فرمائی تھی اور انہوں نے بھی اپنی پوری ہمت کو آپ کی ترقی کے لئے مصروف کر کے آپ کو ہر ایک خلوت اور جلوت میں اپنا موٹس اور دسان کی تھا تا کہ اپنے جلد کمالاتِ حق اور ہر ایک خصائصِ علیا سے آپ کو افسانہ فرمائیں اور آپ کی استعدادِ عالیہ کے جواہرات کو جو آپ میں ودیعت رکھے ہوئے ہیں اس کو جلوہ ظہور میں لائیں۔ اس لئے توجہاتِ کثیرہ فرمائے تھے اور ان کے آثارِ یونانیوں کا بک آنا فانا آپ عالی زادِ اظہار ہوئے تھے پس مقامات و کمالاتِ عالیہ جاوہر ہوئے اور اسرارِ خاصہ معاملاتِ مخصوصہ سے

آپ تصنف ہوئے۔ چنانچہ یہ بات شاہِ عدل ہے کہ ایک ذرا مختصر نے خلوت میں اپنے مخلص مریدوں سے فرمایا کہ میرے فرزند محمد علی صاحبِ کایو مافیوٰ انبست کے حاصل کرنا شرحِ وقایہ کے مماثل ہے جیسا کہ کتاب مذکور کے خطبہ میں بیان کیا ہے کہ یہ دو اہم کتاب قیام کی تصنیف بقا بقا فرماتے تھے۔ اور میں ساتھ ہی ساتھ اس کو حفظ کرنا تا تمہا پس ختم کتاب کے ساتھ ہی میرا حفظ بھی مکمل ہو گیا۔

آپ کی اتنا وسعتِ سیر و سلوک اور طے مقامات وصول کا حال کلماتِ مختصر و اقوالِ اصحابِ آنحضرت اور ان کے محفوظات اور تحریرات سے بخوبی ہویدا ہے اور انکی تفصیل کسی نے تینزدیکانِ دُوری دھوئیں اور دُسلانِ امہجوری خستہ یار کریں یعنی تفصیل کرنا تطویل بالایطیق کا باعث ہوگا۔ اجمال و اقصیٰ گیاروں کے لئے اُن بشارات کا خلاصہ کہ حضرت ایشانِ حمزہ علیہ السلام نے دوبارہ محمد مزادہ موصوف کی بیان فرمائی ہیں۔ اور جزا اُن مقامات سے کہ صاحبزادہ موصوف مقبول زمانہ کو حاصل تھے تحریر کے جانے ہیں۔

جب آپ حال و احوال و غلطی اور مقامات و کمالاتِ قصویٰ پر پہنچے تو انہی میں نے آپ کی خلعتِ صداقت سے سر فراز و ممتاز کیا آپ وہ محمد مژادہ گرامی مرتبتِ اقدس ظاہر و باطن کے ساتھ مستدارِ شاد پر شریف فرمایں۔ اور کمالِ شریع و تقویٰ آریستہ اور متابعتِ سنتِ سینہ اور عملِ بعزیمتِ مضیہ سے پیرا ہستہ ہیں۔ آپ مہلاق و اذنیاء اور اقوال و اعمال میں اور رعایتِ آداب میں صوفیہ و معنی پوری مناسبت کے ساتھ اپنے والدِ بزرگوار کے کمالِ درجہ میں۔ اور اس انتہام میں کوشاں رہتے ہیں کہ آدابِ سلوک اور اعمالِ صالحہ سنن و مستحبات کی ادائی میں اپنے والد ماجد کی پیروی میں سر مو خلاف نہ ہوئے۔ آپ کے اعمالِ بعینہ آنحضرت کے اعمال ہیں۔ اور طریقہ آپ کا بعینہ طریقہ آنحضرت علیہ الرحمۃ کا ہے۔

وظائف طاعات اور رعایتِ آدابِ عبادات اور اوقاتِ شریف آپ کے اعمالِ صالحہ شب و روز کے لئے مقسوم ہیں اور اعمالِ حسنہ کیلئے آپ کے ساعتِ میلِ نہا مقرر ہیں۔ ہر وقت کے وظائفِ ثابورہ اور ادعیٰ غیر موقتہ کی تلاوت کے آپ پابند ہیں۔ نماز فجر اور وظائفِ مقررہ کے بعد آپ صلوٰۃ ذکر میں صحابہ کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور مرتبہ

میں مشغول ہوتے ہیں۔ بعد نماز ظہر حافظ صاحب سے کلام مجید سننے کیلئے سلفہ فرماتے ہیں اکثر اوقات بعد صلوٰۃ ظہر کتب متداولہ مثلاً بیضاوی و عقدی و قلوبیج و مشکوٰۃ و ہدایہ کا درس فرماتے ہیں۔ بعض وقت بعد صلوٰۃ ظہر کے صبح کی طرف تشریف لے جاتے ہیں۔ اور اطراف شہر کے ویرانوں میں علیحدہ علیحدہ کھجور کھجور فرماتے ہیں۔ اور کبھی بعد ظہر دو گانہ میں مشغول ہوتے ہیں۔ ایک ہی دو گانہ میں نماز عصر کا وقت ہو جاتا ہے اور فرماتے ہیں کہ حالت نماز میں کلام مجید کی تلاوت نہایت لذت بخش ہے۔

تین ماہ میں آپ نے حفظ کلام اللہ فرمایا تھا اور ہمیشہ تلاوت فرماتے ہیں۔ تراویح رمضان المبارک میں ایک ختم قرآن خود پڑھتے ہیں اور دو ختم اور حافظوں سے سنتے ہیں۔ خلق اللہ اطراف و کناف شہروں اور دیہات سے دُور و راز کی راہ سے آپ کا کلام مجید سننے کیلئے اور آپ کی مجلسِ شبِ آئین میں شریک ہونے کیلئے موروخ کی طرح جمع ہوتی ہے۔ مسجد باوجود وسعت کے حاضرین کے لئے ناکافی ہوتی ہے۔ اس لئے بعض لوگ روزہ کے فطار سے قبل آ جاتے ہیں۔

طلباء کے احوال کی دریافت اور ان کی ترقی منازل سلوک اور وصولِ ارجح تصویلاً میں مصروفی آپ کا طریقہ پسندیدہ ہے۔ اور سائیکوں کی تربیت اور بطریق سنتِ اسلامی تکمیل آپ کا عملیہ کام ہے۔ خدا کے سچے طلبوں کے حال پر آپ بلند توجہ بہت کچھ مصروف اور آپ کی تمتِ عالی ان کی ترقی میں بے حد مبذول ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کے آثار سائیکوں پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور واردات اور سوانح حالات اور وصولِ مقامات میں ان کو فی زمانہ کامیابی ہوتی ہے۔ آپ ان کے احوال حاصل و آئندہ سے اطلاع دیتے ہیں۔ اور ان کے مقاماتِ عروج آپ بیان فرماتے ہیں۔ مریدین کو اطلاع دیتے ہیں کہ خدا کا شخص فلاں ولایت میں ہے اور فلاں شخص نے فلاں منزل میں قدم رکھا ہے۔ اکثر اہل نسبت آپ کے ذریعہ سے احوال روشن و دلہنہ رخصت سے شرف پہنچاؤ اور شرفِ خلافت ان محد و مزادہ مرکزِ دائرہ قطبیت سے طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں ممتاز ہوئے ہیں۔ وہ اپنے اپنے ملکوں میں قبولیتِ عظیم کھتے ہیں۔ لوگ ان کی صحبت سے بڑے بڑے فوائد حاصل کرتے ہیں۔ بلکہ جو لوگ آپ کی طرف صرف اتنا سبب ہی رکھتے ہیں وہ بھی عجائباتِ غرائبِ اموریان کرتے ہیں۔ اور ان کی صحبت بھی بہت چھ موثر ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ نے

ان نعمات الہی احسان بقنا ہی حق تعالیٰ کا اظہار فرمایا۔ اور اس طرح سے اُس کا ذکر فرمایا
 کہ یکرم خداوند جل سلطانہ اور بظہیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور بربکات
 توقیر دستگیر قدسنا اللہ سترہ الاقدس سائکوں کی تعلیم اُردمکیل کا معاملہ نہایت
 سہل ہو گیا ہے۔ اور راہ وصول قریب تر۔ مدتوں کا کام مہینوں اور دنوں میں
 ہو گیا ہے۔ ایک طلب حق نے سات روز کے عرصہ میں فنا فیہی کا اپنے حال کی بابت
 پتہ دیا۔ اور ایسی چیزیں بیان کیں کہ گویا وہ فنا فیہی کے حال میں پہنچ گیا ہے۔ و
 مَا ذَلِكْ عَلَيَّ لِلَّهِ بَعْضُ نَزَارِ اللّٰہ کے نزدیک یہ کچھ بڑی بات نہیں ہے +
 فقیر کے اکثر اجازت یافتہ اپنے مریدوں کے حالات وصول اور سرعت
 سیر کے ایسے ایسے واقعات بیان کرتے ہیں کہ عقل متحیر ہو جاتی ہے۔

اگر بادشہ برادر سپہ سالار بیاید تو اسے خواجہ سبکدین

دائع ہو کہ مرئی حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ہمارا اور تمہارا صرف یہ ہے +
 تنقیہ۔ باوجود ان تمام افاضہ انوار اور افادہ اسرار کے اس دلفکار کا کام
 روز بروز ابتر ہے۔ اور حاصل روزگار بعد دھرمان ہے۔ اور غفلت و کسب معاش
 کی زیادتی ہے۔ دریسے حیرت میں غرق اور مگر خداوندی جل شانہ سے ترساں
 و لرزاں ہے کہ نہ معلوم کل کیا معاملہ کیا جائے۔ اور کس جرم میں گرفت ہو جائے +
 رَبَّنَا عَظِّمْ لَنَا ذُلُّوْبَنَا وَاسْرَافَتَنَا فِيْ اٰمِرِنَا كَوْنُوْمُنَا اَقْدَامُنَا وَ
 النُّصْرَانَا عَلٰی الْقُوْبِ الْكَافِرِيْنَ خدا یا تو ہمارے گناہوں کو اور ہمارے سرِ
 کو جو ہمارے کاموں میں ہم سے ہوا ہو بخشہ دے۔ اور ہم کو ثابت قدم رکھ۔ اور
 بمقابلہ قوم کفار کے ہماری امداد فرما +

دائع ہو کہ آپ اپنے والدِ بزرگوار کے اُن تمام سہل رفیعہ و معارفِ مکتوبہ
 بخوبی واقف ہیں جو مکتوبات قدسی آیات میں مندرج ہیں اور جو کچھ اُس کے سوا اور
 اسرار خاص ہیں اور بوقت خلوت زبان الہام ترجمان آنحضرت رضی اللہ عنہ سے
 اپنے سنی ہیں۔ اور بعض بعض کو اپنی بیاض فاص میں نقل بھی فرمایا ہے۔ بعض اسرار
 خفیہ ایسے ہیں جو صرف انہی محدوم زادہ نوابہ گلستان ولایت سے مخصوص ہیں اور
 کوئی شخص ان میں شریک اور محرم راز نہ تھا چنانچہ بعض اسرارِ تنبیہات قرآنی اور

مقطعات قرآنی خاص طور پر آپ ہی سے نقل فرمائے گئے ہیں۔ چونکہ ان اسرار کا مخفی رکھنا ضرور تھا اس لئے آپ نے ان کے اظہار میں سب کثافی فرمائی۔ صرف بعض وہ اسرار جو ان کے قابل تھے۔ تنم عنہ بن تم کے حوالہ فرمائے ہیں۔ اور اپنے بعض مکتوبات شریف میں آپ نے ان اسرار کے انفا اور استار کی کیفیت ظاہر فرمائی ہے۔

قد سید اگر ایک شہید بن بزرگوں کے حالات کی حقیقت کا بیان کیا جائے تو ارباب قرب و رمی کے خواباں ہونگے اور اہل وصال راہ فراق اختیار کرینگے۔
سنے والا مدہوش ہو جائیگا۔ اور شکم کو تقسیم نہ رہیگی۔
فریاد و حافزاں ہیں ہمہ آئندہ بانیہ حیرت
ہم قصہ غریب حدیث عجیب ہست

تمثیلات قرآنی انہیں میں کا ایک مزہ ہے اور مقطعات قرآنی ایک اشارہ یہ دولت بالاصلات انبیاء کرام علیہم الصلوٰت کے لئے مخصوص ہے۔ اور ان کے کامل وارثوں کو ان کے تسبیح میں گوشاد و نادر ہی کیوں نہ ہو مل جال ہوتی ہے پس تو اسباق خاتم اسرار علیہم الصلوٰت و التسلیمات میں کوشش کر ان کے برکات تجھے پہنچیں گے اور ثواب سے غدغوں سے ان کی شفاعت کے طفیل میں مائی پائیگا۔

آنحضرت نے وہ بشارات عالیہ جن سے حضرت محمد و مرزا وہ کو سر بلند و ممتاز فرمایا تھا۔ بعض کا ان میں سے ذکر ہوا ہے۔ وہ بشاراتیں سب آپ پر ظاہر ہوئیں اور ان بشارتوں کے ساتھ آپ تصف ہوئے جیسا کہ خود آپ نے بعد حصول بشارات مذکورہ و کمالات دیگر اپنے بعض مخلصین مجرم سے ارگو تحریر فرمایا ہے۔

ایک دن آنحضرت و مرزا وہ عالی تصف نے آنحضرت سے عرض کیا کہ میں اپنے آپ کو ایک نور پاتا ہوں کہ تمام عالم اس سے متور ہے اور وہ نور عالم کے ہر ایک ذرہ میں پائی مثل نور آفتاب کے کہ تمام عالم اس سے منور ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اے فرزند! تم اپنے وقت کے ظہر ہو گے۔ اے فرزند ہمارے یہ بات یاد رکھو۔

آنحضرت و مرزا وہ والا نذرانہ اپنے بعض مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے کہ جب کو پہ سال کی عمر میں آنحضرت عالی منقبت نے نوبہ قطبیت کی بشارت دی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ وعدہ پورہ ہوا۔ اور بشارت کے اثرات بخوبی ظاہر ہوئے۔

قبولیت کیا جاتا ہے کہ فرزند محمد عید اس دولت کا مستحق ہے جس کا
بر کریمیاں کا ر بادشوار نیست

ترجمہ شریف

ترجمہ ۶
کہ میں پر نہیں شکل کوئی کام

دہستوں کو واضح ہو کہ یہ حالت جدیدہ معاملہ شگفتہ تھا اور حضرت
خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ العالیہ کے لئے غلطی خلعت کا جو وعدہ کیا گیا تھا چند ہی روز
کے بعد فیصلہ ظاہر ہوا۔ خدا کا شکر اور اسان ہے کہ آنحضرت کے زمانہ میں یہی بات
کی قرار داد ہو چکی تھی +

حضرت مخدوم زودہ ثالث نے اپنے بعض مکتوبات میں لکھا ہے کہ جن زمانہ میں
ایک فقیر کو خلعت قبولیت فرمائی گئی۔ آنحضرت قدس سرہ نے خلعت میں اس فقیر کو
معیط کر کے فرمایا کہ ہر راعی اور تقویٰ اس شخص سے اسی خلعت پہنچو یہی بات لکھا
کہ اس کو بعد تو جہات کے تم کو دیا گیا۔ اسرار الہی خود بخود ہر ذوق و ذوق کے ساتھ
تم پر وارد ہو گئے اب اس درخانی میں ہمارے سینے کی کوئی وجہ نہیں۔ پھر اپنے قرب
وفات کی خبر پہلے سے دیدی۔ وہ وریش دلایں باوجود اس بشارت عذیر تذکرہ
کے سماعت کرنے کے جگر کیا سب اور دیدہ پیرا کے ساتھ کھایا۔ سوچ دانہ وہ مستغرق حال
ہو گیا۔ نہ اس کی زبان کو بولنے کی طاقت تھی اور نہ کانوں کو سنانے کی تاب۔ جب
آنحضرت نے یہ معلوم اس فقیر میں ملتا فرمایا تو بندہ نوازی کے طریقے سے فرمایا کہ کچھ
نغمہ است کہ عادت الہی اسی طرح جاری ہے کہ ایک کو پیشہ پازہ ہوتا ہے اور دوسرے
کو بجائے اس کے بٹھاتا ہے۔ پھر نفقات کی یہ عبارت پڑھی +

”کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ
اُن کی جگہ بیٹھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ
اُن کے جانشین ہوئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
اُن کے جانشین ہوئے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ
اُن کی جگہ بیٹھے۔“

آنحضرت قدس سرہ نے اس فقیر کو بیچ دیا۔ یہ عادت فرمایا کہ
پسے انتقال میں کچھ مدت ہے۔ مگر میں کچھتا ہوں کہ تعلق کیا باقی ہے۔ متوجہ اور

ہو کر بعد ایک لمحہ کے فرمایا کہ میرے زمانہ وصال تک تمہارا قیام و قرار مجھ سے ہو گا۔ اور افرادِ عالم کا قرار و قیام تم سے رہیگا۔ اس ارشاد سے خاطر مسکین کو گونہ تسنی حاصل ہوئی چنانچہ اس ارشاد سے کچھ روز کم ایک سال تین ماہ کے بعد آنجناب قدس سرہ کی وفات کا حادثہ واقع ہوا +

نیز تحریر فرمایا ہے کہ کسی کو نسبتِ قیومت کا حصول تا وقتیکہ اصالت حاصل ہوئی ہو۔ مہتر نہیں ہو سکتا۔ آنجناب نے فقیر کو جب بشارت حصولِ نسبتِ قیومت کی دی تو اصالت کے شمول کی بشارت سے بھی سرفراز فرمایا تھا۔ اور نیز فرمایا کہ جس قدر اصالت تم کو حاصل ہوئی ہے۔ اسی قدر محبوبیت بھی تمہارے اندر امانت رکھی گئی ہے۔ یعنی محبوبیت ذاتی کا پتہ ان کا کمال انفعال ہے۔ وَمَا ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَظِيمٍ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ بڑی بات نہیں ہے +

نیز فرمایا ہے کہ آنجناب جن بات کی صبح میں وفات فرمائے وہ اے تمہارے اُس سے اہم بات پہلے حالتِ شہادتِ مرض میں کہ حضرت مخدومی و استادِ میاں محمد ساجد سہیل سہیل بھٹی وقتِ حاضر خدمت تھے۔ اور حضرت کے مرض میں بہت زیادتی تھی ارشاد فرمایا کہ مجھ کو بٹھاؤ۔ فقیر نے اُس میٹھوائے بزرگان کو اپنی گود میں بٹھایا۔ اس طرح سے کہ اس ذرہ بے مقدار پر آنحضرت کا بار مبارک پڑا تھا۔ جس سے یس امید رکھتا ہوں کہ کچھ فی سہ کا خوشگوار فیضان اس خاکسار کو مرحمت ہو گا۔ اور اسرارِ عالیہ پر وہ خفا سے اس دل انگیز پر ہو پیدا ہونگے۔ پس ازلِ آنحضرت نے فرمایا کہ دعویٰ وصال لایزال نے میرے باطن میں خداوی کہ سلطان نے طلب فرمایا ہے میرے مریخِ ہمت بلند پر اڑنے آشیانہ لامکان کا فتح کیا۔ اور پہنچا جانا کہ اُس کو پہنچنا مقصود تھا۔ اُس بارگاہِ عالیجاہ سے یہ بد آئی کہ سلطان گھر میں نہیں ہے +

اس کے بعد معلوم ہوا کہ وہ مقامِ حقیقت کعبہ ربانی تھا۔ پھر میں نے وہاں سے عروج کیا اور مقامِ صفاتِ حقیقیہ میں پہنچا جو کہ موجود و زائد ہیں یہ مقامِ صفات ان صفاتِ علیہ سے ماسوا ہے جو کہ مرتبہ تعینِ سلبی میں ثابت ہیں۔ اور ان صورتِ صفات بھی ناگ ہے جو کہ مرتبہ تعینِ وجودی اور تعینِ حقیقی میں ہیں۔ کیونکہ یہ دعوت اور سریرِ ماورائے تعین حقیقی ہے اُس کی تفصیل عنقریب بیان ہوگی۔ پھر اس مقام سے بھی آگے کو

میں نے عروج کیا اور ان صفات کے مہول میں کہ شیون ذاتیہ میں اور مجرذ از اعتبار
 ہیں۔ ذات عزت شانہ میں وصل ہوا۔ تم دونوں بھائی اس سیر میں میرے ہمراہ تھے۔
 پھر یہاں سے بھی آگے کو عروج ہوا اور ذات بخت میں جو کہ مجرذ ہے نسبت اعتبار
 سے پہنچایا گیا۔ پھر آپ نے حضرت مخدومی محمد سعید سلمہ کو بسبب آنحضرت کی نماز میں
 اہمیت کرنے کے اس درجہ عالیہ پر وصول کی بشارت دی کہ بیماری کے زمانہ میں اہمیت
 آنحضرت کی آپ سی کرتے تھے۔ فقیر کو دوسرے رستے سے وصول کی بشارت دی
 اسی مجلس یا کسی اور مجلس میں ارشاد فرمایا کہ اس درجہ کمال اور رتبہ عالی پر وصل ہونا
 قرأت قرآن مجید پر منحصر ہے میں بھی اسی کے طفیل سناں رتبہ عالی سے ممتاز ہوا
 ہوں۔ ہر حرف قرآن کو ایک ریاب پاتا ہوں کہ کعبہ مقصود تک وصل کرتا ہے پھر
 آپ نے وہ شعر پڑھا جس کے قائل کی ملاقات کے لئے حضرت شیخ ابو سعید یوسف
 قدس سرہ نے سفر دور و دراز فرمایا تھا۔ دھونڈا

اند ر غزل خویش نہاں خواہی بون تا بر لب تو بونہ نم پستانی
 سخن عاشق لب محبوب ہم کہاں پہنچ سکتا ہے اس کی قرب و منزلت اس کی
 کلام سے پہنچ سکتے ہیں نہ اپنے سخن سے کہ سخن عاشق کوتاہ و ناقص ہے۔ فقیر
 کہتا ہے کہ مَنْ عَزَّوَاللَّهِ كَلَّ لِسَانُهُ اس ارشاد پر گواہ ہے یعنی جس شخص نے
 کہ خدا کو پہنچانا کوئی ہوگی اس کی زبان ساقط
 پس سخن کوتاہ باید و استقام

نیز تحریر فرمایا ہے کہ آنحضرت قدس سرہ مرض موت میں ہمیشہ اسرار نماز
 و حقیقت نماز اور بیان نماز انبیاء و اہل اولیاء و انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ کی بقا
 دیگر کمالین اولیاء کے خصوصیات اور کیفیت مصروف اربعہ انبیاء علیہم السلام کی آپ نے
 ان کی اقتدا فرمائی ہے اور ان کے صف باندھنے کی کیفیت اور ان کے باہمی درجوں
 کے تفاوت مراتب و محاذ قرب و منزلت کے اور یہ کہ صف اول میں ان برگزیدوں میں
 سے کہ نسے کا بر ہیں اور ان انبیاء کی بقا بلکل مجمع کے خصوصیتیں جن کے سماء کلام مجید
 میں مذکور ہیں اور مقدم خاص سریدین دنیا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کہ تمام انبیاء کے مقامات پر بزرگی اور سروری آپ ہی کو حاصل ہے۔ اور

اُس مقام کا مقام و سمت بقایہ سابقین امت کے کردہ پر سبب طفیل و تباع کے شرف اور بہرہ اندوز ہیں۔ اور خود اپنے نظام کا تعین اور اُس کی خصوصیتیں آپ بیان فرمایا کرتے تھے۔ اور حضرت مجددی اوست، ہی کو بھی اس دولت کے حصول کی بشارت ملی اور فقیر کو بھی اُس کے آوازہ سے مفتخر فرمایا اور اس مقام کے مناسب اور بہت سی ایسی باتیں ارشاد فرمائیں کہ عقل و خیال ان کے اور اک سے حیران ہیں۔ چونکہ تفصیل اکثر امور مذکور از جملہ اسرار ہے اس لئے واجبِ تحفا ہے اس لئے مجملہ ذکر کیا گیا۔

نیز فرمایا ہے کہ ایک روز آنجناب قدس سرہ نے فرمایا کہ میں گروہ سابقین کو کہ اللہ تعالیٰ نے اُنکی شان میں شلۃ من الاولین و قدیل من الاخرین فرمایا ہے نظر کرتا تھا۔ اپنے کو اُس گروہ میں حائل پایا۔ اور اپنے ایک ساتھی کو اُس میں پایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحَانَہٗ عَلٰی اَکْثَرِ مَا یَعْلَمُ

اور اسی کی مثل ہر ارتشاہات کے متعلق فرمایا کہ مشاہدات کنایہ معانی ہے۔ اور جائز ہے کہ ایک شخص کو ایک مرتبہ حاصل ہو یا اور اس کو اس کا علم نہ ہو۔ فقیر نے یہ حال اپنے ایک مرید میں مشاہدہ کیا ہے۔ اور نہ کیا حال ہو گا۔

سعادتمند است اندر پر وہ غیب

بگم کن تا کرا میر تہ در جیب

نیز فرمایا ہے کہ آنجناب فرماتے تھے کہ حضرت سرور دین و دنیا علیہ علیہ اَلْبَرکَاتُ و البرکاتِ علیہ کے وجود و باجود کے خمیر میں سے جو کچھ باقی رہ گیا تھا آپ کے اوشخ خواروں میں سے ایک فرد کو جو آپ کی امت میں صاحبِ دولت ہے عطا فرمایا گیا اور اُس کا خمیر اُس مٹی سے فرمایا گیا۔ اور اس راہ میں اس فرد کو اصالتِ نسبت سے بہرہ ور کیا گیا ہے۔ اور اس فرد امت کے خمیر سے جو ذرا سی مٹی بچی تھی اُس سے اُس فرد امت کے ایک مختص کا خمیر اُس بقیہ مٹی سے کیا گیا۔ اور اسی اندازہ سے اُس نے بھی اصالت سے حصہ پایا ہے۔ اِنَّ رَبَّنَا وَاسِعٌ عَلْمُہٗ

حضرت محمدی و عیون علیہ الرضوان کو جو اصالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

بہرہ ہے وہ بواسطہ حضرت عیسیٰ علی نبیہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہے تم کا
اور آنحضرت قدس سرہ نے دربارہ سعید وارین اور معصوم مادر زاد فرمایا تھا
کہ میں نے تلوذائے جلال سے کال دیا ہے۔ امیدوار فوق کے رہو۔ اور سنت لے
برود و خدمت زادگان سے یہ بھی فرمایا کہ درگاہ مجیب الدعوات میں میں نے درخواست
کی ہے کہ تمہارے لئے سلطان کی جانب سے صحبت و رفاقت کے لئے اگر ارادہ ہو
اور تم کو اس کی مصاحبت کے کام میں لگایا جائے۔ میری یہ درخواست قبول ہوگئی ہے
چنانچہ اسی طرح وقوع میں آیا۔

اب چند کلمات قدسیہ در واردات سنیہ حضرت مخدوم زادہ کے تحریر کیے
جاتے ہیں۔ آپ کے وہ معاملات و مقامات کہ زمانہ حیات آنحضرت قدس سرہ میں
گزے ہیں۔ اور آنحضرت نے جو کچھ اسرار آپ سے بیان فرمائے ہیں وہ سب بہت
کے بیان نہیں کئے جاسکتے ہیں۔ صرف وہ بعض امور جو کہ بذریعہ عرضہ شدت آپ نے
بمخضوٰر آنحضرت عرض فرمائے ہیں یا اپنے مکتوبات قدسی آیات میں (کہ غور و تحقیق
صوفیہ ان کے مبادیات میں اور نفس و فانی علماء و عرفا ان کے مقدمات سے
ہویدہ ہیں اور ہر فقرہ ان کا اسرار و فخر کی انکسری کا نگینہ ہے اور فصل جواہر
اسرار و مل کا خزانہ ہے) تحریر کئے ہیں۔ ان میں سے کچھ مختصر ساحل صفحہ کا غد
پر لکھا جاتا ہے۔

قدسیہ۔ کترینہ بندگان محمد معصوم ملازمان بارگاہ علیہ میں رہہ ہمتیہ کی
طرح عرض پر داز ہے کہ نامائے گرامی باعارف اسرار سامی پے در پے وصول ہوئے
اور معاملہ کو پستی سے بلندی میں لے گئے۔ وہ مکتوب کہ تجلیات شدت پر مشتمل ہے اس وقت
صادر ہوا۔ فقیر اپنی استعداد کے بموجب اس سے مستفید ہوا۔ اور لطف حاصل کیا۔ اس
بعد اس مکتوب سے جو کہ معارف نور ذاتیہ پر مشتمل ہے مشرف ہو رہا ہوا شاہ
مطالعہ میں اس نور محض صرغ سے آگاہی حاصل ہوئی۔ بلکہ فنا و بقا بھی اس نور میں پائی گئی
اور نہ توں اس میں مستغرق رہا۔ اس بے نیاز کی عنایات اور احسانات کیا بیان ہو سکتے
ہیں کہ کشاکش لے جا رہا ہے۔ اگرچہ نہیں جانتا کہ کہاں لجاؤں گے۔ اور
کہاں پہنچاؤں گے۔ مگر التذاذات و کیفیات جو اس مقام میں ظاہر ہو رہے ہیں وہ

احاطہ بیان سے خارج ہیں۔ کیونکہ وہ ذوقی میں نہ بیانی ہے

من با خستیار خود میبزم از تفائے او

واں دو کند عنبریں نے برم کشاں کشاں

نقحہ۔ میں اپنے خستیار سے منزلیں نہیں لے کر رہا ہوں بلکہ وہ عنبریں دو کندیں کشاں کشاں لے جا رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ علم اور تمیز کامل الطفیل آپ کی توجہ عالیہ کے عطا فرمائے کہ

نزد فی علمائے

قد یہ۔ بتاریخ تیسری شعبان ۱۲۸۷ھ بعد نماز عصر ایک سید عظیم ہوا اور ایک مرتبہ عالیہ اور کیفیات عجیبہ نے کہ اُس سے پہلے کبھی وہم و گمان میں بھی نہ گذری تھیں اشرف درود بخشا۔ اور ایسے امور ظاہر ہوئے کہ نہ آنکھوں نے ان کو دیکھا تھا اور نہ کانوں نے سنا تھا۔ نہ زبان میں بیان کرنے کی قوت اور نہ قلم میں لکھنے کی طاقت ہے

فریاد حافظیں ہمہ آخر بہر نہایت ہم قصہ غریب حدیث عجیب ہمت

غالباً کاتب الحروف کو اُس مقام سے خاص خصوصیت تھی نتائج کل طبیعت اور تمام الفاظ ذکر شدہ تسبیح و تحمید و تکبیر کی بھی اُس مقام قدس میں گنجائش نہ پائی۔ قرآن مجید کا البتہ اُس سے تعلق تھا۔ اور نماز کو بھی قرآن مجید کی وجہ سے تعلق تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سولہ نماز قرآن کے اس نسبت عالیہ کے حضور میں کسی کہ بے عمل کو وحشل نہیں ہے صرف بہ غنایت سے متعلق ہے ریاضات اور مجاہدات قرب لایمت کے شروع تک تعلق رکھتی ہیں۔ اور جب تک کہ اصول اور اصول اصول سے سیر متعلق رہتی ہے اعمال صالحہ سودمند و نتائج بخش رہتے ہیں اور اُن کے وسیلہ سے سالک مستعد ترقی کرتا ہے۔ درجہ کلمہ طیبہ اور ذکر نفی و اثبات نفل سے اصل تک پہنچائی کرتے ہیں۔ اور اصل سے اصل اصل تک عروج کرتے ہیں۔ یہ جو کچھ کہا گیا ہے وہ قرب نبوت سے متعلق ہے کہ وہاں اصل کو عمل کی طرح راہ میں چھوڑنے جاتے ہیں۔ ریاضات شادہ حوالی بارگاہ معنی کار است نہیں بتا رہی ہیں۔ بلکہ اُس مقام کی رسانی وہب محض سے متعلق ہے یا محبت صرف سے۔ اس مقام میں کسی اور کی عدم شرکت جو مذکور ہوئی اُس کے

متعلق جب مزید غور کیا تو مجھ کو معلوم ہوا کہ اس راہ سے جو لوگ اس مقام میں پہنچے ہیں۔
 اُن میں ہر ایک کی خصوصیات جدا گانہ ہیں۔ بالامحالت کسی اور کو اُس میں شرکت نہیں ہے
 اگرچہ اس مقام کے مسبین دنیا میں بہت کم ہیں۔ مگر میں آنجناب کو بھی اس مقام میں
 نہایت عظمت اور بڑی شان و شوکت کے ساتھ میں نے دیکھا۔ کہ عقل اور وہم بھی اُس کے
 ادراک سے جیڑاں دے رہا ہے اور زبان قلم اور قلم اُس کے بیان سے عاجز و قاصر ہے۔
 واضح ہو کہ علم کو حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کا ظل جانتا یا اُس کا آئینہ تصور کرنا اور
 وہی دیکھنا اور کمالات متعلقہ فطرت کو اصل کے سپرد کرنا اور ظل کو عالی بلکہ معدوم سمجھنا اور بطور
 اُس کو کمالات اصل سے تحقیق پانا یہ سب مراتب قرب لایات میں ہیں۔ یعنی ظلال سے
 اصول میں داخل ہونے میں داخل ہیں جب سالک اصل کو بھی ظلال کی طرح راہ میں
 چھوڑ دیتا ہے۔ اور مقام حوالی بارگاہ قدس میں پہنچتا ہے۔ تو امور میں کسی کا تصور
 بھی نہیں آتا ہے۔ ہاں ظلیت کا قصہ نہیں ہے۔ اور نہ اوصاف کو اصل کے سپرد کر کے
 اپنے کو خالی اور مستلک سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اور اُس مقام پر بقا اصل کے ساتھ مشہور
 نہیں ہوتی ہے۔ اُس مقام پر پہنچنے کے لئے دوسرا راستہ ہے اس لئے اُس
 مقام کو پہنچنا و شوار امر ہے۔ چونکہ اس مقام میں جمال اور رضا کا بے حد ظہور ہوتا ہے
 اس لئے اُس کو اگر ضحاک سے تعبیر کیا جائے تو گنجائش ہے۔ **قَدِ يَعْلَمُ هَذَا اللَّهُ سُبْحَانَهُ**
قد سیمہ۔ خدمتِ عالی سے دور محمد معصوم حاضر بن بارگاہِ عالی شان کی
 گوشگداری کے لئے اس غرضداشت کے ذریعہ عرض پر واز ہے کہ حسن و جمال اب تک
 متوہم ہو چکا تھا۔ چونکہ وہ عاریتی و امانتی تھا۔ اس لئے اہل امانت کی طرف اہس ہو گیا
 اب سوائے عیب اور نقص کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔

حضرت سلامت! ایک ذریعہ ایک حالت ظاہر ہوئی کہ سوائے عدم کے
 اور کوئی چیز ظاہر نہ تھی۔ وہ پوشیدہ ہونا شروع ہوا۔ اور جو کمالات اصل میں رجوع
 کر گئے تھے۔ وہ جلوہ گر ہوئے۔ اور عدم کو بالکل دور کر دیا گیا۔ اور اُن کمالات کے
 سوا اور کچھ نظر نہ آیا تھا۔ اُس وقت اپنے آپ کو نہایت نورانی و لطیف پایا گیا پھر
 دیکھا کہ جن کمالات میں بقا بخشی گئی تھی وہ اصل کی طرف رجوع کر گئے۔ اور اصل لال

میں جا کر مل گئے اور اُس بارگاہ میں بطور اصالت و حقیقت کے حضور پیدا ہو کر ایک اتصال بکینف حاصل ہوا۔ اور اس مقام میں جو کچھ عدم سے تہانہ نکل کر کمالات میں اسحاق ہو گیا تھا۔ وہ وہاں مطلق ہو گیا۔ اور ظاہر کی نسبت منظر کے ساتھ پانی گئی۔ جیسی کہ عالم خلق کی عالم امر کے ساتھ کمالات انفعال کی حقیقت اس مقام پر ظاہر ہوتی ہے۔ اور بعض اور ایسے امور ظاہر ہوتے کہ تحریر سے باہر ہیں +

قد سیمہ۔ بندہ کترین محمد معصوم اس عرضداشت کے ذریعہ سے خاک نشینان بارگاہ عرش بارگاہ میں اس طرح سے عرض پر داز ہے کہ فقیر کو جب سے کہ عالم کی منزل میں نزول کرایا گیا ہے۔ اس نسبت کے علامات کو جو عروج میں عطا کی گئی تھی۔ موجود پاتا ہے کہ یکلین دیار سے بریگنہ ہے۔ یہی دیار کے سالک اس نسبت کے بے بہرہ ہیں۔ بلکہ کچھ بھی مناسبت نہیں رکھتے ہیں۔ یہ نسبت جماعت باطنی کے ساتھ مخصوص ہے۔ ارباب یکلین مانند ارباب یار کے اس کمال سے کیا حصہ لے سکتے ہیں۔ اور ارباب للال مانند عوام مومنین کے اس مرتبے سے کیا بہرہ پا سکتے ہیں۔ محبت ذاتیہ جس میں کہ محبوب کا علم باعث ازدیاد محبت ہے بقابلہ انعام محبوب کے یہاں ظاہر ہوتی ہے۔ اور اگر فوق اور وجدان کی طرف سالک جوع کرے تو واضح ہو جاتا ہے۔ کہ وہ حظ و علالت بلکہ محبت کی زیادتی جو محبوب کے متانے کے وقت ہوتا ہے۔ وہ اس کے انعام کے وقت نہیں ہوتی۔ محبوب کے رنج رسانی کا قصہ۔ ایسا حشر و سرد و خشتا ہے اس کے انعام وہی میں وہ سرد و دہشت نہیں ہوتی۔ کیونکہ محبت فاترہ کی مسرت شائبہ نفس سے مترا اور منزہ ہوتی ہے اس لئے وہ محبت پوری اور مکمل ہوتی ہے +

قد سیمہ۔ ہمارا مقصود جس کے ہم کوشان ہیں وہ جذبہ و سلوک کے علاوہ ہے اور آفاق و انفس سے باہر اور فنا و بقا کے سوا اور تجلیات و ظہورات سے علیحدہ اور دخول و خروج سے الگ اور قرب بعد اور توحید و اتحاد سے جدا اور شاہد و شہاد کے علاوہ اور لفظ و معنی سے علاوہ اور علم و حیل سے باہر اور کثرت و وحدت کے سوا اور اسم و صفت سے علیحدہ اور توحید و اطلاق سے الگ اور شیریں اعتبارات بعد اور مہومات و تجلیات کا شفا سے علاوہ اور تنجلی انعال و صفات تعالیٰ و تقدس

بعد لگانا ہے۔ اصل مانند ظل کے اس دولت سراے کے رہنے میں یہ بات ہے اور وہ ذات پاک اس سے وراہ الورا اور ذاء الوری ہے۔ یہ وراثت جانب قربت میں نہ جانب بُعید میں۔ وہ ہر ایک تصور سے نزدیک ہے اور وراثت جانب بُعید میں کی جو لگائی ہے۔ یہ وراثت بُعید عقل و ادراک اور وہم و خیال سے الگ ہے۔ کیونکہ کوئی شخص اپنے آپ سے زیادہ اور کسی چیز کو قریب تصور نہیں کر سکتا۔ پس شد تعالیٰ وجود میں قریب تر اور پانے میں دور تر ہے۔ یہ کمالات و لایت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے تعلق میں کیونکہ ولایت ادویا کے کمالات مراتب قریب میں منحصر ہیں۔ کہ قریب کی اصلی غایت اتحاد ہے اور دوری کے بدوہ کا اٹھ جانا۔ جو کہ اس ولایت کی انتہا ہے۔ اقربیت کا معاملہ اتحاد سے بھی زیادہ نازک ہے اتحاد سے آگے بڑھنا چاہئے۔ تاکہ معاملہ اقربیت ظاہر ہو۔ ص ۵۸

ذوقِ ایں نے نشناسی بخدا تانا چشتی
 (ترجمہ) اس شراکِ مزہ بغیر چکھے کے نہیں معلوم ہو سکتا
 قدسیہ مطوب حقیقی چونکہ وہموں سے اور سمجھوں سے اعلیٰ اور نزدیک
 سے علیحدہ ہے اس سے معرفت اُس باگاہ اقدس میں نکارت ہے۔ علم و جبل حجبہ گر
 ہوتا ہے۔ تو مشتاق بیچارہ عدم میں چلا جاتا ہے
 کیرم کہ غنیمت یا یا رحمن آمد کو حوصلہ دے قسٹ دیا رکھ دادر
 تو جہاں میں نے مانا کہ میرے گھر میں یا آ یا۔ مگر اُس کے دیا رکھ کی کس کو طاقت
 اور کس کا حوصلہ ہے +

پس طالب کے لئے سوائے اُس کے چارہ نہیں ہے کہ سچے سے اپنے
 اور نا امید سے آرام پائے
 عاشقانِ نصیب از معشوق جز خرابی و جاں گدازی نیست
 تو چلے۔ عاشق کا معشوق کے پاس خرابی اور جاں گدازی کے سوا اور کیا حصہ ہے +
 اور اگر درجہ و مہر کے بعد اُس کو پھر علم و شعور میں لا جائے۔ تو وہ اپنی طاقت
 اور حوصلہ سے زیادہ کب دوڑ سکتا ہے گو کتنا ہی مقید اپنے گمان کی مہر و قید و
 سے چھوٹ جائے۔ تاہم مطلق حقیقی نہیں بن سکتا۔ ہے۔ پس یافتہ ہر وقت اُس کی

دہشتگیر اور ناامیدی نقد وقت بہتی ہے
 ہم صبح وصل جو یاں منٹ شام ناامیدی
 کہ سیاہ بخت ہجرم شب سحر ندارد

تفہم۔ میں ہر روز وصل کا جو یاں ہوں مگر شام ناامیدی سے ہوتی ہے۔ کہ میرے
 ہجر کی سیاہ بختی کو سحر نہیں ہے! عاشق درد مند کے لئے آرام و قرار نہیں ہے۔
 تپ جیسے سوزان اور جدائی کے کانٹے سے ہمیشہ پر خدش رہتا ہے +

آنحضرت سنی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجودیکہ سرورِ حبیبان تھے مگر دائم الحزن اور
 متوہل الفکر رہتے تھے تو پھر اور کون کیا ذکر ہے۔ پس ظلال اور اعتبارات کی رانی
 پر اطمینان کر لینا ذات کا دھواں نہیں ہے۔ ذات کا عاشق ظلال اور اعتبارات سے
 خوشی اور مطمئن نہیں ہو سکتا ہے

گرفتار از غمِ دل راہِ یستان گیرم کہ ام سر دبالا دے دست باند است
 تو جملے میں خیال کرتا ہوں کہ دل بدلانے کے لئے باغ میں جاؤں۔ مگر باغ میں کوئی
 سرد و صبور دوست کے قدم و قامت کی برابر نہیں ہے +

قدستیہ۔ خدا نے پاک نامہ مبارک اللہ اپنی ذات کے عدم دریافت
 کی طرف خود اشارہ کر دیا ہے۔ لام معرفت جب لام الہ میں وصل ہوا تو اسمیں شامل اور
 گم ہو گیا۔ اور صرف اللہ باقی رہا۔ رمز اس ضمن میں یہ ہے کہ جب معرفت حضرت حق سبحانہ
 کی انتہا کو پہنچتی ہے تو عارف اُس میں غانی اور مستملک ہو جاتا ہے اور سوائے معرفت
 کے کچھ اور باقی نہیں رہتا۔ اور جب معرفت گئی تو عارف بھی عدم سے مل گیا کیونکہ
 علم کو عالم کے ساتھ جو اتحاد ہے وہ اس اہم مبارک کی ایک فضیلت ہے کہ اکابر
 علماء اُس میں متخیر رہ گئے ہیں اور اُس کی کنز تک نہیں پہنچ سکے پھر اس کے مستی تک
 وصول کس کی مجال ہے۔ سحر

چونام این ست نام آور چہ باشد
 ایک جماعت اس اسم پاک کو سریانی اور ایک جماعت عربی کہتی ہے اور بصورت
 عربی ہونے کے +

بعض کہتے ہیں کہ جامد ہے اور بعض کہ خیال ہے کہ مشتق ہے اگر مشتق ہے تو

بالتحقیق معلوم نہ ہوا کہ اشتقاق اس اسم کا الگ (بفتح لام سے ہے بمعنی علی کے
یا الہ کبر لام سے جو بمعنی حیرت کے ہے یا مشتق ہے آل سے کہ جاتا ہے کھٹ
الی فکان سے یعنی عاجزی کی میں نے اس کی طرف یا مشتق ہے آل سے کہ
استعمل اس کا اُس وقت کیا جاتا ہے جبکہ فارغ ہو جاتا ہے کوئی شخص اُس کام سے
جو اُس پر نازل ہوا ہو۔ یا مشتق ہے آلہ الفصیل سے جس کا استعمال وقت
کیا جاتا ہے۔ جبکہ کسی جانور کا بچہ اپنی ماں کی طرف شوق میں بھر کر جاتا ہے
یا مشتق ہے آلہ سے جس کا استعمال اُس وقت ہوتا ہے جبکہ کوئی شخص کسی کام
میں متغیر اور مضبوط ہو جاتا ہے +

اور ایک جماعت یہ بھی مقولہ ہے کہ اُس کی اصل لاکھ ہے جس کا مصدر لکھا
ہے بمعنی پردہ میں جانے کے یا بلند ہونیکے +

بعض یہ کہتے ہیں کہ اللہ اسم ذات ہے اور بعض اُس کو صفت کہتے ہیں
اور یہ کہ وصف کور ذات حق پر غالب آ گیا اور اُس نے علم کی شان حاصل کر لی ہے
جیسا کہ اکثر مقابلہ اقل کے غالب آ جاتا ہے۔ بحاصل اس اسم کی بزرگی اور عدم
یافت اُس کے سببی کی بزرگی اور عدم یافت کی دلیل ہے۔

امشہ چہ لفظ یا چہ نام است کو در زبان خاص عام است
تفسیر۔ بعد حمد و صلوة کے واضح ہو کہ احباب اولی الفضل کیلئے
اس خستہ دل نگار کی یہ چند نصیحتیں ہیں اُن سے اہل نظر کو عبرت حاصل کرنی
کرنی چاہئے +

دائم ہو کہ عالم کی پیدائش سے غرض حصول معرفت حق ہے معرفت کے
میدان میں تفاوت استعداد کے لحاظ سے مراتب مختلف ہیں بعض عرفا کو بعض
پر فضیلت حاصل ہے۔ ہر شخص نے اپنے عرفان کے بموجب معرفت میں گفتگو کی ہے۔
جو معرفت طائفہ نقشبندیہ تک پہنچی۔ لیکن اس طائفہ علیہ کے نزدیک بیات
متفق علیہ اولیاء اللہ ہے کہ مدارج قرب کے حصول کے لئے عارف کا معبود
میں فنا ہونا امر لازمی ہے اور معرفت بغیر فنا کے ناممکن ہے۔
ہیچکے ساتھ گرد آؤ فنا نیست او در بارگاہ کبریا

انتہت حجاب تو یقیناً ہے

شرط یہ ہے کہ وہ ان میں سے

می بین مگر نہ ہلین است

می باشد و مباشر شکل این است

نہجہ۔ بغیر فنا فی اللہ ہونے کے کسی کو درگاہ الہی تک پہنچنے کا راستہ نہیں ہے جو کچھ خدا اور بندے میں حجاب ہے وہ خودی کا پردہ ہے سب انکوائی کی کتنا ہے کہ دیکھو جمال مگر اُس کو افشا مٹ کر دے۔ ایسے ہو جاؤ کہ تم نہ رہو مگر یہ بڑی مشکل بات ہے۔ ع

تجھے دھوکا ہوا ہے میں نہیں ہوں

پہلے عقل کے لئے ضروری ہے کہ اپنے حال کا روبرو نتیجہ روزگار پر بخوبی غور کریں۔ بن شخص کو معرفت مذکورہ حاصل ہوئی ہو تو اس کو بارگ اور میمون مٹئے۔ اُس کو چاہئے کہ اس حال کو اور غیر حاصلہ میں صرف کرے اور اصل کو ظلم کی طرح چھوڑنا ہوا آگے کو چلے۔ پس اگر کسی پر معرفت کا راستہ کھولا گیا۔ مگر اس کو طالبِ درددار اس دولت کے حصول کے لئے بھیجی نہ دی گئی ہو تو اُس کے لئے افسوس بلکہ بے ہودا افسوس ہے۔ اُس کی پیدائش سے جو کچھ غرض تھی وہ اُس نے نہ جانی۔ وہ کام جس کا اُس کو اس علم میں حکم دیا گیا اور جس چیز کی ویرانی چاہی گئی تھی۔ اُس نے اُس کی تعمیر کی اور عمر گرامی کے سرمایہ کو ہواؤ ہو اس میں بیکار صرف کر دیا۔ اور اپنی استعداد کی زمین کو حصولِ سب کے باوجود بیکار چھوڑ دیا۔ بڑی شرم کی بات ہے کہ اُس نے مطالب کو اس تصور کی بات میں باوجود بلائے جانے کے آغوش میں نہ لیا۔ وہ اس جہان سے کیونکر جائیگا اور کل کس طرح سے بارگاہ بے نیاز میں زبانِ مہر رکھ لیگا۔ عذاب و دوزخ جدائی و فراق کے عذابوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔ جس طرح کہ لذتِ قرب جیسے کہ قرب وصال کی لذتِ جنت کی لذتوں سے کہیں زیادہ ہے۔ قَبَا وَیَلٰکَ اَعْلٰی مَنْ اَعْرَضَ عَنِ اللّٰہِ وَحَسَرَ تَاَعْلٰی مَنْ قَسَرَ فِی جَنۡبِ اللّٰہِ پس بڑا افسوس ہے اُس پر جس نے خدا سے کنارہ کشی کر لی اور اُس سے دُور رہا۔ دوبارہ دنیا میں کوئی آنے والا نہیں ہے مَنْ کَانَ فِیْ ہٰذِہٖ اَعْمٰی فَعُوْ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی وَاَصْلُ سَبۡبِہٖ لَا۔

جو یہاں نہ رہا ہے وہ آخرت میں بھی نہیں رہا اور راہِ گم کر وہ

ترجمہ کو یار با مانا آشنا بماند تا دورہ قیامت میں غم بجا ماند
 میرے مخدوم! بادِ جو داس سیکار می اور تنہا ہی کے آشنا جانتا ہوں کہ فطرتاً
 فقیر کی طینت میں معنی اور معارف کو امانت کھا گیا ہے اس بارہ میں اس کی امانت داری
 کے سب سے نظر خاص میرے شامل اور غنائت خفی مشرب کیل ہے۔ میں اس سے اور
 زیادہ تفصیل نہیں کر سکتا۔ کہ شکم میں اس کے تکلم کی طاقوت اور شمع میں سماعت کی
 تاب نہیں ہے اس حال کے ظہور سے پہلے جذبِ کشش باطنی اور عشق و محبت
 کی بے کیفی اپنے اندر پاتا تھا اور طبیعتِ خلق سے گریزان اور تنہائی اور صحرائیں
 کی خاص طور سے رغبے ہستی مٹی اور اپنے دل سے کتا تھا۔

یتیمائی جنیں سہل و لم چہیت درین تنہا نشستن حاصلیت
 یہ معلوم نہ تھا کہ اس محبت کا راز کیا ہے اور عشق کس کا ہے اور کشش کہاں
 لیجائے گی۔

مے دید چشم خود غما ہے	در دیدہ نہفتہ خارِ خاک ہے
اگر نگہ گردِ دامن کیست	واں غنچہ ز خارِ گلشن کیست
در جیبِ گلشن کہ این خاکے بخت	در چشمِ دلش کہ این خاکے بخت
آتش کہ بسفتہ خانہ در زد	وین نہست نہ کہ دامن سر زد
این تلوہ صہیت کہ در کشیش	جلدے کہ می دہد قریش
شور لیست ز عشق بر سر او	تیغست نہاں بگو ہر او
از جنبشِ عنبر لائے خونی	دارد نگرائے درونی
جانے بسر خیال مے و شہت	چشمے برہ ششمال مے شہت
سر مست نظر سوارہ سوبو بود	در رقص نشاط سوبو بود
ہم دیدہ براہ آرزو باد	ہم گوش تمنیش بر آواز
کز قاصد رسد صدائے	آواز برون و ہر درائے

مدتوں یہ حالت غالب ہی اور یقیناً تھی کہ عشق جس معشوق سے متعلق ہے ظاہر
 ہوئے اور اس بے ثباتی اور بے قراری کا جس دوسرے سے علاوہ ہے نمودار ہو گیا
 بہت کچھ معشوقانِ ظاہر کی طرف توجہ کی باقی مگر اس حالت میں کوئی افادہ ہوتا تھا

وہ ایک سودا تھا جنوں آمیز اور ایک شوق تھا آتش انگیز اور کچھ معلوم نہ ہوتا تھا کہ
جنوں انگیز کون ہے اور یہ آتش افروزی کس لئے ہے دل میں حیران تھا اور زبانِ حال
سے یہ شعر پڑھتا تھا

دارد ز کہ مویو یکم آزار	وز ناخن کیست جنبش تار
شہانہ بدل خلد کز آل سو	دارد حشر بہرین مو
در دیدہ من کہ می زند برق	وز شعلہ کیست بختہ برفرق
از سوز کہ این شرارہ بر خا	در راہ کہ این غبار بر خا
در ہر شہ ام جدا نگارست	در ہر نگہم جدا بہارست
آن کیست کہ در درون سینه	بشکست ہزار آبگینہ
این بادزد ام کج بر خاست	این دو دزد خرمن کہ بر خا
این مرغ کہ مے پر دیرین نام	وین بوسہ کہ مے پر پیغام
این عشق نہ انم از کجا خاست	کز ہر گز ریشہ ام بلا خاست
آزد ز کہ خاک من سرشتند	سوئے جنون بسر نوشتنہ
از طرب تے فگستہ وام	لیکن نشا سمے کہ ام است
پیش کش کہستہ تقریر	آن کیست کہ می کند زنجیر
ما عشق کہ شد مساعد من	وال در کف کیست مساعد من
از خندہ کیست تو بہ سارم	وز ناز کی کہ حنا رخسارم
این عشق ز عاشقان عجب نیت	معشوق شناسی زاد ب نیت
اے عشق خوش آمدی جنین حبت	در دل بنشین کہ منزل تست
بنشین بنشین میں از تست	جان خود و دل و تن از تست
روز از تو شب سیرا پس	بخت از تو خاک و مرا پس
بپذیر پیچھے بان و بنشین	بخشا کر از خیال و بنشین
نشین تو عقل خویش نشان	در خون ہوس و نشان
از آمدنت چوں گل شکفتم	دامن دامن بہار و رفتم
گل کرد بہا بختم امروز	بر گل نہید تنختم امروز

سائنہ کلام یہ ہے کہ ایک مدت کے بعد اس پیشیدہ معنی نے پرتو والا اُس سے
منہوم ہوا کہ اس محبت کا تعلق کس سے ہے۔ اور کیشش کہاں لے جا رہی تھی۔ وہ
محبوب حقیقی نہایت حسن خوبی اور شان و شوکت میں جلوہ گر ہوا کہ اُس سے زیادہ
حسن جمال متصور نہیں ہو سکتا۔ حسن جمال کا اطلاق اُس بارگاہ عالی کے لئے سوا دینی
ہے۔ ہر کمال و جمال اُس بارگاہ سے نیچے رستہ میں ہے۔ پس عالم میں جو کمال نمایاں ہو
وہ اُس کے کمال کا اثر ہے۔ جو حسن و جمال کو نظر میں آئے وہ اُس کے حسن جمال کا ایک
نمونہ ہے۔ اُس وقت یقین ہوا کہ شان محبوبی اور سزاوار مطلوبی وہی حق سبحانہ ہے
پس سب طرف سے منہ موڑا اور مکر بہت اُس کی خدمت میں حیثیت باندھ کر نکالا۔
دیکھا تو میری جبرائہ کشائی نہیں کرتی ہے۔ اور یہ خدمت گزاری اُس بارگاہ تقدس
کے شایاں شان نہیں ہے۔ کسی کوشش و جدوجہد کو بغیر اُس کے فضل کے رسائی نہیں
ہو سکتی۔ اُس کی عنایت ازلی اور نبی کیشش درکار ہے اُس کے سوا اور کوئی بات
کار آمد نہیں ہے۔ معاملہ کو اُسی پر چھوڑ دیا جائے اور بس کسی نے کیا خوب کیا ہے
مرا کہ تو سن لے نیست در راہ کینہ لطف او ہم نیست کوتاہ

آخر کار اُس کی عنایت ازلی نے ہنسی پر اُس فقیر پر نوازش فرمائی اور اپنے فضل کرم
اس ناکارہ کو نوازا اور اُس خاکسار کو اطراف بارگاہ قدس میں جگہ دی وہ معنی مضمر
دستور اُس بارگاہ پر نور سے ظاہر ہوئے اور بڑی آب تاب سے اُمید کے باغ کے
محسن میں رقص نشاط ابدی میں مصروف ہیں ایک قدم ناز سے اٹھاتا ہے اور دوسرا
قدم بیان سے رکھتا ہے۔ اور کمال خرمی و فرخندگی سے ہم آغوش ہوئے وصال ہے
اور باد جو دہنگی کے سر مست بادہ لایزال ہے اور تراز کے ساتھ مترنم ہے
ہم از در باز گر دلے باد نوروز کمن بجے گل خود دارم امروز
مدہ پیشیت شب از مرید اکنوں کمن باموش خود شادم امروز
گر اول می ریود از گر یہ آبم کنوں خوش می برد از یاد خوبم
اگر میں اپنا آپ عاشق ہو جاؤں تو رہا ہے۔ کیونکہ محبوب کا نازا ہوا ہوں۔ اور اگر
اپنے حسن کا شیفتہ رہوں۔ تو جاؤں ہے کیونکہ منظور مطلوب ہوں۔
اے عزیز! اس بارگاہ معطر اور مغربہ کو اس بن غلیظ سے کیا نسبت

اور اُس معنوی کو اس سپیکر سنل سے کیا مناسب تھا یا ایک وہ و بیچارہ پریشان پڑا مردہ
 غربت زدہ مسکین ہے کہ اپنے محبوب سے جدا ہو کر گرفتار جمع اعدا ہو گیا۔ اُس کو مجبورانی
 سے کیا قریب ہو سکتی ہے جسم عنصری صحرا و حیرتِ حسرت میں سر اسیر و سر گشتہ
 پریشان دل اور پراگندہ بال بادِ مفاقت ہر طرف سے تھپڑاتی اور گردِ حواسِ خمسہ میں
 آلودہ و باد میں غلطان۔ ذکر اور مت کے دوراء رشوق اور گرمی سے دست کش
 گوشہ بے لذتی اور افسردگی میں گناہِ عینِ تہمت اُس کے ہاتھوں سے چھوٹ گئی
 اور مکر خدمت اُس کی ٹوٹ گئی ہے۔ کمال حیرانی کے باعث کچھ جمع بھی نہیں کر سکتا
 اور سبب ہر طرح کی سرانگی کے کسی سے بھیک بھی نہیں مانگ سکتا ہے۔ قرب اُس کا
 اس سپیکر عنصری کو حاصل ہو سکتا تھا۔ مگر اس کو دوسرے نے لے لیا ہے اس لئے
 حزنوں و دور پڑ گیا ہے۔ اور بعدِ مشرقین اس کے اور اُس کے بیچ میں غائل ہو گیا ہے
 اند بادِ صبا و دلم چو بوئے گرفت بگذشت مرا و جست تجھے تو گرفت
 اکھنوں ز من خستہ نے آرد یلو بوئے تو گرفت و دغٹے تو گرفت

وہ محبوب اپنے تختِ مرصع پر جلوس فرما ہے۔ اور جسم عنصری و حشتِ خاک تیرہ
 میں گرفتار ہے۔ وہ ہم آغوشی محبوب سے شاد و فرخندہ ہے۔ اور یہ حیرت کے سبب
 سے سیدہ حسرت کو مان ہے۔ یہ اس قدر ناری اور عاجزی میں مصروف اور وہ استغنا
 و نیاز میں مشغول ہے۔ یہ ہزار آرزو و راہِ محبوب کا جویاں ہے اور وہ بحال بے نیازی
 با خود راز گدیان یہ سپیکر سنبلی اُس معنی علوی سے یہ کہتا ہے

من بے تو خاکِ ہر فرہ باز	تو خواب گزریں بے بستر باز
من بے تو بخون دیدہ گلزار	تو خندہ زناں بھجن گلزار
من بے تو بخوں کشیدہ دال	تو رفتہ بر نطع گل خراں
من سبے تو بخاکِ غصہ پال	تو رقص کنان بیانگِ خلخال
من بے تو چو رشتہ تاب تاب	تو رشتہ گسل چو دریا یاب
من بے تو لب و زول گدازی	تو عاشقِ خود بجن پاک بازی
من بے گرفتہ ترکِ ہستی	تو کردہ بخویش ناز مستی

قد سیدہ۔ جب عارف مقامات و صول کو طے کر کے انتہا عروج تک پہنچ جاتا ہے

تو بعض وجوہ سے اُس کا وصول ذات تک ہو جاتا ہے۔ کہ وہ عارف کے مبدء اربعین کی اصل ہے۔ بوجہ جامعیت اسم کے اُس میں بھی جامعیت ہوتی ہے۔ جس میں اسم جامع ہو اُسی قدر وجہ میں بھی جامعیت ہوتی ہے۔ لیکن جمیع وجوہ سے وصول کا حصہ لینا اور چیز ہے۔ اور کسی ایک وجہ سے جامع وجوہ بہرہ ور ہونا اور چیز ہے چنانچہ عقلمند سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اگرچہ عارف کا مقام اصول اور اصول اصول ہے ترقی کر جائے۔ مگر وہ بوجہ اُس اسم کے جو اُس کا مرتبی ہے تقلید کو اپنے سچا ہونا اور تمام فضیلتوں سے بالکل بہرہ ور نہ ہو سیکے گا۔ اگرچہ اول بار میں اُس وجہ کے وصول کو تمام وجوہ میں فانی دیکھ کر متمیز نہ پائیگا۔ مگر حقیقت میں متمیز ہے۔ جب اُس مقام میں استقرار تمام پائیگا تو وحدت پر نظر رہیگی۔ اور اُس وقت متمیز پائیگا۔ جب یہ نکتہ معلوم ہو گیا۔ تو اب ایک اور نکتہ حقیقی تریہ ہے کہ بعض کاملین ایسے ہیں کہ اُن کو تمام وجوہ سے حصہ ملتا ہے اُس کی توضیح یہ ہے کہ اُس وجہ اسمی کو اور وجوہ کے ساتھ ایک طرح کی مشابہت ہے۔ اِس لئے عارف اُس وجہ مشترک کے سبب سے تمام وجوہ سے حصہ حاصل کر لیتا ہے کیونکہ نوع کو اپنے جنس کے ساتھ ایک بڑا تعلق خاص ہے۔

سوال۔ ماہیت ماہر الاشتراک اور ماہر الامتیاز سے مرکب ہے۔
 ماہر ہر ایک کی خصوصیات جدا گانہ ہیں۔ کیا یا ممکن ہے کہ ماہر الامتیازات سے عارف کامل تمام وجوہ سے حصہ لیتا ہے؟

جواب۔ جب کہ ماہر الاشتراک کا ماہر الامتیازات عارف ناقص یا بطور عرض ہے۔ کیونکہ جنس اپنے انواع کی تفصیل کے لئے عرض عام ہے تو اس طرح سے ماہر الامتیازات سے پورا حصہ حاصل ہوگا۔ اور عرض عام کی راہ سے اُس کے افراد پر پہنچ سیکے گا۔ اور ذات تعالیٰ و تقدس سے جمیع وجود تفصیل حصہ پا سیکے گا۔ اور ان کالات سے بھی جو نوع بشر کے لئے ممکن محض ہیں۔ بتفصیل حصہ پائیں گے۔

علیہ وسلم افضل اللہ وکل النجیات حصہ پا سیکے گا۔ یہ معرفت بعد امیاء علیہم الصلوٰۃ والبرکات کے انجناب قدس سرہ کے معارف خاصہ وکالات مخصوصہ میں سے ہے۔

قد سیر۔ حمد و صلوة اور دعا کے بعد واضح ہو کہ احوال موجودہ قابل

اللہ تعالیٰ سے آپ کی خیر و عافیت
مطلوب ہے۔ نیز استقامت اور ترقی
درجات مدارج قرب اور آپ کا حصول
ولایات ثلثہ میں پھر ان سے آگے
علوم وراثت اور کمالات مرتبہ نبوت
میں پھر ان سے آگے اطلاع یابی
مقام حضرت خاتم الانبیاء علیہ وسلم
و علیٰ آلہ ہستلوة و تسلیات تاکہ
نفس کمال اطمینان کا مرتبہ پیدا کرے
اور کما حقہ مقام شرح صدر حاصل ہو
اور عناصر مختلفہ مرتبہ اعتدال میں آجائیں
تو اس وقت تم مقام خدات اور محبت
ذاتیہ سے حصہ پاؤ گے۔ اور ان اسرار
خفیہ سے جنکی نسبت ایک صحابی نے
کسا ہے کہ اگر ان اسرار کو فاش کر دو
تو میرا یہ حلقوم یعنی خرخرہ کاٹ ڈالا
جائے۔ واضح ہو کہ کمالات و ولایت
صغریٰ کے حصول کیلئے بڑی چیز
مراقبہ اور اذکار قلبیہ یعنی ذکر اسم ذات
اور نفی و اثبات ہیں اور ولایت کبریٰ
اور ولایت علیا کے حصول کیلئے ذکر ربانی
نفی و اثبات۔ اور کمالات نبوت
کے لئے تلاوت قرآن اور نماز خصوصاً
نماز مفروضہ مہدی

شکر گزاری میں۔ الْمُسْتَوَلُ مِنْهُ بُحَانُهُ
عَافِيَتُكُمْ وَاسْتِقَامَتُكُمْ وَتَرْقِي
دَرَجَاتِكُمْ فِي مَدَارِجِ الْقُرْبِ وَ
وَصُوبِكُمْ إِلَى مَرَاتِيحِ الْوَلَايَاتِ الثَّلَاثِ
ثُمَّ مِنْهَا إِلَى الْعُلُومِ الْوِثَاقِيَةِ وَالنَّصِيْبِ
مِنْ كَمَالَاتِ مَرْتَبَةِ النَّبُوَّةِ ثُمَّ مِنْهَا
إِلَى طِلَافِ الْمَقَامِ خَاتِمِ الْأَنْبِيَاءِ
عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى أَلْ كُلِّ الْقَبُولِ
وَالْتَسْلِيْمَاتِ لِطَبْنِ النَّفْسِ كَمَالَ
الْإِطْمِئْنَانِ وَيَنْشُرَ الصَّدْرَ مَحْقَ
الْإِشْرَاحِ وَيَجْرِي الْعَنَاصِرُ الْمُخْتَلِفَةُ
تَجْرِي لَا يُعْتَدَالُ فَيَأْخُذُ نَهْيًا مِنْ
الْحُلَّةِ وَالْمُحَبَّةِ الدَّائِيَّةِ وَحَقًّا
مِنَ الْأَسْرَارِ الْخَفِيَّةِ الَّتِي إِشِيرَ إِلَيْهَا
بِلِسَانِ الصَّغِيرِ فَلَوْ بَشَّرْتُكَ فُطِعَ هَذَا
الْبَلْعُومُ وَتَبَغَّى أَنْ يَعْلَمَ أَنَّ الْعِلْمَةَ
فِي حُصُولِ كَمَالَاتِ الْوَلَايَةِ الصُّغْرَى
الْمُرَاقِبَةُ وَالْأَذْكَارُ الْقَلْبِيَّةُ مِنْ
ذِكْرِ اسْمِ الذَّاتِ وَالنَّفْيِ وَالْإِثْبَاتِ
وَفِي حُصُولِ الْوَلَايَتَيْنِ الْآخِرَتَيْنِ لِلذِّكْرِ
الِلْسَانِيِّ وَالنَّفْيِ وَالْإِثْبَاتِ وَفِي
حُصُولِ كَمَالَاتِ الْمَرْبُوطَةِ بِمَرْتَبَةِ
النَّبُوَّةِ تِلَاوَةُ الْقُرْآنِ وَالْعُلُوءِ
خُصُوصًا الصَّلَاةُ الْمَقْرُوءَةُ

ثُمَّ يَجْعَلُ بَعْدَ ذَلِكَ مَقَامًا لَيْسَ لِلْعَمَلِ فِيهِ نَتِيجَةٌ وَلَا لِإِعْتِقَادٍ أَثَرٌ وَ التَّرَقِّي هُنَاكَ مَرَبُوطٌ بِجَدِّهِ التَّفَضُّلِ وَالْإِحْسَانِ هَذَا الْمَقَامُ بِالْأَصْلَانِ مَخْصُوصٌ بِالْأَنْبِيَاءِ الْمُرْسَلِينَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَالْبَرَكَاتُ وَبِتَبَعِيَّتِهِمْ بَعْدَهُمْ أَيُّهَا النَّصِيبُ مِنْ هَذَا الْمَقَامِ ثُمَّ يَأْتِي كَمَا نَفَقَهُ يُرْتَقَى فِيهِ مِنَ التَّفَضُّلِ إِلَى الْمُحِبَّةِ وَ التَّرَقِّي فِي حُصُولِ هَذَا الْكَمَالِ مَرَبُوطٌ بِالْمُحِبَّةِ الصَّرِفَةِ وَفِي مُحِبَّةِ أَيْضًا كَمَا لَانَ الْمُحِبَّةِ وَ الْمُحْبُوبِيَّةِ وَظَاهُورُ كَمَالَاتِ الْمُحِبَّةِ الذَّاتِيَّةِ مَخْصُوصٌ بِالنُّكُلِيَّةِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوْ لَا وَ كَمَالَاتِ الْمُحْبُوبِيَّةِ الذَّاتِيَّةِ أَوْ لَا مَخْصُوصٌ بِالْحَبِيبِ عَلَيْهِ وَعَلَى إِلِهِ أَفْضَلُ لِمَقْلُوعَةٍ وَ أَكْمَلُ لِمُخَيَّاتٍ وَ بَطْفِيلِهِمَا ثَانِيًا بغيرِهِمَا أَيْضًا دَجَاءُ مِنْ هَذَيْنِ الْكَمَالَيْنِ وَ السَّلَامُ

اس کے بعد ایسا مقام ہے جہاں نہ کسی عمل کو دخل ہے اور نہ کسی عقائد کو اس مقام کا حصول اور اس کی ترقی محض فضل و احسان و ہمد و ثناء بالاصالت انبیاء المرسلین علیہم السلام و البرکات مخصوص ہے اور ان کے اتباع اور طفیل میں رہ کر کو بھی کچھ حصہ ملتا ہے پھر اس مقام کے اوپر اور ایک کمال ہے اس میں بھی عروج محض فضل و احسان سے مقام محبت میں ہوتا ہے اور ترقی اس میں محبت صرف پر منحصر ہے پھر محبت میں بھی دو کمال ہیں ایک کمال محبت یعنی عاشقی و دوسرا کمال محبوبیت یعنی مشوقی پس کمالات محبتیہ ذاتیہ مخصوص ہیں اولاً ساتھ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ و السلام کے اور کمالات محبوبیت ذاتیہ اولاً مخصوص ہیں ساتھ حضرت حبیب خدا علیہ علیہ اگر فضل و صلوٰۃ و کمال الخیات کے اور ان دونوں حضرات کے طفیل میں ثانیاً اور دوسرے لئے بھی اسید داری ہے۔ و السَّلَام +

قد سیمہ عارف بعد فنا و اتم کے جو کہ حقیقتِ عدمیہ کے جلتے ہوتے سے متعلق ہے اور موردِ اتنا ہے جس کو ہم الہی جلِ سلطان کے ساتھ بقا پیدا کرتا ہے۔

لَا يَرْثِي شَيْءٌ مِنْ بَرٍّ يَرْثِي سَيِّئَةً قَالَ حَفِظْتُ مِنْ سِرِّهِ لَهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ عَائِنَ فَلَا أَحَدَ هَا أَفْثَنَ فِيكُمْ أَمَّا الْآخِرُ فَلَوْ ثَلَا تَقْطَعُ هَذَا الْبَلْعُومَ مَعْرُومَ الطَّلَامِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اور حقیقت ثبوتیہ بجاے حقیقت عددیہ کے قائم ہو جاتی ہے۔ تو وہ اسم الہی اس ملک
 میں مدبر اور متصرف ہو گا۔ اور ساکس اس اسم کے اوصاف سے متصف اور آراستہ
 ہو جائیگا۔ اور ساکس صفات حیوۃ اور علم اور قدرت اور ارادہ اور بصیر اور کلام
 سے متصف ہو کر حتیٰ اور عالم اور قدیر اور مدبر اور سمیع اور بصیر اور متکلم ہو جائیگا۔
 چونکہ ہر اسم الہی جل سلطانہ اسما و صفات کو شتمل ہے اور وہ اسم دوسرے اسم کا
 ظل اور جزئی ہے۔ اس لئے عارف بھی ظل سے اصل میں جا پہنچے گا۔ اور اسم حق
 کی طرح اوصاف اسم لاحق سے متصف ہو جائیگا۔ اور پھر اس اصل سے دوسرے
 اصل میں مجائیگا۔ اور اصل دوم سے اصل سوم میں اور پھر سوم سے چارم اور پھر
 پنجم میں اور پھر جہاں تک اللہ تعالیٰ چاہے بقا جائے گا۔ چونکہ ہر ایک اسم
 دوسرے اسم سے شرکت کھتا ہے۔ اس لئے بوجہ شرکت کے اور اسماء میں بھی گودہ
 اُس کے اصول کے مبائن ہوں بقا پائیگا۔ اور یہ تمام اسماء بے شمار اجزاء عاریت
 ہو جائیں گے۔ اور بارگاہ ذات تعلیٰ و تقدس میں وہ باریابی اور عادت شہجاری
 ہے۔ کہ سیکڑوں سال کے بعد ہزاروں عارفوں میں سے کسی ایک کو بقا ذات
 سے مشرب کیا جاتا ہے۔ اور اُس ذات بیچون کا وہ مرتبہ مقدمہ اُس کو عطا ہوتا
 ہے۔ جو اُس عارف کا کدو ہو۔ اور یہ تمام اوصاف اس ذات کے ساتھ قائم ہوتے
 ہیں۔ بلکہ عالم کے جملہ افراد اُس کی ذات کے ساتھ قائم ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ
 افراد عالم مظاہر اسماء و صفات ذات ہیں۔ پس عارف بھی بوجہ خفا ذات کے قیوم
 عالم ہو جاتا ہے۔ اور مرتبہ وزارت کا حاصل کر لیتا ہے۔ پس آثار رحمت الہی
 کو دیکھو کہ کیونکر زندہ کرتا ہے زمین کو بعد اُس کے مرنے کے اُس وقت وہ ذات
 قائم مقام حقیقت ثبوتیہ کے ہو جاتی ہے۔ اور عالم میں مدبر و متصرف ہو جاتا ہے
 تب اس عارف کی جامعیت کی وہ شان ہو جاتی ہے کہ دنیا بھر کی ہدایت اور
 ارشاد کی اُس کے مقابلہ میں بہت خفیف حیثیت ہو جاتی ہے۔ قطعہ بھی دریا کے
 ساتھ ایک نسبت کھتا ہے۔ مگر عالم کو اُس کے ساتھ یہ نسبت بھی نہیں ہوتی ہے۔
 جیسے کہ اوصاف کو ذات سے ایک نسبت لاشعۃ اور استہلاک کی ہے۔ پس یہ عارف
 کامل ذکر کرنے کے وقت گویا کئی ہزار زبانوں کے ساتھ ذکر میں مشغول ہے ہر ایک

اہم اپنی زبان سے نکال رہے اور عارف ہنر لڑن کے مجموعہ کے ہے۔ تخریر یا نہ مضمون کے
 وقت گویا ہزاروں شخص خاص تخریر باندھ رہے ہیں۔ پھر یہ تمام شخص قرأت پڑھتے
 اور رکوع و سجود میں جاتے ہیں۔ اور امکان کے اور بھی اکثر حقائق ان امور میں اس
 عارف کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں۔ اور جو لوگ کہ صرف زبان سے ذکر کرتے ہیں
 چونکہ انانیت آمارہ سے پاک نہیں ہیں اس لئے ان کا ذکر لائق بارگاہ اقدس
 نہیں ہو سکتا۔ اور وہ انہی کی طرف اپس کر دیا جاتا ہے۔ اور یہ عارف چونکہ
 ہزاروں زبان سے ذکر کر رہے ہیں اور کوئی جزو اس کی خودی کا درمیان میں داخل
 نہیں ہے عوام الناس ظاہر بین ان دونوں ذکروں کو کیساں نوکر اور عابد جانتے
 ہیں۔ اور حقیقت فرق سے آگاہ نہیں ہیں۔ عارف مجسم حضور الہی ہو گیا۔ اور وہ
 غفلت میں بھی حاضر بحضور رہتا ہے۔ کیونکہ علم حضور میں غفلت مدامی طور سے
 گم ہو جاتی ہے اور نادانف آدمی اس کے اس مرتبہ سے غافل ہیں۔ پس عارف
 مذکور غفلت میں بھی باحضور ہے۔ اور وہ لوگ عین حضور میں بھی غافل اور بے خبر
 جیسے کہ بیان کیا گیا کہ ان کا حضور حصول کی وجہ سے ہے اور حصول عین غفلت ہے
 اور عوام الناس ان کو حاضر و ناظر جانتے ہیں۔ اور عارف کامل کو غافل۔ خدا ہم
 اللہ مبین خاندہ سوا فیض اللہ تعالیٰ ان کو سیدھی اہ دکھاٹے ہے
 پری نہفتہ رخ و دیوور کشمہ رناز بسوخت عقل نہجرت کہ این چہ ایست
 گوش شوق کیلئے یہ ایک دقیقہ ہے کہ چونکہ عارف خود کو اطلاق کلمہ انا
 پاک مبرا کرتا ہے اور انانیت آمارہ سے رہائی پالتا ہے اس لئے حکم ہکل
 جزاء الا حسن الا الا حسن معشوق ہو جاتا ہے اور اس گم شدہ کو اپنی
 انا میں جگہ دیتا ہے پس عاشق صادق کشاکش غیر و غیرت سے رہائی پاکر خلوت
 خانہ انا معشوق میں آرام پاتا ہے ایک جماعت صوفیہ کی ایسی ہے جو کہ یہ جانتی
 ہے کہ معشوق کو اپنی انا کے دیرانہ میں جگہ دیں۔ اور اسی خواہش پر خوش ہیں۔ انا
 نہیں جانتے کہ خلل مطلوب کے ایک عکس سے انہوں نے آرام پایا ہے اور اس
 ذات بوجد کے ایک پر تو پر انہوں نے قناعت کر لی ہے
 تو از خوبی نے گنجی بعالم مراہر گز کجا گنجی در آغوش

اب ہم مطلب اصلی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ عارف کامل کو جو ذات عطا کی گئی ہے۔ چونکہ وہ بے چون سے حصہ رکھتی ہے۔ اس لئے اُس کی جامعیت یا النظیر اور اک میں نہیں آسکتی۔ مگر وہ حقیقت میں تمام سما و صفات سے جو اجزاء عارف کے ہمنام ہو گئے ہیں جامع تر ہے بلکہ اس جامعیت کی نسبت جامعیت سابقہ کے کوئی قدر نہیں ہے۔ بلکہ اُس کے رُوبرُو مکمل شدہ کار رکھتی ہے سبحان اللہ و بحمدہ ایسی وسیع مملکت ایک حقیر شخص میں ودیعت رکھی گئی ہے۔ اور یہ ملک ملکوت کے خزانے ایک بقدر دیرانہ میں محفوظ کئے گئے ہیں اور یہ تمام حسن و جمال بے نام اور انوار و اسرار بے کیف اس سپر تار یک میں امانت رکھے گئے ہیں۔ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَجْزِي۔ اور یہ اُس کی قدرت سے کوئی بعید نہیں ہے۔

اس اخفا میں حکمت ابتدا اور آزمائش کی ہے خبیث طبیعت علیحدہ رہتا ہے۔ خدا کی نظر نے عارف کامل کے باطن اور اُس کی حقیقت میں نفوذ کیا۔ اور اُس کے برکات سے ملو اور سیراب ہو گیا ہے جس نے صرف اس کی صورت کو دیکھا اور اپنی صورت بے حقیقت پر اس کو تپاس کیا وہ اُس کے برکات سے محروم رہا۔ اور ابدی نقصان کا اُس کو حصہ لگ گیا۔ اُس نے یہ نہ جانا کہ یہ عارف بالکل مغز ہے کہ کوئی چھلکا درمیان میں اس کے حائل نہیں ہے۔ اور اُس کا پوست مغز سے تبدیل ہو گیا ہے۔ اور تمام اور لوگ اُس کے مقابلہ میں پوست بے مغز ہیں مگر چونکہ عارف کا کالبد جو ایک چھلک کی وضع کا ہے باقی ہے۔ اس لئے پوست بے مغز سے اس کو صورتِ شریک رہتی ہے۔ اور اس شریکِ مٹوئی سے کہ تپہ جسمی سے دبستر ہے جو بعد اُٹنے جسم کے بھی باقی رہتی ہے۔ مجوہین کی آنکھوں میں اُس نے خاک ڈال دی اور اپنے دوستوں کو بے خود کر دیا۔ کہ اُولَیِّیَہِ تَحْتَ قَبَائِلِہَا یَعْرِفُہُمْ خَیْرٌ۔ قُلْ هٰذِہٖ سَبِیْلُیْ اَدْعُوْا اِلٰی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَ مِنَ الْاٰتِیَّاتِ وَ سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَ مَا اَنَا مِنَ الْمُنشَرِّکِیْنَ میرے اولیا میری قبا کے نیچے ہیں کوئی میرے سوا اُن کو پہچان نہیں سکتا۔ ہدایت کرو اے محمد! صلے اللہ علیہ وسلم اگر یہ میرا رستہ ہے میں خدا کی طرف اپنی بصیرت کی وجہ سے بلاتا ہوں

اور ان لوگوں کو جنہوں نے میری پیروی کی۔ اور اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ اور میں شکرین سے
نہیں ہوں +

قد سیمہ العارف الکامل المشرف بالبقاء الذاتي شاهد
بحالہ فی مریا العوالم و بری نفسہ کلاً و اجلاً و العالم مظاہرہ
و تفصیلہ و یحیی ذاتہ ساریاً فی افراد العالم محیطا بہ احاطہ
الکلی یا جزائیہ بل احاطہ الذات بصفاتہ فکہ الذات کما سوہ
مظاہر الصفات و ہذا النوع الاخیر مخصوص بآفراد من الکمل
لہ حکم العنقاء فی الغرابۃ لو وجد واحد بعد الوف من التینین
لا غنیہم۔ عارف کامل جو بقاء ذاتی سے مشرف ہوا۔ جمال حق کا عوالم کے انبیا
میں شاہد کہتا ہے اور اپنے آپ کو کل اور اجال کا عالم کا دیکھتا ہے اور عالم کو اپنے مظاہر
اور اپنے اجمال کی تفصیل پاتا ہے۔ اور تمام افراد عالم میں اپنی ذات کو ساری و جاری اور
ایسا محیط دیکھتا ہے۔ جیسے کل اپنے اجزا میں با جیسے ذات اپنی صفات میں۔ پس اس کیلئے
ذات ہے اور اس کے ماسوہ مظاہر صفات ہیں۔ یہ قسم اخیر معرفت افراد اکمل اولیا کے لئے
مخصوص ہے۔ جو کہ عنقا کی طرح ناپید ہے اگر ہزاروں سال کے بعد بھی میا ایک رزیا یا
جائے تو بسا غنیمت ہے

اگر بادشاہ بردر پیسوزن بیاید تو اسے خواجہ سبلیت مکن

قد سیمہ۔ اسی عاصی پر جو عنایات حق بجا رہے مبدول ہوتی ہیں تحریر میں
نہیں آسکتی ہیں۔ ع داو اور اقا بیست شرطیت
ان کو وہی قبول کر سکتا ہے جو بلا دلیل کے قبول کرے۔ اگر ان کی تفصیل کی جائے تو
قلم ان کے تحریر کرنے کی طاقت نہ رکھیں گے اور کاغذ جل جائیگا۔ اور کہنے والا اور
سننے والے بیہوش ہو جائیگا۔ پھر کون کہہ سکتا ہے اور کون سن سکتا ہے کسی نے
کیا خوب کہا ہے

سراپا آتش امشب قدح کو دیگے پر کن
کہ خوصد سوختہ ساغر تا قومی در جائے خواہی کہ

اس کی لطافت اور بلندی زبان کو پھیر دیتی ہے۔ سینہ تنگ ہو جاتا ہے اور زبان بول

خلیفہ ہیں اور پشاور میں سدا رشا و مشیخت پر تشریف فرما ہیں بیان کرتے تھے کہ فقیر
ملازمت آنحضرت کے ارادہ سے اونٹ پر سوار ہو کر پشاور سے روانہ ہوا کہ اونٹ
رہستہ میں بھاگنے لگا۔ اور میں اُس کی خاتہ زین سے جدا ہو گیا اور میرا پاؤں رکاب
میں رہ گیا اونٹ بھاگتا تھا اور مجھ کو گھسیٹتا تھا۔ لوگ ہر چند اُس کے پیچھے دوڑے
مگر کوئی اُس تک نہ پہنچ سکا۔

اس حالتِ خطر میں حضرت پیر بزرگوار مجھے یاد آئے تو فوراً ہی میں نے دیکھا
کہ حضرت آئے اور اونٹ کی ہمار پکڑ کر اُس کو کھڑا کر دیا۔ میرا پاؤں اُس کی رکاب سے الگ
ہوا اور میں نے چاہا کہ آپ کے قدموں پر گروں دیکھا تو آپ نظروں سے غائب ہو گئے۔
کرامت۔ آپ یہی بیان کرتے تھے کہ ایک بار میں حضرت سے اجازت
لی کہ اپنے وطن کو روانہ ہوں۔ رہستہ میں پل سلطان پور کی ندی کے پل کے نیچے کپڑے
پک کر رہا تھا کہ میرا پاؤں پھسلا اور پانی سر سے اونچا ہو گیا۔ میں تیرنا نہیں جانتا تھا
پانی کبھی مجھ کو اوپر لاتا تھا۔ اور کبھی نیچے لیجاتا۔ زندگی کی امید باقی نہ رہی تھی یکایک
حضرت نمودار ہوئے اور ہاتھ ڈال کر مجھ کو نکال لیا اور نہر سے غائب ہو گئے۔

کرامت۔ راوی مذکور یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سلطان اللہ گڑ کا بیٹا
پر غلبہ ہوا۔ میں نے تمام دن ایسے جنگل میں بسر کی جہاں کسی کو گڑ نگاہ نہ تھی اُس حالت
میں میں جس طرف نگاہ کرتا تھا حضرت کی عیون مبارک اپنی آنکھوں سے لاکھوں جگہ
نمودار دیکھتا تھا۔ ایک مدت تک آپ میری نظروں میں قائم رہے۔ اور پھر نظروں سے
پوشیدہ ہو گئے۔

کرامت۔ راوی مذکور کا بیان ہے کہ ایک روز غایب حال میں میں جنگل محیط
نکل گیا۔ یکایک ایسی جگہ پہنچ گیا جو کہ آبادی سے بہت دُور تھا۔ پیاس نے مجھ پر
غلبہ کیا۔ کہ قریب سلاکت ہو گیا۔ اتنے میں حضرت نمودار ہوئے۔ میں لبثوق تمام انکی
طرف دوڑا اور جب ہاں پہنچا تو حضرت کو نہ پایا۔ مگر پانی کا آب جو حوض وہاں پایا اور
میں نے اُس سے خوب پانی پیا۔

کرامت۔ راوی مذکور کا بیان ہے کہ میرا ایک غلام اہل بزرگیت نامی جو
حضرت دیدار فیض آثار سے مشرف ہوئے۔ بیان کرتا تھا کہ میں وہاں بلانے کی پیل

پر لاؤ کہ لا رہا تھا۔ کہ کڑیوں کا گٹھابیل کے اوپر سے زمین پر گر پڑا اور کوئی شخص ایسا
دہان تھا جو اس کے اوپر بار کر دینے میں میری امداد کر سکے۔ میں حیران پریشان کھڑا تھا
اتنے میں حضرت کو میں نے دیکھا کہ آئے اور بیل پر میرا ستارہ بار کر کے میرے حوالہ
کر دیا اور پھر نظر سے چھپ گئے۔

کرامت۔ آپ کے ایک خادم کا بیان ہے کہ ایک کثیر آپ کے محل سے آئی اور
مجھ سے کہا کہ آپ حضرت کے روضہ منورہ کے عقب میں تشریف فرما ہیں۔ اُن کو
بلا لاؤ۔ جب میں روضہ منورہ کے احاطہ میں آیا تو دیکھا کہ آپ کی تسکین مبارک دروازہ
پر ہیں۔ میں روضہ کے پیچھے کی طرف کو گیا تو دیکھا کہ حضرت وہاں نہیں ہیں۔ پھر میں نے
اطراف نواحی میں پھر کر دیکھا۔ تب بھی آپ کو نہ پایا۔ پھر روضہ کے عقب میں آکر دیکھا
تو حضرت مراقبہ میں تھے۔ میں اس بات کو دیکھ کر متحیر ہو گیا۔

کرامت۔ آپ کے ایک مرید کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت مسجد کے حجرہ میں
تشریف فرما تھے۔ اور مجھ کو کسی کام کے لئے بھیجا۔ میں نے پھر کر دیکھا تو حجرہ خالی تھا
اور آپ مسجد کے اُس حجرہ میں نہ تھے۔ اور میں حجرہ سے باہر نکلا تو حضرت نے حجرہ
میں سے آواز دی کہ یہاں آؤ۔ میں نے اس انکار سے توبہ کی اور متحیر اور
پے آپے ہو گیا۔

کرامت۔ آپ کے ایک متمول مرید کا بیان ہے کہ ایک دفعہ کچھ عرصہ تک
میں اپنے گھر والوں سے الگ رہا تھا۔ اور اُس زمانہ میں میرے قیام گاہ کے قریب ایک
عورت گلے والی نہایت حسین و خوبصورت جوان دلربا فروکش تھی۔ ایک شب کیا لکستی
اور بے ہوشی کے عالم میں اُس نے آکر مجھے پکڑا اور اُس قدر مجھ پر اصرار کیا کہ میری
سب ابیر اور ڈانٹ ڈپٹ بے کار ہو گئی۔ جوں جوں اُس کا اصرار بڑھتا جاتا تھا۔
میرا نفس بھی غلبہ کر رہا تھا۔ میں بے خستیار ہو گیا اور قصد مباشرت کا کیا میں نے
بچشم سر آنحضرت کو دیکھا کہ اگر مجھ میں اور اُس عورت میں حائل ہو گئے۔ اُس کو نیند آگئی
اور مجھ پر ہیبت نے غلبہ کیا اور میں سلب الشہوت ہو گیا۔ میں نے الفور نکل کر توبہ اور
استغفار میں مشغول ہو گیا۔

کرامت۔ آنحضرت کے ایک مجلس صبحی والا قد مولانا محمد حسن کا بی نامی